غفرت لکھو پر بھی نادم رہون — ہون مخدوم توکل کا خادم رہون

جدا ذات سے اُسکی تھا کوئی کب — تمیز و تعدد کے جلوے ہین سب

نہ جز نور تھی صورتِ اتصاف — تعین نے پیدا کیا اختلاف

تو اب جو صفت اُسکو مرغوب ہی — وہی اُسکے بندے کو محبوب ہی

تو جسکو پلائے شرابِ تمیز — اُسے علمِ کلّی ملے ای عزیز

یہ مستی جو قدرت سے مجھکو ملی — اُسے فیضِ رحمت نے تمیز دی

اُسی نے فتن سے نکالا مجھے — اُسی نے نشے مین سنبھالا مجھے

اُسی نے بنایا مجھے بے نظیر — اُسی نے کیا مجھ کو مہرِ منیر

اُسی نے دکھایا مجھے نورِ ذات — اُسی نے عطا کی تمیزِ صفات

ازل سے ملا فیضِ کامل مجھے — بلاواسطہ سب ہی حاصل مجھے

کوئی جام باقی پلا ساقیا — کہ ہون منتظر وقت کا ساقیا

بھلا پی کے مین کیسے مخمور رہون — کہ محبوب کا اپنے منظور رہون

وہی جامِ ہمّت دیے جا مجھے — کہون کیا ہی مدِّ نظر کیا مجھے

یہان تک وہی گردشِ جام ہو — کہ یہ ساری دنیا ہوا اسلام ہو

پلا دے وہ مے سب کو ای ذوفنون — کہ لَا غَوْلٌ فِیْھَا وَلَا یُنْزِفُوْن

اُخوّت کا دل مین وہی جوش ہو
کہ تائید و نصرت ہم آغوش ہو

اُٹھا اختلافِ فروع و اصول
کہ انسان ہو یکسر ظلوم و جہول

دکھا اہلِ ایمان کو اب وہ مقام
کہ بن جائین یہ نفسِ واحد تمام

محمد ۴

پلا ساقیا راحِ نورِ مبین
ہو ایمان بالغیب حق الیقین

یہ کاسہ سرِ عیش کا تاج ہو
کہ اپنا یقین اپنی معراج ہو

وہ مشرب ہو صافی حقیقت اساس
کہ ہر رند بھی ہو مصالح شناس

پلا دے وہی مبدأ انکشاف
بد و نیک عالم دکھا دے جو صاف

ہمین کور باطن بھی اُسکو اگر
غوامض سے فطرت کے ہون باخبر

بھرے ہون زمانے مین گو سارے نیک
ابو الوقت ہوتا ہی لاکھون مین ایک

پھر اُن مین بھی جو سب کا سرتاج ہی
اُسی کے مقدّر کی معراج ہی

ضرورت پہ حاکم ہی گو وہ بشر
ضرورت کا تابع ہی عالم مگر

وہ آداب دان امید و ہراس
ضرورت کا ہر دم مصالح شناس

زمانے کو کچھ حکم بھی دے اگر
رکھے وقت کی مصلحت پر نظر

کوئی اُس سے کیا بڑھ کے حاکم بنے
کہ جو بے غرض سب کا خادم بنے

لقب پائے حق سے امامِ مبین — ہو رحمۃ اللہ للعالمین
بھرا ہو یہ انوار و جذبات سے — کہ اعجاز ٹپکے ہر اک بات سے
خودی یا ضرورت ہوئی جب فنا — تو باقی رہا کیا وہان جز خدا
خدا کے لیے جب ہر اک کام ہو — نہ پھر کیون خدا خضر ہر گام ہو
یہانتک وہ ہو غرق اس فکر مین — نہ جز حق رہے اور کچھ ذکر مین
فلک پر چمکتے ہوے یہ نجوم — دمِ صبح یہ طائرون کا ہجوم
یہ خورشید و مہتاب کا گھومنا — ہوا سے درختون کا یہ جھومنا
یہ گلزار و سبزہ یہ آبِ روان — یہ کہسار و وادی یہ دشت و مکان
یہ بجلی کا کڑکا یہ آوازِ رعد — یہ قوسِ قزح ابر چھٹنے کے بعد
یہ آغاز و انجام و شیب و شباب — یہ آثار و اطوار کا انقلاب
خدا ہی کا جلوہ دکھائے اُسے — خدا کے سوا کچھ نہ بھائے اُسے
ہر اک شان مین اُسکی حق جلوہ گر — ہر اک بات مین اُسکی سچا اثر
دکھا دے جہان کو عروجِ کمال — وہ پہچانتا ہو زمانے کی چال
موافق ضرورت کے شام و سحر — نظر اُسکی اصلاح و تجدید پر
ارادے پہ اپنے ہو وہ مستقیم — تذبذب سے لغزش سے بےخوف و بیم

نہ پروائے سر ہو نہ سودائے زر — ہو نفعِ خلائق پہ ہر دم نظر
وہ انسانِ کامل فرشتہ خصال — عداوت سے ہرگز نہ رکھے ملال
یہان تک ہدایت سے مانوس ہو — مصیبت مین ہرگز نہ مایوس ہو
عوض دشمنی کے وہ رحمت کرے — عدو کے بھی زخمون پہ مرہم دھرے
خدا سے محبّت ہو جب اسقدر — کہ بندون پہ اُسکے یہ رکھے نظر
تو کیونکر خودی سے وہ آگاہ ہو — نہ کیون اُس مین اللہ ہی اللہ ہو
یہان تک تو ہی کسبِ ذاتی سے کام — مگر قابلیّت کو ہی دخلِ تام
ازل سے وہ ہوتی ہی جسکو نصیب — وہ محبوب ہوتا ہی بنکر حبیب
جو ہوتا ہی آئینہ قلبِ سلیم — تو پڑتا ہی عکسِ جمالِ قدیم
یہانتک تو ایمان کا ہی کمال — جو ہو خاص پھر رحمتِ ذوالجلال
تو ہوتا ہی روشن چراغِ یقین — نئی آنکھ دیتا ہی ربِّ امین
ہر اک امر کا علمِ ذاتی اُسے — عطا ہوتا ہی عالمِ راز سے
اگر اسکی تصدیقِ کامل ہوئی — تو عینیّتِ جملہ حاصل ہوئی
وہان پر بھی قائم رہے جو اس — جگہ اُسکو ملتی ہی پردے کے پاس
اگر جذبِ باطن اُٹھادے نقاب — تو دیکھے وہ اسرار کو بے حجاب

خبر اول و آخر و حال کی — جو کھلائے اللہ کہدے وہی
جسے یون خبردار کردے خبیر — بجا ہی اگر ہو بشیر و نذیر
جو حق الیقین سے سروکار ہو — خدا کی خدائی کا مختار ہو
ہو مخلوق خالق کا ہر عام و خاص — جسے چاہے کرلے اخص الخواص
جو مامورِ تبلیغِ احکام ہو — رسول و نبی اُسکا پھر نام ہو
فنا ہو جو اُس ذات مین یون کوئی — نہ معشوق و عاشق مین ہو کچھ دوئی
تو کچھ بھی نہین اُسکا رہتا نشان — بجز ذاتِ پروردگارِ جہان
مگر ڈال دیتا ہی وہ خود حجاب — کہ تا خلق بھی اُس سے ہو فیض یاب
جو ان سب مراتب کی جامع ہوئی — محمد مین وہ ذات لامع ہوئی
جو کی وقت کی مصلحت پر نظر — تو اصلاحِ عالم پہ باندھی کمر
دکھائی رہِ راست حسبِ مراد — کہ مقصود بعثت تھا رفعِ فساد
اندھیرے مین حاجت تھی مصباح کی — مطابق ضرورت کے اصلاح کی
نہ تاویل اور فلسفہ سے خبر — خدائی کا ہر راز پیشِ نظر
یہ اندازِ بینش بھی معلوم تھا — زمانے کا آئین بھی معلوم تھا
کہ جب تک نہ مہدی کا ہو گا ظہور — پڑیگا نہ اس نظم مین کچھ فتور

جو بڑھ جائیگا حد سے ظلم و فساد ❊ وہ تازہ کرینگے رہ و رسمِ داد
مصالح کی روسے وہ مخلص نواز ❊ گھٹانے بڑھانے کے ہونگے مجاز
کہ کھُل کر لحاظِ ضرورت کرین ❊ وہ مستحکم اصلِ شریعت کرین
وہ صورت وہ سیرت محمدؐ کی سب ❊ اُنھین وہ کمالات بھی دیگا رب
کہ وہ نقشِ ثانیِ احمدؐ بنین ❊ خدا کی طرف سے مؤید بنین
اصولِ شریعت کی تجدید ہو ❊ یہ ساری خدائی ہو توحید ہو
سوا اُنکے ایجاد جائز نہین ❊ کہ مقصودِ اصلی کو فائز نہین
یہ پیری مریدی خلافِ اصول ❊ ہو کیونکر مزین بحُسنِ قبول
جو بیعت کرین تو نمازین معاف ❊ ندارد سب ارکان روزے بھی صاف
جو پوچھو تو پیرون پہ اپنے یہ ناز ❊ کہ پڑھتے ہین کعبے مین جا کر نماز
یہ کیا۔ بیت معمور مین وہ پڑھین ❊ نہ ظاہر ہین پر حد سے آگے بڑھین
لگائی ہین مطلب کی گھاتین بہت ❊ گڑھی ہین خرافات باتین بہت
معاذ اللہ یہ زہد یہ اِتّقا ❊ حسینون مین بس رہ گیا ہی خدا
خلافِ نبیؐ ہین جو ہر بات مین ❊ وہ اکمل ہین سارے کمالات مین
یہ معصوم ہین بھولے بھالے ہین یہ ❊ بڑے پہونچے اللہ والے ہین یہ

خلافِ شریعت ہین یہ اس لیے — کہے کوئی انکو ولی کس لیے
اگر ہوش ہی کچھ تو یہ سب غلط — عبارت غلط لفظ و مطلب غلط
کرین جو خلافِ خدا اور رسولؐ — وہ ہی حاصلِ فقر و حسنِ قبول
اگر بارِ ظاہر اُٹھاتے نہین — کسی کھُو مین کیون بیٹھ جاتے نہین
مرین گو وہ اللہ کے کام مین — گنین گے مگر ہم نہ اسلام مین
خلافِ شریعت جو فی الحال ہین — حقیقت مین یہ سب بھی دجّال ہین
وہ دجّال آخر مجسّم ضلال — دکھائیگا آکر نہ کیا کیا کمال
مگر اہلِ ایمان نہونگے مطیع — خدا اُنکی رکھیگا ہمّت وسیع
وہ مرشد پرستی کا پھیلا کے جال — ہمہ اوست کی کر کے کچھ قیل و قال
تعیُّش کا نقشا جمانا اُنھین — مزا زندگی کا اُڑانا اُنھین
کسی کا ہو دوزخ کہ جنّت مقام — اُنھین حلوے مانڈے سے ہی اپنے کام
نہین عیب مرشد پرستی کبھی — مگر ہو نہ وہ غیرِ حکمِ نبیؐ
شریعت اگر ہو یہ حورین کہان — حسینون کو بُھلا کے گھورین کہان
جو ہون پاکدامن بھی تو ہم کو کیا — کہ گمراہ ہوتی ہی خلقِ خدا
نہین علم سے بہرہ ور جو عوام — انھین وہ سمجھتے ہین عالی مقام

کتابین جلانے کے قابل ہین جو — اُنھین پیش کرتے ہین سمجھانے کو

مگر اُنکا یہ ہزل نافع نہین — شریعت حقیقت کی مانع نہین

حقیقت مین واصل ہین جو اہلِ دین — زبان سے ہمہ اوست کہتے نہین

نہین محرمیت مین جنکا مقام — وہ بکتے پھرین لغو تو کیا ہو کام

جو منزل گزین ہی وہ کہتا نہین — جو بولا وہ منزل مین رہتا نہین

جو خود گم ہو اُسکو کہان یہ خبر — کہ رہزن کہان کون ہی راہبر

یہ پیری کہان یہ مریدی کہان — امید اور یہ نا امیدی کہان

کہان اُسکو جلسون مین اتنا شعور — کہ گانے مین کوئی حسین ہو ضرور

طریقہ جو ہی چشتیہ کا کلام — بزرگون کا اُس مین یہ تھا اہتمام

غذا روح کی جانتے تھے اسے — اسی وجہ سے مانتے تھے اسے

نہ ہو غیر محرم کوئی زینہار — یہ تھا حفظِ آداب لیل و نہار

شب و روز سرگرم تھے دید مین — مکرم تھے وہ اہلِ توحید مین

سنا ہی کہ اک روز خواجہ معین — کسی کے ہوے گھر مین راحت گزین

جو دعوت کے کھانے سے فرصت ہوئی — تو پھر راگ سُننے کی رغبت ہوئی

دیا حکم جز محرمان و خواص — نہ رکھے کوئی بزم سے اختصاص

چلے سب تو پاپوش اک شخص کی — شتابی کے باعث وہین رہ گئی
نہ طاری ہوا حال اصحاب پر — تو حضرت کو القا سے پہونچی خبر
ہو اک غیر محرم کا اس جا خیال — ہو جسکے سبب سے یہ نقص کمال
وہ کرتا ہو پاپوش کی جستجو — وہ جائے تو چھائے یہان رنگ ہو
غرض ڈھونڈھ کر اُسکو پہونچا دیا — تو محفل نے بھی رنگ دکھلا دیا
جب اِک غیر محرم کا عکس خیال — پریشان کرے بزمِ اربابِ حال
تو جلسون مین کیونکر وہ ہوگا روا — غرض رائج الوقت ہی ناروا
جسے ذکرِ حق سے غرض ہو نمود — وہ بیشک ہی مغضوبِ ربِّ ودود
اگر کوئی مجذوب و دیوانہ ہو — یگانہ کسی کا نہ بیگانہ ہو
نہ کھانے پینے کی اُسکو ہوس — حیات و ممات اُسکی اللہ بس
ہو غالب کچھ ایسا محبت کا جوش — کسی کا نہ باقی رہے کچھ بھی ہوش
تو حکمِ شریعت بھی اُسپر نہین — حدودِ طریقت کے اندر نہین
وہ مسلم جو باہوش و بیکار ہی — مسلمان ہو پر گنہگار ہی
نہین غیر پر اُسکا مطلق اثر — کہ یہ فعل ہو لازمی سربسر
جو پیری مریدی کرے الامان — مشیخت کا وہ دم بھرے الامان

خلافِ شریعت جو ہو کوئی کام | روا اُسکی بیعت نہین لاکلام
جو ہو سامنے کوئی امرِ خلاف | تو دو اہلِ بیعت جواب اِسکا صاف
کہ کس طرح بیعت وہ جائز رہی | کہان چھوڑ دی تم نے شرعِ نبیؐ
اگر عشق ہو تو وہ بے پیر ہی | شریعت ہی لازم جو تدبیر ہی
لکھا ہی صحیحین مین جابجا | ھُوَ الرَّدُّ مالیسَ فِی اَمرِنَا
خلافِ شریعت گوارا نہین | یہ واللہ مسلک ہمارا نہین
نظر آئے اکثر بزرگانِ دین | جنھین فی الحقیقت کہین جانِ دین
محبت ہدایت تلاوت نماز | نہین چھوڑتے کچھ بھی وہ پاکباز
وہ اہلِ خدا اہلِ تمیز ہین | خدا جانتا ہی بڑی چیز ہین
مگر کچھ مریدینِ بد امتیاز | نہ مسلک شناس اور نہ دانائے راز
شب و روز رکھتے ہین کیا جھگڑے | ہین مفسد یہی بچے شیطان کے
ہوس پروری پر جو مرتے ہین یہ | بزرگون کو بدنام کرتے ہین یہ
کتابین وہ کرتے ہین یہ مشتہر | نہ ہو جس مین کچھ راستی کا گزر
نبیؐ پر بھی کرتے تھے یہ افترا | قصور ان بزرگون کا ہی اسمین کیا
یہ رکھتے ہین مقصود بیعت شریر | کہ کہنے پہ انکے چلے انکا پیر

بہت پیر شیطان صفت انکے رام | کمال اس شرارت کو سمجھے عوام
جو فرعون وقت اور ہامان ہین | یہ بہکے ہوئے سب مسلمان ہین
یہ بندے ہین تیرے سب آشفتہ حال | ہدایت انھین کر تو یا ذا الجلال

ضرورت

کہان ہی تو ای ساقیِ باکمال | اَدِرْ رَاحَ عِشْقٍ بِکَاسِ الْوِصَالِ
مجھے کر دے ہان نشّہ مین چور چور | وَبَلِّغْ مَعَ الْقَ اح رُوحَ السُّرُورِ
دکھادے اب ای آفتابِ علوم | أنَا بَدْرُ عِلْمٍ وَصَحْبِی النُّجُومُ
یہ محفل یہ جلسہ یہ بزمِ سرور | برستا ہی کیا سب کے چہرونپہ نور
حسد سے ہی پاک انمین ہر رشکِ بدر | نہین کچھ بھی تمیزِ پائین وصدر
جدا کرتے ہین یہ بد و نیک کو | غودی سے لگاوٹ نہین ایک کو
ہی ممتاز مجلس مین جو ذی ہمم | سمجھتا ہی مین ان مین ہون سب سے کم
نہین کرتے کچھ نام کے واسطے | مگر نفسِ اسلام کے واسطے
مظاہر الگ اور جادہ ہی ایک | سبھون کا ارادہ ارادہ ہی ایک
یہ صاحب عمل اہلِ ادراک ہین | خدا کے یہ بندے بہت پاک ہین
ریا سے الگ رہتے ہین یہ غیور | پرکھتے ہین کھوٹے کھرے کو ضرور

اصول و عقائد کے مخزن تمام — خلافِ پیمبر کے دشمن تمام

یہ احکام کے گرد پروانہ وار — یہ ہر فعل مسنون کے شیدائے زار

اوامر کی جانب کو یہ زود خیز — نواہی سے ہر وقت انکو گریز

یہ جو کچھ کرین انکی نیّت یہی — ترقی ہو دنیا مین اسلام کی

کوئی بات ہو یا کوئی کام ہو — انھین حفظِ آدابِ اسلام ہو

یہ نقشے تجھے کب بزم ہوشنگ مین — یہ ڈوبے ہوئے ہین عجب رنگ مین

رفیقانِ کوئے شریعت ہین یہ — مریدانِ پیرِ طریقت ہین یہ

یہ نوری طبیعت یہ روشن دماغ — اندھیرے گھرون کے منوّر چراغ

یہ ہین جادۂ راست پر مستقیم — یہ ہین پیرو رہروانِ قدیم

تفاخر دہ گوئے و چوگان ہین یہ — حقیقت یہ ہو مردِ میدان ہین یہ

یہ مقبولِ حق خلق کے غمگسار — یہ عاشق خدا پر نبیؐ پر نثار

اگر کوئی بھکے تو ہاتف ہین یہ — مکائد سے شیطان کے واقف ہین یہ

نہین چاہئے جز رضا کوئی چیز — نبیؐ کو یہ پیارے خدا کو عزیز

یہ ہر فکرِ بیہودہ سے بے خبر — نظر رات دن انکی انجام پر

مشاہیر پیشین کے مختار کار — یہ اگلے صنادید کے یادگار

یہ امراضِ روحی کے حاذق طبیب
نہ پھٹکے ہوا و ہوس کے قریب

ہو زحمت مین کوئی جوان و مسن
انھین فکرِ اصلاح کی رات دن

یہ مخلوط مانندِ شیر و شکر
لذائذ سے اسلام کے بہرہ ور

انھین لوگون سے دہر آباد ہے
کہ انکی حمیت خداداد ہے

انیسانِ بزمِ محبت ہین یہ
جلیسانِ اہلِ حقیقت ہین یہ

یہ سرگرم ہین دید و وادید مین
ہر اک ان مین ہے فردِ توحید مین

کوئی بات کہتے نہین بے محل
یہ ہین پردہ دارِ حریمِ ازل

رموزِ حقیقت سے ماہر ہین یہ
نگہدارِ رازِ اکابر ہین یہ

نجومِ فلک یہ چراغِ زمین
یہ مخدومِ کل خادم المسلمین

جدا ہین یہ گو نام مین کام مین
مگر نفس واحد ہین اسلام مین

یہ اجماعِ آخر بھی ہے اس لیے
کہ ہم سب سے پیچھے رہین کس لیے

یہ دنیا بھی ہو اسقدر کم سے کم
کہ اورون کو دین نفع ہم بیش و کم

مگر وہ بھی ہو سر بسر دین کے ساتھ
زمانے کے انداز و آئین کے ساتھ

عمل حُسنِ نیت پہ دائم رہے
اصولِ شریعت پہ قائم رہے

نہ ہم خواہشِ نفسِ بد پر مرین
کرین جو وہ حکمِ خدا سے کرین

جو کھانا بھی کھائین تو اسواسطے | کہ قوّت سے لین کام اسلام کے

سمائے یہ اسلام ہر کام مین | کہ ہم خود سما جائین اسلام مین

کوئی فکر و محنت کہ آرام ہو | یہ سب بہرِ تائیدِ اسلام ہو

یہ مطلب ہو دولت جو حاصل کرین | کہ ہم خود کو خدمت کے قابل کرین

ریا سے تعلق نہ زنہار ہو | نہ ذاتی غرض سے سروکار ہو

پئے اہلِ اسلام کھو جائین ہم | غرض عینِ اسلام ہو جائین ہم

نہ جب تک ہم اک دوسرے پر مرین | یہ ممکن نہین ہم ترقی کرین

یہ اسلام جو حاصلِ انّما (یوحی الیّ ۱۲) | رَضِیتُ لکُمُ کی مبارک بنا

نگاہون مین کس کی سماتا نہین | وہ ہی کون جسکو لُبھاتا نہین

یہ جذباتِ روحی کا صورت نگار | یہ انوارِ باطن کا آئینہ دار

یہ روحانیون کا فروغِ کمال | یہ نورانیون کا چراغِ خیال

یہ تدبیر آموزِ قدسی نہاد | یہ محکم اساسِ معاش و معاد

وفا کا سفینہ محبّت کا جام | تمدّن کا زینہ ترقی کا بام

یہ اُستاد تہذیبِ اخلاق کا | معلّم بزرگانِ آفاق کا

اسیر و مساکین کا یہ دستگیر | یہ دلسوز اللہ والون کا پیر

یہ اہلِ شریعت کا قندیلِ راہ | یہ اہلِ طریقت کا نورِ نگاہ
حقیقت کی غایت معارف کی اصل | جو بندے کو اللہ سے کردے وصل
بغیر اسکے انسان کامل نہین | وہ کیا شی ہی جو اس سے حاصل نہین
یہ ہادی ہر اک خضر و گمراہ کا | یہ ناموسِ اکبر ہی اللہ کا
کسے اسنے رستہ بتایا نہین | کہان اسنے جلوہ دکھایا نہین
یہ عاشق ہین جو ننگ پر نام پر | مٹے جاتے ہین ٹھیٹھ اسلام پر
نہ معلوم اسلام کیا چیز ہی | کہ جسکی فقط انکو تمیز ہی
نہ آغاز کچھ ہی نہ انجام ہی | الگ سب سے چلنا یہ اسلام ہی
ضرورت ہی تعلیم کی اسقدر | کہ ہم علمِ مغرب پڑھین عمر بھر
تو پہلے نہ کیون سیکھین آدابِ دین | نہ انکی طرح تا ہون ڈھلمل یقین
نہین کرتے کیون کوششین اسقدر | کہ اُردو مین ہون سب یہ علم و ہنر
یہ کیون عہدِ مامون کی شہرت ہوئی | ترقی یہ کس کی بدولت ہوئی
انھین ترجمون کا تھا فضل و ہنر | کہ تحصیل آسان ہوئی اسقدر
زمانے مین ہر عہد کے بینظیر | رہے اپنی اپنی زبان مین شہیر
اسی مین کیا سب نے کسبِ کمال | کہ ہی قابلِ قدر نورِ خیال

زمانے مین جن جن کی شہرت ہوئی — خیالاتِ عالی کی وقعت ہوئی
وہ موقوف ہین اُس زبانپر توخیر — نہین، تو نہین ہرج اُسکے بغیر
یہ مانا زمانے کا یہ انقلاب — بغیر اسکے ہونے نہ دے کامیاب
تو جون جون زمانہ بدلتا رہے — یہان بھی نیا دور چلتا رہے
کدھر ہین یہ پوچھے کوئی آپ سے — زمانے کے تابع کہ اسلام کے
خود اسلام کے آپ طالب نہین — اسی سے زمانے پہ غالب نہین
کرین کیون نہ اس درجہ ہم سعی و صبر — زمانے کو قابو مین لائین بہ جبر
کرین مسلکِ غیر کیون اختیار — مقلِد ہمارا ہے روزگار
جو بادِ مخالف چلی دہر پر — بہت کچھ سنبھالا نہ سنبھلے مگر
برابر تھپیڑے سے جو کھاتے رہے — اِدھر سے اُدھر سب یہ جاتے رہے
اگر اصلِ محکم پہ ہوتا قیام — تو لغزش نہ ہوتی کبھی تا قیام
ضرورت ہی دنیا کی اسلام کو — کرین خوب حکمت سے اس کام کو
اگر دل سے ہو عہدِ واثق حضور — ہو بادِ مخالف موافق ضرور
کہ یون تابعِ وقت ہر فرد ہی — ابو الوقت جو ہو وہی مرد ہی
خدا ایسے لوگون پہ رحمت کرے — کہ انکو سوے حق ہدایت کرے

مناجات

پلا ساقیا اب وہ جامِ طہور — کہ دیکھون اِن آنکھون سے مہدی کا نور
بنا پیرِ خمخانۂ لطفِ خاص — کہ اُس بزم مین ہون اخصّ الخواص
تنگ آ رہا ہون بہت جی سے مین — مؤیّد ہون تائیدِ غیبی سے مین
مئے عشق و تمیز پرجوش دے — مجھے عینِ مستی مین تو ہوش دے
کہ خاصانِ اَوُفُوا بِعَہدِی سے ہون — مین اوّل رفیقانِ مہدی سے ہون
پلا وہ مئے حکمتِ بالغہ — کہ کاسہ بھی ہو شمس سان بازغہ
کرون ہر طرح سے مین رفعِ فساد — زبان قلم بھی ہو تیغِ جہاد
حرم مین نہ جب تک ہون وارِدِ حضور — نگہداشت ہو حاسدون سے ضرور
پلا مَے مجھے دے وہ شانِ کمال — کہ ہو جس مین تیرا جمال و جلال
عطا کر وہ شمشیرِ برّان مجھے — کرے اپنا آصف سلیمان مجھے
فراغت جو ہر فرضِ منصب سے ہو — تو قطعِ تعلّق یہان سب سے ہو
جو ہو کل مشاغل سے فرصت مجھے — ملے اسپہ تیری اجازت مجھے
تو پھر مین حرم کا مسافر بنون — مدینے کی جانب مہاجر بنون
مخالف مصالح کے ہو یہ اگر — وطن ہی مین رکھ مجھ کو گرمِ سفر

وہ مے دے کہ حق جسکا خمّار ہو ۔ مرا جسم بھی روح وانوار ہو
مشرف ہون جسمی حضوری سے مین ۔ زیارت کرون شکلِ نوری سے مین
وہ قوّت تو بازو مین دے جان ہین ۔ کہ پہونچا کرون آن کی آن مین
رہون اسقدر محوِ دیدارِ یار ۔ پھرے گرد کعبہ مرے بار بار
دعا کے لیے دے وہ صدقِ لسان ۔ نکالون ہین ڈوبی ہوئی کشتیان
بُرا یا بھلا شاہ جیلانؒ کا ہون ۔ مین جیسا ہون محبوبِ سبحان کا ہون
فادرکنی الان فی کلّ شان ۔ کما قیل فلما تدن بن تدان
کہ ھل تعلم لہٗ سمیّا ضرور ۔ خبر دے رہا ہے مجھے ای غیور
مگر تو وہی اسمِ عالی بتا ۔ کہ علم الکتاب اُسکا پورا پتا
جو وہ حرزِ اعظم ہو حاصل مجھے ۔ ہو آسان قطعِ مراحل مجھے
کہان تک ستاؤن تجھے بار بار ۔ عطا کر مجھے اپنی وہ ذوالفقار
جو بالجبر تعلیمِ اسلام دے ۔ جو بیداری و خواب مین کام دے
کہ خالی ہین اب ہوشمندی سے لوگ ۔ بہت دور ہین حق پسندی سے لوگ
بڑے مرتبے کا جو ہو لاکلام ۔ ہو آمد کا اُسکی بڑا اہتمام
چمن مین نہ جز گل کوئی خار ہو ۔ مصفّا ہر اک شہر و بازار ہو

ہر اک شخص ہو دین کا پاسبان
ہر اک دل مین جوشِ خدا داد ہو
ملا ہی مجھے حکم گو بارہا
مگر ہی یہ حُسنِ ادب ساقیا
یہ تفسیر مین ہی کسی جا رقم
ہوے جبکہ شدت سے وہ بیقرار
ہوا حکم صحرا کو جاؤ ابھی
غرض حسبِ فرمان جو تدبیر کی
اُسی درد نے عود اکدن کیا
جو کی التجا پیشِ پروردگار
گیا حسبِ فرمان تو پہلے وہان
مین ہون اُمتِ احمدی ساقیا
وہ مے دے کہ تائید جبکا لقب
وہ مے دے جو کامل بنا دے ہمین
یہ اسلام کا گرم بازار ہو

اخوت بنا دے ہمین جسم و جان
غرض دہر اسلام آباد ہو
اجازت کی اب پھر ضرورت تھی کیا
کہ مین ہون اجازت طلب ساقیا
کہ موسیٰ کو اک دن تھا دردِ شکم
دعا کی حضورِ خداوندگار
وہ بوٹی جو ہی اُسکو لاؤ ابھی
تو صحت نے بھی کچھ نہ تاخیر کی
نہ بوٹی نے پھر کام ہرگز دیا
ہوا حکم ای موسیٰ نامدار
تری سعیِ ذاتی ہوئی رائگان
ادب کا مین ہون ملتجی ساقیا
وہ مے جسکی ہر عینِ فرمانِ رب
اخوت کا سچا مزا دے ہمین
مخالف ہمارا نگونسار ہو

پھرے جو اُسے راہ پر لاؤن مین
یداللہ کا زور دکھلاؤن مین

رہے ایک یارب مرا حال و قال
مین بندہ ہون مالک ہو تو ذوالجلال

ذکر

پلا ساقیا جوہر زنجبیل
وَاَدۡهِقۡنِ كَاسًا مِّنَ السَّلۡسَبِيۡلِ

وہ نوری چھلکتا ہوا جام دے
جو اس دور والون کو آرام دے

گرانی ہو انبوہِ اوہام کی
طلبگار ہو روح آرام کی

ترے نور سے رونقِ آب و خاک
شِفَاءُ الۡعَلِيۡلِ اَنۡتَ لَا مَا سِوَاكَ

ازل سے ملا ہو تجھے ہر کمال
اِذَا كَانَ فِيۡ غَايَةِ الۡاِعۡتِدَال

وہ مد دے کہ ابطالِ باطل کرون
ہر اک طرح تجدیدِ کامل کرون

جو ترک محارم کی تصدیق ہو
ادائے اوامر کی توفیق ہو

شر و رِحوادث سے کیا خوف و بیم
اِذَا مَسَّنِي الضُّرُّ اَنۡتَ الۡكَرِيۡم

کوئی لاکھ ہو صاحبِ صلح و خیر
نہ پوچھیگا کوئی وسیلہ بغیر

ابد تک یہ در میرا امن رہے
مرے ہاتھ مین تیرا دامن رہے

ضمائر ہون با یکدگر گو خلاف
مگر تو ہی مرجع نظر آئے صاف

گئی فاتحہ مین نہ مستون کی بات
وہان بھی رہی صنعتِ التفات

وہ مجھ دے سکھا دے جو طرزِ کلام
لیوفق المستام مع التشریح المرام

خدا کے لیے حمد شایان ہو سب
یہ قدرت اُسی کی نمایان ہو سب

نہین بے سبب جب کسی کا ظہور
مسبّب ہو اسباب کا بھی ضرور

اُسی کے مراحم کے نقش و نگین
کہ فرشِ خلائق ہو مہدِ زمین

نجومِ فلک اور اوتادِ کوہ
دکھاتے ہین قدرت کی شان و شکوہ

سپیدہ دمِ صبح عین الفتوح
جلاے قلوب اور تنویرِ روح

نسیم سحر کی یہ اٹکھیلیان
یہ ہر مرغِ تسبیح مین تر زبان

یہ شام و سحر سرخ رنگِ شفق
یہ ستعاشیدا دا طبق بر طبق

یہ خورشید کا دو پہر کو جلال
مہِ چار دہ کا کمال و زوال

مطیع اُسکے آثار و اطوار بھی
فلک بھی ثوابت بھی سیار بھی

مجازاً جو کچھ ہو بھی ردّ و بدل
نہین سنت اللہ مین کچھ خلل

یہ موسم یہ اوقات کا اختلاف
ھُوَ اللّٰہُ ھُوَ کا آئینہ لیکے صاف

دکھاتا ہو قدرت کے اجلال کو
بتاتا ہو کُل کے خط و خال کو

کہ تعیین سب اعتباری ہو یہ
کسی اور کی اختیاری ہو یہ

وما ینزل الحو من معصرات
فیحیی بہ الارض بعد الممات

وہ کہسار مین چشمہ ہاے روان | یہ ہر نہر اُسکی طلب مین دوان
یہ آبؒ وحدائق یہ حبؒ ونبات | متاعِ عوام ومتاعِ ثقات
بلا اعتبار مناصب تمام | خلائق مین جاری وہی فیضِ عام
تعالی اللہ یہ رحمتِ عامّہ | لک الحمد یہ قدرتِ تامّہ
حبابِ بحورِ معانی ہین سب | تری ذات باقی ہی فانی ہین سب
زمین وفلک کا تو مسجود ہی | ہین مخلوق سب تو ہی معبود ہی
ہی مشمولِ عالم یہ رحمت تری | طلب پر یہان تک اجازت تری
بڑی سے بڑی چیز گو مانگین سب | نمک بھی کرین ہم تجھی سے طلب
تجھی سے ہر اک عقل کو برتری | حدود وتعیُّن سے خود تو بری
ترے فیض سے حُسنِ ادراک ہی | عیوب ونقائص سے تو پاک ہی
بزرگ وتوانا ہی تو بے غرض | نہ جوہر نہ تو اندرونِ عرض
ہر اک شی کی تو نے ہی کی ابتدا | کوئی اس سے پہلے نمونہ نہ تھا
تری ذات مین کل صفاتِ کمال | تری شان ہین کل جلال وجمال
عوض ظلم کا لینے والا ہی تو | بڑا بے عوض دینے والا ہی تو
تو نشوو نما خار وگلشن کا ہی | تو روزی رسان دوست ودشمن کا ہی

تو حاصل ہی تحصیل مطلب کے بعد — تو ہی سب سے اول تو ہی سب کے بعد

ہمیشہ سے ہی تو رہیگا تو ہی — کہ ہی بعدِ کل رہنے والا تو ہی

غفور الرحیم اور پروردگار — تو آگاہ ہر چیز سے بردبار

تو سنتا بھی ہی جانتا بھی ہی تو — غنی ہی مگر مانتا بھی ہی تو

تو پوشیدہ ہی آشکارا ہی تو — تو ہم سے نہین پر ہمارا ہی تو

گھمنڈ اور قدرت تری شان ہی — کہ رحمٰن و غالب تو ہر آن ہی

سزا سے خداوندی و برتری — تو شایانِ سلطانی و داوری

بڑا دینے والا اکِہ بزرگ — تو بندون کا پشت و پناہِ بزرگ

زبردست و قادر قوی و شدید — عَلٰی کُلِّ شَیٍٔ قَدِیرٌ مجید

تری یاد مین ہر فقیر و غنی — بڑا تو نگہبان بڑا تو سخی

ہمہ اوست کا مغز تو پوست تو — جو تیرے ہین اُنکا بڑا دوست تو

جو چاہے تجھے تو ہی اُسکا حبیب — جو دل سے پکارے تجھے تو مجیب

بد و نیک دونون پہ فیضِ عمیم — فَسُبْحَانَکَ یَا عَلِیُّ الْعَظِیْمُ

یہ نیرنگ یہ دَور سب کچھ ہی تو — یہ سب تجھ سے ہین اور سب کچھ ہی تو

علی قدرِ ادراک مانا تجھے — کسی نے نہ جز تیرے جانا تجھے

درم بندگی جب سے بھرتے ہین ہم / عبادت تری خاص کرتے ہین ہم

جوارح سے اعمال سے روح سے / غرض یہ بہر نوع پوجین تجھے

جو ہو شاملِ حال تیرا کرم / اعانت طلب خاص تجھ سے ہین ہم

وہ راہ ہو ہمی پیشِ ہر گام ہو / کہ ہم پر ترا فضل و انعام ہو

بہت دور رکھ ہم سے راہِ ضلال / تو ہر شی پہ قادر ہی یا ذا الجلال

رہے عاصیون پر عنایت تری / کہ غالب ہی غصّے پہ رحمت تری

دو عالم ترے جود سے فیضیاب / تو جو چاہے دیدے ہین بحساب

تری شان یہ اور ہین یون سقیم / فارحم بحق النبی الکریم

ہمیشہ ترا فضل ہم پر رہے / دعا ہم کرین روح آمین کہے

اسلام

پلا ساقیا وہ اچھوتی شراب / کہ ہو ہر صحیفہ مرا لاجواب

ہی رقصۃ من ریاض الجنان / وفیہا کعینانِ نضاختان

دیے جا انھین سے تو بھر بھر کے جام / کہ ہو عشق و تمیز دونون کا نام

نہ اتنی پلادے کہ بھولون تجھے / نہ کم اسقدر تو بھلادے مجھے

مین افراط و تفریط سے ہون نفور / لاوساطھا قیل خیر الامور

نہ اتنی رجا ہو کہ بے باک ہون — نہ خوف اسقدر ہو کہ غمناک ہون
اسی طرح اقوال و افعال مین — رہے اعتدال اپنے اعمال مین
غرض یہ تو بیخود دکیے جا مجھے — شرابِ محبّت دیے جا مجھے
مین گو ملکِ مستی کا مالک رہون — صراطِ سوِیّا کا سالک رہون
جواہر وہ بے مثل اب پاس ہون — کہ اضداد بھی عین اجناس ہون
عطا کر وہ کنجی بد و نیک کی — کہ ہو قلبِ ماہیّت ایک ایک کی
تو گو ساری محفل کا ساقی رہے — مراتب کی ترتیب باقی رہے
نہین اس مین اول سے کچھ اختلاف — کہ ہوتا رہا ہے یونہین انکشاف
خدا کی طرف سے بلا واسطہ — ہوا اسرار سے روح کو رابطہ
ہو آگاہ یا یون کوئی راز سے — ہو ادراک ہاتف کی آواز سے
فرشتہ کوئی آئے بھیجا ہوا — کہ نبیون کو پہونچائے حکمِ خدا
من اللہ یا دل کو الہام ہو — کچھ القا سے یا کشف و اعلام ہو
بشارت ہو کچھ خواب مین نافعہ — نگاہون مین پھر جائے یا واقعہ
یہ سب کچھ ہے وحیِ خداوندگار — مگر ہان مراتب کا ہے اعتبار
اگر اس طرح راز ہون آشکار — تو یہ مسمریزم نہین زینہار

وہ اک شاخ ہی علمِ اشراق کی ۔ یہ حکمت خداوند آفاق کی
کہ جو شخص خدمت پہ ممتاز ہو ۔ وہ ہر طرح سے واقفِ راز ہو
جو پیدا خدا تک رسائی کرے ۔ خلائق کے حق مین بھلائی کرے
اُنھین بھی بتائے وہی نیک راہ ۔ کہ رستے مین ہو رہزنون سے پناہ
وہ جو کچھ کہے مان لینا ہمین ۔ مگر اُسکو پہچان لینا ہمین
اُٹھا جام کب تک یہ امید و بیم ۔ کہ ہٹ سے معرا ہی عقلِ سلیم
کہین نحل و نمل اور کہین عنکبوت ۔ کہین امّ موسیٰ کہین بطنِ حوت
رسول و نبی کو وکِ شیر خوار ۔ ہر اک کو ملا حکمِ پروردگار
اُترتی رہی یونہین وحیِ خدا ۔ مراتب مین لیکن بڑا فرق تھا
فرشتے جو آتے تھے شوکت کے ساتھ ۔ گئی شان بھی وہ نبوّت کے ساتھ
مراسم نہ وہ طور باقی رہے ۔ مراتب جو تھے اور باقی رہے
دیے جا وہ جامِ حضوری مجھے ۔ نظر آئے ہر فردِ نوری مجھے
رہے خاص یہ رحمتِ ذوالجلال ۔ کہ یوحیٰ الیّ علیٰ قدرِ حال
نہ تا مطمئنہ ہو یہ نفسِ غول ۔ نہین وحی کا یہ مقامِ نزول
مرکّب مین کیونکہ سمائے بسیط ۔ کہ آخر صفاتِ بشر ہین محیط

جو القائے حق ہو محبت کے ساتھ | نہ کیون مجھ کو حیرت ہو وحشت کے ساتھ

روایت

علیؑ ولی سے روایت ہی یہ | رسولِ خدا سے صراحت ہی یہ
کہ صحرا کو جاتا تھا مین بارہا | وہان یا محمدؐ کی سنتا صدا
کوئی تخت زرّین پہ نوری لباس | ہوا پر معلّق خلافِ قیاس
اگر تخلیہ مین مین ہوتا کبھی | تو آتی تھی آواز اک غیب کی
کہ سن کر جسے کانپتا تھا بدن | کئی مرتبہ یون ہوا ممتحن
تو مین نے خدیجہؓ سے ظاہر کیا | اُنھون نے مجھے مشورہ یہ دیا
ابوبکرؓ کو ساتھ لو بے ہراس | کہ جا کے سب ابنِ نوفل کے پاس
غرض مین اُنھین ساتھ لیکر گیا | اُنھون نے کہا سن کے یہ ماجرا
کہ ابکی پکارے اگر وہ خطیب | جو کہتا ہی سنیے گا ہو کر قریب
غرض پھر جو اک دن وہ آئی صدا | کہا مین نے لبیک تو یہ سنا
اَنَا جِبْرَئِیْلُ وَاَنْتَ النَّبِیْ | تشہدؐ سے بھی مجھکو تسکین دی
یہ حالت تھی جب سیدِ پاک کی | تو ہستی ہی کیا مجھ کفِ خاک کی
یہ اُنکی غلامی کا اعزاز ہی | کہ میرا جو سرمایۂ ناز ہی

چُنے گر خداوند اک فرد کو | کہ پہچانتا ہو جو ہر درد کو
دوا و شفا دیکے بھیجے اُسے | مؤیّد کرے عالم غیب سے
علاجِ خلائق پہ راغب ہو وہ | کسی اجر کا بھی نہ طالب ہو وہ
دوا دے وہ پہچان کر جو مزاج | تو پھر اُس سے بہتر کہان ہو علاج
کوئی ہٹ دھرم گر نہ مانے اُسے | شفا کا خزینہ نہ جانے اُسے
تو بیشک اُسے موت کا ہو مرض | نہ جیتا بچیگا کبھی الغرض
جو کوئی کہے مین نہین ہون علیل | تو دانا ہو سب سے خدائے جلیل
نہ جب تک پیے گا کوئی وہ دوا | نہوگی کبھی حشر تک بھی شفا
نہ کیونکر ہو صحت مین اُسکی کلام | دوا ہو یہان پر شفا ہی کا نام
یہ مافوق عادت خلافِ قیاس | انھین کی سمجھ تک ہو اہی حق شناس
ازل ہی مین جب بدوِ خلقت ہوئی | ہر اک کی جداگانہ فطرت ہوئی
ملا انبیا کو عروجِ کمال | تقرُّب مین اعلی کمالِ وصال
مشرّف ہوے عزت وجاہ سے | ملا علم و حکمت بھی اللہ سے
یہ جو معجزے اُن سے صادر ہوے | وہ خود اپنی فطرت پہ قادر ہوے
وہ اقرب تھے سب سے خدا کے حضور | وہ لاریب بھیجے ہوے تھے ضرور

انھین پہلے پہچان لینا ہمین / وہ جو پھر کہین مان لینا ہمین
مگر مادّہ بھی ہو تصدیق کا / تو کھلتا ہے دروازہ توفیق کا
ہے جسکا کہ بعدِ نبی مرتبہ / وہ تصدیق کرتا ہے بے معجزہ
جو ہین عقل مین اُن سے رتبے مین کم / اُنھین دیکھکر آتے ہین دمبدم
شہادت وہ دیتے ہین ہر بات کی / کہ پہچان ہے کچھ کمالات کی
جوانِ دونون فرقون سے بھی دور ہین / بلا معجزہ وہ تو مجبور ہین
جو ہوتی ہے تسکین حاصل اُنھین / تو ملتا ہے ایمانِ کامل اُنھین
یہ ہین رہروِ کوچۂ اعتدال / مگر یان مقیمانِ کوئے ضلال
جہالت کے پھندے مین جکڑے ہوے / ہر اک بات پر ضد کو پکڑے ہوے
نہین مانتے کوئی حکم خدا / نہین جانتے کچھ خودی کے سوا
خدا کا ہے کیا اس مین سود و زیان / وہ خود کرتے ہین عمر کو رائگان
تو ساقی مجھے نشہ مین چور رکھ / محمدؐ کی اُلفت سے معمور رکھ
فدا ہو جو اُنپر مری جان ہے وہ / وہ جو کہہ گئے عین ایمان ہے وہ
وہ عقلِ نبوّت یہ عقلِ عوام / کہان پہونچے اُس حد کو یہ رائے خام
یہ اسلام کیا نخلِ شاداب ہے / کہ ہر برگ و بار اسکا نایاب ہے

نہ پہونچے اگر ہاتھ تا شاخِ نخل ۔ تو ہرگز نہین عقلِ انسان کو دخل
جو فرمان ہے مان لینا ہمین ۔ دلائل کو رد جان لینا ہمین

الحکم

پلا ساقیا جامِ عین الصفات ۔ کہ ادراک سے ہی بری کنہِ ذات
کسی کو نہین اسکی مطلق خبر ۔ کہ ہم کون ہین جا رہے ہین کدھر
پڑے کس لیے کوئی خلجان مین ۔ توقف نہین اپنے امکان مین
یہی فہمِ معمولی و درکِ عام ۔ حقیقت مین ہی منتہاے کرام
جو آندھی چلی فکر و تحقیق کی ۔ بہت علمِ باطن کی تشریح کی
رہی بحث کیفیت و مدرکات ۔ کسی کا نہ مُدرک ہوا سرِ ذات
تفاوت تھا جو حسِ امثال مین ۔ پڑے اختلافات اقوال مین
ہر اک زعم مین اپنے کامل ہوا ۔ مگر پھر بھی مطلب نہ حاصل ہوا
رہی اسکی تحقیق اب تک محال ۔ ہین کیا چیز یہ نفس ذہن و خیال
یہ ذی قوتِ باطن و ظاہری ۔ قدیم و ہیولی سے دونون بری
تو ماہیت انکی کھلے کس طرح ۔ جبر ہین حوصلے فکر کے کس طرح
مگر اندرونی جو ترکیب ہی ۔ ہمارے لیے وجہ تہذیب ہی

یہ حکمت ہی خلاقِ آفاق کی ۔۔۔ یہی اصل ہو علمِ اخلاق کی
ہین اسباب ہی مورثِ شر و خیر ۔۔۔ نہین کوئی معلول علّت بغیر
یہ سب گم ہون گو عالمِ ذات مین ۔۔۔ مگر شک نہین اعتبارات مین
اُدھر سے نہ ملتے جو ذہن و حواس ۔۔۔ تو آتا کہان سے یقین و قیاس
جو واجب کے جلوے سے خالی نہین ۔۔۔ تو ہرگز یہ عالم خیالی نہین
وجودِ خیالات کا اعتراف ۔۔۔ بتاتا ہو اقرارِ منکر کا صاف
جو خارج نہین ذات سے یہ نمود ۔۔۔ یقیناً دوامی ہو کل کا وجود
ہون ظاہر ہین گو ہم تجدّدگزین ۔۔۔ فنا استحالے سے ممکن نہین
غرض کچھ ہو انجام و آغازِ دہر ۔۔۔ مگر اسقدر تو کھُلے رازِ دہر
یہ عالم محلِّ مظاہر ہو کیون ۔۔۔ یہ موجود فی الخارج آخر ہو کیون
نہ تھے جب زمان و مکان غیرِ نور ۔۔۔ کہان سے ہوا مادّے کا ظہور
یہی داخلی خارجی مُدرِکات ۔۔۔ بتاتے ہین مقصود و منشاے ذات
جو مفہوم سے قلب آگاہ ہی ۔۔۔ یہ ادراکِ وہبی من اللہ ہی
اگر معرفت اسکا مصقل بنے ۔۔۔ تو یہ چھوٹی چنگاری مشعل بنے
اگر کاہلی اسکی مانع ہوئی ۔۔۔ تو بے شک یہ تقدیر صانع ہوئی

یہ ادراک کیا شی ہی فی نفسہ
رہا اس مین حیران ہر فلسفی

نہ سمجھا کوئی جز خواصِ خدا
قُلِ الرُّوحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبّیۡ ہی کیا

کرین عمر اس فکر مین کیون تلف
یہ اعراض معروض ہین کس طرف

نہ مدرک ہو جو سرِّ امرِ ودود
ہیولی کا ہم مان لین کیون وجود

اگر منتزع ہون حقائق تمام
ہیولی ہی اُسوقت کس شی کا نام

کوئی شی جو معدوم و مفروض ہو
وہ کیا پھر اعراض معروض ہو

اگر مان بھی لین ہیولی ہی کیا
نہ معلوم مصداق اسکا ہی کیا

تو کیا ان قضایا سے حاصل ہمین
ضروری نہین سعیِ باطل ہمین

اگر نفس کے اپنے محرم نہین
ہمین خود ہیولی سے کچھ کم نہین

یہ فرضی خیالات و لاف و گزاف
ہی مجذوب کی بڑ کا آئینہ صاف

زہے حکمت و صنعِ ربِّ امین
حقیقت کسی شی کی کُھلتی نہین

نہین گو معیّن فضاے خیال
کل اسرار کا درک ہی پر محال

جز اسکے کہ محسوس فی الذہن ہو
کوئی سمجھے کیا عالمِ امر کو

بتائین یہ پابندِ ظنّ و قیاس
کہ تلخی ہی کیا چیز کیا ہی مٹھاس

جو ہو ظنِّ محض اور فرضی خیال
وہان کُلیے کا اثر ہی محال

نہو کلیہ تو قیامِ اصول
انھین خاص وجہون سے اس علم کا
رہا اجتہاداتِ ذہنی مین شک
ہمانے کے پرزے تو چلتے رہے
ہوا مستعد اس پہ ہر ذی کمال
محقّق بنے گو کرام و کبار
تفاوت ہی جو درک و افہام مین
یہ حاصل ہوا کچھ بھی حاصل نہ تھا
بڑھے فلسفی اُسطرف کیا مجال
نہ جب تک ہو روح القدس کی مدد
یہ احساس فی الذہن و درکِ خیال
تو اب فطرتاً یہ ضرورت ہوئی
اُٹھا دے خدا اُسکے دل سے حجاب
نہ جب تک مکمّل ہوئی راہ نور
یہ ظاہر ہی توریت و انجیل سے

ہو کس طرح اے جانِ اہلِ عقول
نہ اب تک کوئی مسئلہ طے ہوا
نہ کامل ہوا فلسفہ آج تک
اصول اسکے لیکن بدلتے رہے
رہی اسکی تکمیل لیکن محال
بالاجماع کچھ بھی نہ پایا قرار
گھرے اختلافات و اوہام مین
کوئی ان مین انسانِ کامل نہ تھا
یہی عجز ہی اُسکی قدرت پہ دال
ہی بیفائدہ اُس طرف حدّ و کد
ہی جلوہ گہِ قدرتِ ذوالجلال
جہان مین رہے فردِ کامل کوئی
ہو القاؤ الہام سے فیضیاب
مسلسل ہوا انبیا کا ظہور
نہ تھے وہ بنی غیر کے واسطے

جو کامل ہوئی رحمتِ ذوالجلال | محمدؐ کو بخشا گیا یہ کمال

ہوئی آپ کے دم سے تکمیل دین | محمدؐ ہوئے افضل المرسلینؑ

وہ تکمیل کیا ہی بتاؤنگا مین | ذرا دور چل کر دکھاؤنگا مین

تھا جس عین کا ظل کلامِ رسل | یہان جلوہ گر تھا وہی عینِ کل

تھے الفاظ عینِ تمثّل تمام | بنا امرِ روح القدس خود کلام

کلامِ خدا ذاتِ شی ہوگیا | یہ تاریک کوچہ بھی طی ہوگیا

سنا اہلِ ادراک نے لاکلام | محمدؐ کے منہ سے خدا کا کلام

ہوئی ایسی عینیتِ تامّہ | محمدؐ ہوئے رحمتِ عامّہ

یہ فرمادیا کھل کے باصد طرب | کہ ہین جنّتی اہلِ توحید سب

فَاَسْلَمْتُ لِلّٰہِ جس نے کہا | نہ اسلام مین اسکے کچھ شک رہا

جسے ذاتِ واحد کا ایقان ہی | کوئی ہو وہ لیکن مسلمان ہی

کہا پھر کہ مشروطِ نیّت ہوئی | جزا و سزا جملہ اعمال کی

اسی ایک جملے مین ہین لاکلام | نظامِ جہان کے مسائل تمام

کہا پھر کہ دنیا مین ای اہلِ نور | ہو تم مجھ سے اعلم میانِ امور

رخِ صدق پہلے دکھایا ہین | پھر آزادِ کامل بنایا ہین

اوامر نواہی حلال و حرام
پھر اس طرح ان سب کی توجیہ کی
یہ تھی جامعیت بحکمِ خدا
دکھایا پئے اہلِ حسنِ خصال
بحکمِ خدا کی یہ تادیبِ نفس
مخالف موافق کوئی ہو مگر
جسے عدل و توحید پر ہی یقین
خداوند کو ایک جانین گے ہم
جو پائے بھی کوئی یہ وہبی کمال
انھون نے دکھائی جو راہِ یقین
خدا کی طرف سے جو طے ہوگیا
بنا قولِ فیصل جو حق کا کلام
مگر قابلِ خوض ہین وہ امور
کمی ہو نہ تفصیل و تدقیق مین
بڑھے تجربہ اور ذوقِ نظر

مفصل بیان کر دیے لا کلام
کہ علت بھی ظاہر ہو ہر امر کی
کہ ہر امر اک کلیہ ہوگیا
مصالح کا اور راستی کا کمال
مکمل ہوا علمِ تہذیبِ نفس
نہین اسکو تقلید سے اب مفر
ہمارا مقلد ہو کچھ شک نہین
محمدؐ کا احسان مانین گے ہم
تقدم محمدؐ پہ اب ہو محال
قیاسات کو دخل اس جا نہین
گذر اس مین کیا اجتہادات کا
ہوا علمِ تہذیبِ نفسی تمام
کہ ہر علم جنکا بشر کو ضرور
بڑھے جائین ہم راہِ تحقیق مین
رہین تا ترقی پہ علم و ہنر

کہ طبعی بہت ایسے آثار ہین
جو بے تجربہ محض بیکار ہین

یہ حسّی کوالف نہان و عیان
حِکَم کے مصادر ہین اور راز دان

جواہر کی کیفیتِ مستقل
بتاتی ہی اعراض ہین منتقل

ارادہ ہو ادراک ہو یا نظر
یہ کہتے ہین علم القوی ہو اگر

تو ظاہر ہو ماہیتِ جملہ شی
ہو درکِ حقائق کی منزل بھی طی

جو تاثیرِ اسباب کا علم ہو
سمجھ لو ہین فطرت کے اسرار جو

یہی معجزہ ہی کرامات ہی
کہ انسان خود اک طلسمات ہی

جن اسبابِ مخفی کا ہی علم کم
انھین خرقِ عادات کہتے ہین ہم

جو اکثر کا عالم ہی فرزانہ ہی
کہ ہر شی کی فطرت جداگانہ ہی

قویٰ باطنی خمسۂ ظاہری
انھین سے ہی بنیاد ہر علم کی

مودع ہوئین جس قدر قوتین
ہین سب ہم مین موجود وہ قدرتین

انھین کام مین ہم نہ لائین اگر
تو بہتر ہین ہم سب سے پھر گاؤ خر

کہ وہ اپنی فطرت کے پابند ہین
اُسی حال مین شاد و خرسند ہین

قویٰ جتنے مذموم و محمود ہین
یقیناً وہ سب ہم مین موجود ہین

جہانتک جسے علم حاصل ہوا
نبی و ولی اور کامل ہوا

نہ ہوان مین جو قوتِ انتظام — تو بیکار رہین یہ برائے عوام
ملی ہو جنھین قوّتِ فیصلہ — وہ طے کرتے رہتے ہین ہر مرحلہ
سبب ہو کوئی یا سبب کا سبب — قوانینِ قدرت کے تابع ہین سب
نہ بدلی کبھی فطرتِ ذوالجلال — جہانتک ہوا اس علم مین ہو کمال
قوائے مجرّد کا احساس و درک — بتاتا ہی ہر چیز کا اخذ و ترک
ہو علم اوّلین تجربہ یا نظر — ہین سب تحتِ فطرت مین ای باخبر
یہ ابطالِ باطل یہ احقاقِ حق — تصفّح کے قانون کا ہی سبق
ریاضی فلاحت یہ کیمسٹری — اسی سے ہوے مائلِ برتری
جیالوجی سائنس علمِ کلام — طب و علم الاصوات و علمِ نظام
یہ علم الصّنائع یہ علم الاصول — یہ علم المناظر یہ شرحِ نقول
غرض علم و فن جسقدر آج ہین — ہمیشہ تصفّح کے محتاج ہین
بڑھے جسقدر تجربہ اور نظر — کمالاتِ فطرت سے ہو گی خبر
ضروری ہی یہ امر بے اشتباہ — کہ اگلون کے ہون تجربے پیش راہ
نہ جب تک ہو کل تجربون پر عبور — ترقی مین نقصان ہو گا ضرور
اسی واسطے بہرِ تکمیلِ علم — شریعت مین ہی فرضِ تحصیلِ علم

ہون جب تک نہ ہم قابلِ اعتماد — ہنین کس طرح صاحبِ اجتہاد

مقولہ ہی یہ خضرِ آگاہ کا — کہ انسان خلیفہ ہی اللہ کا

خلیفہ ہو جو جسکا ای پاکذات — ہو ویسا ہی ذی اختیار و صفات

مجازاً دیا جاوے جو اختیار — وہ ہو اپنے پانے پہ کامل عیار

اگر کچھ بھی ہو نقص کامل نہین — خلافت کا مقصود حاصل نہین

کسی کو کہین جو کوئی پادشاہ — روانہ کرے دیکے فوج و سپاہ

کل اسباب بھی رزم کے بزم کے — مہیا رہین ساتھ ہی عزم کے

کل اسرار نہان سے دیکر خبر — حکومت بھی دے ملک پر مال پر

اسیر و رعیت کو تاکید ہو — کہ ہر امر مین اسکی تائید ہو

جن اشیا پہ بخشے اُسے اختیار — نہ ممکن ہو ان نعمتون کا شمار

وہ پہونچے وہان تو زراہِ ستم — معطل کرے فوج کو یک قلم

کل اسباب کو توڑ کر پھوڑ کر — اکیلا رہے سب سے مُنھ موڑ کر

جو اشیا پہ بخشا گیا اختیار — اُسے جبر مانے وہ بیہودہ کار

ملی ہو جو تمیزِ نیک و بد یون — اُسے سلب سمجھے وہ تیرہ درون

حکومت کو کھو دے وہ ناحق شناس — شکایت ہو لب پر بجاے سپاس

لکھے پھر وہ سلطان کو بر ملا — مین ہون رات دن مبتلاے بلا
نہین بخشش شاہ مین کچھ کلام — یہ رونا ہی اپنے کیئے کا تمام
یونہین ذاتِ اقدس نے اے پاکذات — مجازاً دیے ہم کو اپنے صفات
حواس و خرد عزم و نفس و وجود — ترقی کی قوت میانِ شہود
کہ ہم دل سے شکرِ عطایا کرین — فرائض کو فطرت کے پورا کرین
جہانتک ملے ہم کو اپنے صفات — وہ سب کردیے ہم نے منسوبِ ذات
نہین جن صفاتِ نہان کی تمیز — تأمل سے ڈھونڈھین اُنھین اے عزیز
جو عارف ہین وہ اس سے آگاہ ہین — خواص و اثر سب من اللہ ہین
جسے معرفت اپنی حاصل ہوئی — یقیناً وہی ذات کامل ہوئی
بھٹکتا پھرون کیون مین ہر راہ مین — تغیّر نہین فطرۃ اللہ مین
ترقی کا ہر دم رہے یہ خیال — کہ ہو علمِ فطرت مین پیدا کمال
یہ تکمیل کی دھن مین پیہم رہین — نہایت کو بھی ابتدا ہی کہین
رہے تا دمِ مرگ اِسکا یقین — کمالات کی کوئی نہایت نہین
ہون محدود کس طرح اے خوش صفات — صفات اُسکے لاریب ہین عینِ ذات
جو خارج نہین ذات سے کوئی شی — نفوس و مظاہر مین پھر کون ہی

عدم جسکو کہتے ہین ہی محض ذات
ترقی کا عالم ہی شانِ صفات
نہین علمِ فطرت سے جسکو خبر
کسی طرح کامل نہین وہ بشر
سنبھال اب تو اے ساقیِ دلستان
کہان تھا بھٹک کر مین پہونچا کہان
وہ مے دے کہ ساقی تجھے مان لون
کل اسبابِ مخفی کو پہچان لون
ترا فیض ہر وقت شامل رہے
حضوری تری مجکو حاصل رہے
وہ مے دے کہ حاصل ہو تمیز تام
عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَامُ

ادب

پلا ساقیا جامِ راحِ کریم
وَفَتِّحْ لَنَا بَابَ فَضْلٍ عَظِیْم
برابر چلے دورِ جامِ شراب
کہ مغرب سے نکلا نہین آفتاب
کشش ہی جو اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ کی
فَمَا دُمْتُ اَطْلُبُکَ فِیْ حُبِّہٖ
نہین مجکو دوری سے کچھ اضطراب
کہ ممکن نہین روح سے کچھ حجاب
برابر ہین مجکو شہود و غیوب
فَمَا عِنْدَکَ یَا مُرَادَ الْقُلُوْب
وہ مے دے محبت کی گرمی بڑھے
شدائد مین دشمن سے نرمی بڑھے
جو ہی خاک اس در کی قلبی لکہ کیہ
لَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ نَارًا عَلَیْہٖ
کہ سوزِ غمِ عشق کے روبرو
جہنم ہی اک موجۂ آبجو

پلادے تو وہ ساغرِ آفتاب — یکون من النار فی الحجاب

کہانتک خیالِ سپید و سیاہ — مگر قلبِ مومن ہے عرشِ الٰہ

بنادے جو تو میرے دل کا مکان — بنی اللہ لک مثلہ فی الجنان

آدِر کاس راحٍ وقل فاسمعون — کہ دار العمل ہے یہ دنیائے دون

نہین دھیان جسکو تری بات کا — وہ پتلا ہے تضییعِ اوقات کا

پلا مے اُٹھادے حجابِ خیال — وقل ظلک اللہ تحت الظلال

اُٹھا جام دے وہ شرابِ حکم — کہ گم ہو یہ افسانۂ کیف و کم

مئے ناب مین تو پلادے وہ شے — کہ ٹپکے ہر انداز سے رنگِ مے

بڑا معرکہ نفس و شیطان سے ہے — یہ ہنگامہ سب عقل و سامان سے ہے

وہ مے دے جلادے جو نخلِ ملال — نہو گلشنِ قلب تا پائمال

خودی کی نہ باقی رہے بیخ و بن — من اتقی السلاح فہو امن

وہ مے دے کہ بیخوف و بے غم ہوں مین — نہ پھر موردِ رنج و ماتم ہوں مین

کہ عاشق ہر آفت سے ہے بے خلل — لفی روضۃ الجنۃ لم یزل

وفیہا بانعامِ ربّ المنون — لہم ما یشاؤن ما یدعون

وہ مے دے خبائث سے مین پاک ہون — عزیزِ دلِ اہلِ ادراک ہون

نہ جس دل مین ہو خدشۂ زشت و خوب — ہُوَ طَیِّبُ الرِّیحِ عِندَ القُلُوب

وہ مَی دے بچائے جو آثام سے — نکالے مجھے قیدِ اصنام سے

چھپا دے معاصی مرے مو بمو — فَمَن سَتَرَ رَجُلاً فَسَتَرَ لَہٗ

وہ مَی دے کہ رحمت سے گہری چھنے — وہ مَی جو حجابِ معاصی بنے

اِذَا اَحْسَنْتَ بِیْ ذَالِکَ فَتْحٌ مُّبِیْن — وَرَبِّیْ لَفِیْ عَوْنِ عَبْدٍ مُّعِیْن

پلا ایسی کہ دوری گوارا نہین — کوئی تجھ سے بڑھکر ہمارا نہین

کریگا جو کچھ خیر تو اے جمیل — ہُوَ فِیْ سَبِیْلِ الْکَرِیْمِ الْجَلِیْلِ

وہ مَی دے کہ پیتے ہی مدہوش ہون — خطاؤن سے بچکر خطا پوش ہون

پلا دے مئے نارنہ کے خُم کے خُم — وَقُلْ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْ ذَوْقِکُمْ

کہ دن رات پیتا پلاتا پھرون — نہ رندونسے آنکھین چراتا پھرون

وہ مَی دے کہ رہجائے عالم مین بات — اَنَا ضَیْفُکُمْ فَاکْرِمُوْا یَا ثِقَات

ازل سے ترا مجھپر احسان ہے — مَی و جام پر میرا ایمان ہے

وہ مَی دے کہ راضی ہون مردانِ راہ — یقیناً مجھے اجر دیگا الٰہ

فَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ مُؤْمِنٍ — اَلَیْسَ لَہُ اللّٰہُ فَبِمُحْسِنٍ

ترے جود سے ہر گدا سیر ہے — مجھے بھی ترے حکم کی دیر ہے

وہ مے دے ہون مرنے پہ رندونکے ساتھ
محبت بڑھے تیرے رندونکے ساتھ

جسے دردِ دل کی خبر ہی نہین
وہ کیا جانے مستونکے ارکانِ دین

نمازُ انکی حیرت فنا اُنکا صوم
زکوٰة اُنکا مرنا جہادُ انکا نوم

نہین سخت گیری پسندِ عفو
وَمَن سَہَّلَ فَاللہُ سَہَّلَ لَہٗ

وہ مے دے کہ کامل ہون اعمالِ خیر
نہ ہون کچھ بھی سرزد جز افعالِ خیر

تو پھر کیا غمِ سیئات ای ہدی
فَاِنَّ الحَسَنَاتِ یُذْہِبْنَہَا

وہ مے دے کہ تجھ سے نہ پردا رہے
زمانہ جو چاہے وہ بکتا رہے

نہین کچھ غمِ طعنۂ اہلِ قال
اِذَا ثُنِیَتْ خَیْرًا عَلیٰ صَحْبِ حَال

وہ مے دے کہ رندونمین ہل چل پڑے
تحیّر سے عالم مین کھل بل پڑے

رہے حسن و شانِ ظہورِ صفات
فَانْظُرْ اِلیٰ ہٰذِہِ البَیِّنَات

پلا دے وہی ساغرِ راحِ نور
کہ تلچھٹ ہو جسکی شرابِ طہور

وہ مے دے تو ہی تو ہو ہر بات مین
درخشان ہو خورشید ذرات مین

یہ آئینہ خانہ ہی عالم نہین
رَاَیْتُ مِرَارًا بِعَیْنِ الیَقِین

وہ مے دے کہ عالم مین اک شور ہو
ترے مست کا ہر طرف زور ہو

ترا نور ہر شکل مین جلوہ گر
اِذَا رُفِعَتِ الحُجُبُ اَیْنَ المَفَر

الٰہی کہانتک یہ پاسِ ادب | تری خود نمائی کا جلوہ ہے سب

نہ دیکھین جو ہم تو ہمارا قصور | وَاِنْ اَنْتَ نُوْرٌ وَاللّٰہُ نُوْر

ارادہ ترا دہر کا منتظم | وَفَاکِرُ مَقَامِیْ وَلُطْفُکَ اَدِمْ

ترا ہرج کیا میرے عصیان سے | نہ منھ موڑ تو اپنے احسان سے

الٰہی بڑھا ظرف بھی اے وجیہ | کَفَی الشُّکْرُ یَثْنِیْ دِمَاغَ السَّفِیْہ

نہین ہے یہ مستی سے دین مین خلل | ہے مشروطِ نیّت جزاے عمل

وہ ہو دستے ہادون زمانے کو مین | بنادون فلک بادہ خانے کو مین

بنے کہکشان جوئے مے انجم جام | سبوچے بنین رشکِ ماہِ تمام

اثر کُن کا ہو میری گفتار مین | مین ٹودبار ہون رنگِ دیدار مین

خدا اُسکا طالب ہے بے اشتباہ | ھُوَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ الْاِلٰہ

یہ کیا لطف ہے دوست و دشمن کے ساتھ | کہ معبود ہے عبد کے ظن کے ساتھ

نہین جو طلبگارِ دیدِ خدا | فَلَنْ یَّھْتَدُوْا وَھُمْ اِذًا دَائِمًا

وہ ہو دے کہ مجھ سے ترا دل ملے | وہ ہو جس سے تمیزِ کامل ملے

نہ ہو کچھ بھی اُسکی رضا کے خلاف | عَلٰی مَا ھُوَ اَخْوَفُ مَا اَخَاف

جو الفت ہو دل سے کسی ماہ کی | محبت ہو اَلْحُبُّ فِی اللّٰہ کی

اوامر ہین بہرِ حصولِ جمال — وَاِنَّ النَّوَاھِیْ لِرَفْعِ الْجَلَالِ

ہو جو حکمِ خالق کا پابند تر — ہو محبوب تر مجھکو وہ سیمبر

نہو گا وہ راہِ طلب مین سقیم — مَنِ اسْتَمْسَكَ بِالْکِتَابِ الْکَرِیْم

وہ مرد ے جو نورِ صراطِ حمید — وہ مرد جو فروغِ کلامِ مجید

نہ کیون قابلِ رد ہو وہ اے وحید — مَنْ اَحْدَثَ لَفِی الْاَمْرِ مَا لَیْسَ فِیْہِ

وہ مرد ے سکھا دے جو حُسنِ ادب — سما جائے رگ رگ مین فرمانِ رب

محارم ہین عینِ حقوقِ خدا — وَاِنْ ھُمْ یُرِیْدُوْنَ اِتْلَافَھَا

تمیز و ادب عشقِ صادق مین ہی — بڑا فرق مخلوق و خالق مین ہی

کہے مَا عَرَفْنَا جو تو اے عفو — فَمَنْ یُّدْرِكُ حَقَّ اِدْرَاکِہٖ

وہ مرد ے کہ رندی کا معیار ہون — ترا مست ہو کر مین ہشیار رہون

جو کرتے ہین مرشد پرستی عوام — فَاَنْتَ اَحَقُّ بِہٖ مِنْ کِرَام

جو سنّت مین فانی ہو صوفی فقیہ — ھُوَ مُرْشِدٌ کَامِلٌ وَاَنْتَ فِیْہِ

بلا مرد کہ گذری ہی حد سے طلب — نہ چھوٹے کہین یہ مقامِ ادب

ہی یہ خاص اکرام و لطفِ الٰہ — یُفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ مَنْ قَدْ ھَدَاہُ

وہ مرد ے جو ہو ماحیِ خبط و غول — نہو ترک تیرا کوئی فعل و قول

بِناے دغا رہتی ہی کالعدم | فَمَنْ لَمْ یَدَعْ قَولَ زُورٍ ظَلَم
نہ قائم ہون جب ہم ترے حکم پر | فَاِنّٰی لَنَا خَیْرُ زَادِ السَّفَر
دیے جا برابر وہی جامِ مُل | کہ اغراضِ نفسیّہ ہٹ جائین کل
ہُوَ نَاجِیْ مَنْ عَفٰی مِنْ اَخِیْہِ | وَمَنْ حَفَرَ بِیْرًا نَکَبّہٗ لَفِیْہِ
کہ مومن کو جائز نہین بدخیال | ہین پر تین دن منتہاے ملال
ہوئی تجھ سے ظاہر رضاے خدا | فَمَنْ کَذَّبَ اِنَّہٗ قَدْ غَوٰی
ترے طالبِ حُسن اہلِ عقول | ہُوَ ضَالٌّ مَنْ اَضَاعَ الرَّسُوْل
وہ مے دے بنادے جو مستِ الست | نہ رہجاے دل مین غمِ نیست وہست
جو بنتے ہین مومن یہ اہلِ نفاق | یَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ ظَنَّ الْفِرَاق
محبّت کی ہو راستی پر بنا | فَمَنْ غَشَّنَا لَیْسَ مِنْ صَحْبِنَا
جو تقویٰ کا عامل ہو بہرِ نمود | فَلَنْ یَّسْتَطِیْعَہٗ مَعَکَ الْخُلُوْد
وہ مے دے جو خاصانِ حق کی غذا | وہ مے جو مریضانِ غم کی دوا
مگر تیرے دل کی سمائی سے ملے | تنک ظرفیون سے رہائی ملے
نہ کیون واجب القدر ہو تیری ذات | لَعَلَّمْتَنَا خَیْرَ حِکَمِ الصِّفَات
وہ مے دے معارف سے آگاہ ہون | نظارہ کنِ لِیْ مَعَ اللّٰہِ ہون

تراسب پہ احسان ہو نا گزیر
نہ پیرو ہون کیونکر اکابر ترے
مگر جان نثاران دنیائے دون
وہ مُردے جو حق سے ملادے مجھے
بجائے خدا ہو تو روحی فداک
خدا کی اطاعت اطاعت تری

اَمَادَتَ اللّٰہُ یَا بِخَیْرِ کَثِیْر
سراج السُّبُل ہین اوامر ترے
یُفِرُّوْنَ مِنْھَا وَھُمْ کَارِھُوْن
وہ مُردے جو حق مین دکھادے تجھے
عَصَی اللّٰہَ یَا سَیِّدِیْ مَنْ عَصَاک
اُسی کی محبت محبت تری

وہ مُردے کہ تیرا رہون تا ابد
محمد محمد کہون تا ابد

آمین

تمیز

کہان ہو تو اے ساقی پُر خرد
وہ مُردے کہ کچھ تجھ سے پروا نہو
یہ اپنی طبیعت پہ قادر ہون ہین
جہان نفس کی اپنے پروا نہین
ہمین جب کھنچے ہون کسی کی طرف

کہ لازم ہو مستون کی تجکو مدد
کسی شی کی مجکو تمنا نہو
تمنا اگر ہو تو کافر ہون ہین
وہ حکم خدا ہو تمنا نہین
اُسے خاک کھینچین گے اپنی طرف

جو راہِ قناعت کا سالک نہین
وہ متروکِ دنیا ہی تارکِ نہین

جس انسان کو قابو نہین نفس پر
تمنّا کا محکوم ہی وہ بشر

جو حاکم نہین اپنے جذبات کا
اُسے لطف ہی کیا کسی بات کا

یہ داخل ہی فطرت کے اسرار مین
کشش ہی رُکاوٹ مین انکار مین

رُخِ یار رہی جلوہ گر بے حجاب
امید و تمنّا ردا و نقاب

گلہ ہی عبث حق سے اغماض کا
فرائض مین کیا دخل اغراض کا

غرض ہی ہی متاعِ خیر و کمال
امیدون کو للہ دل سے نکال

وہ مَے دے ملے بیمرادی مجھے
نہ ہو حِسِّ آلام و شادی مجھے

محبت مین گو سربسر درد ہون
جو اک حال پر ہون مین تو مرد ہون

مقولہ ہی یہ ایک ذی حال کا
کہ دشمن بھی مصلح ہی اعمال کا

نہ دشمن ہین بدگو نہ اہلِ حسد
اگر ہین تو دشمن ہین اخلاقِ بد

وہ مَے دے کہ جو جانِ ہشیار و غُم
گزر جائے پیتے پلاتے یہ عمر

نہ چھوڑونگا مین طرزِ مستی کبھی
نہ بھائیگا اندازِ پستی کبھی

ہو گو لاکھ پیری سے حالت خراب
رہیگا طبیعت کا یون ہی شباب

پلا مَے کوئی دم نوا سنج ہو
حیاتِ ابد کیا اگر رنج ہو

وہ مرد بے فلک جی ہی جی مین کٹے
گلابی کہان صبح کے جام مین
مہر و خور مین گردش کہان جام کی
ہی زہرہ مگر نغمۂ نی کہان
کچھ اس دور سے کام چلتا نہین
سلوکِ فلک ہیچ در ہیچ ہی
نہین بانگِ طبل و دُہل شورِ عشق
جو مٹ جائے دل سے وہ حسرت نہین
بھڑکتی رہے آتشِ شوقِ دید
ترا سوزِ غم ہی تو کچھ غم نہین
نہ کیون نور ہو قلبِ ناکام مین
شریعت ہوئی ختم باقی ہی وحی
سمجھتے ہین اہلِ خبر بالیقین
دیے جاوہی بادہ ای خوش یقین
نہ ہو جور تو کیا ہی قدرِ وفا

غنیمت ہی جو دم خوشی مین کٹے
کہان راحِ گلگون خُمِ شام مین
شرابِ شفق ہی تو کس کام کی
یمِ کہکشان مین بطِ مَی کہان
خُمِ چرخِ گردان اُبلتا نہین
نہو جس سے کچھ فیض وہ ہیچ ہی
گھٹے گا نہ مرنے سے بھی زورِ عشق
جو کم ہو سکے وہ محبّت نہین
تَقُولُ الْجَہَنَّمُ هَلْ مِنْ مَّزِيْد
مرا قلب دوزخ سے خود کم نہین
ترا عکسِ رُخ ہی مرے جام مین
ہین عشّاق سرمست ساقی ہی وحی
کہ لَا وَحْیَ بَعْدِیْ کسی جا نہین
عَسٰی اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْن
اَلْاَشْيَاءُ تُعْرَفُ بِاَضْدَادِهَا

دکھا منھ ہٹا دے نقابِ جلال | لِرَبِّیْ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَال
دیے جا وہی ساغرِ راحِ ناز | کھلے لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ کا راز
جو وَقْتٌ مین وحدت کی تنوین ہی | وصالِ دوامی کی تحسین ہی
نہ اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ مین ہو قصور | وَھٰذَا ھُوَ مِنْ اَھَمِّ الْاُمُوْر
یہ بیخود بنا دے اُسی چاہ مین | نہو شرک حُبِّ مَعَ اللّٰہ مین

ایقان

پلا ساقیا وہ مئے بے مثال | کہ زوروں پہ ہو رحمتِ ذوالجلال
یہان تک مجھے جوشِ مستانہ ہو | کہ ساری خدائی ہو میخانہ ہو
پرکھتا ہو رندون مین تو کیا مجھے | ابھی تو مجھے دیکھنا ہی تجھے
چلا جائے یونہین ترا دورِ جام | کہ دل بستگی کا نہین یہ مقام
پلا مے بڑھا دیدِ حق کی طلب | کہ معقول و موہوم ہی خلق سب
عوام اور معقولی و باکمال | نظر آئین سب مستِ جامِ وصال
اُٹھا جام ہان سب سے اکمل ہی تو | کہ اس بزم مین فردِ اوّل ہی تو
پلا مے بڑھا جذبۂ عینِ ذات | کہ ہون تابعِ عشق جملہ صفات
کچھ ایسا نہ مجھے محوِ مقصود کر | نہ ہو غیر مشہود کی کچھ خبر

یہ اسلام ایمان سے معمور ہو
کہ علم الیقین عالمِ نور ہو

تشخّص ہی جو ہر بد و خوب مین
فنا ہو یہ سب ذاتِ محبوب مین

پلا می دکھا دے وہ عینِ شہود
کہ واجب ہو بالذّات جسکا وجود

حوادث مین بھی رکھ نہ مجھے مستقیم
کہ موجودِ مطلق ہی ذاتِ قدیم

نہ وہ جز کہ کل کا تقاضا رہے
نہ وہ کُل کہ محتاج اجزا رہے

یہ ہر فردِ موجود کا اختلاف
بہر حال محض اختراعی ہی صاف

کہ مطلق تشخّص مین ہر ذات کے
تغیّر نہین استحالات سے

پلا می عطا کر فنا مین بقا
کہ آخر محبّت کا حاصل ہی کیا

حقیقت کی غایت ہو ہر بیری بات
فنا ہون مین باقی رہے تیری ذات

وہ تجرید کی شان ہو جلوہ گر
نقیضین کا ہو نہ جس مین گذر

دکھا دے وہی ہستیِ مطلقہ
جواہر بھی اعراض ہون جس جگہ

پلا می مٹا قصّۂ فرع و اصل
نظر آئین تا متّحد جنس و فصل

نہ کیون کل یہ ہو ذاتِ مطلق محیط
کہ خارج مین ہی ہر مرکب بسیط

وہی علم و عالم ہی معلوم ہی
یہ سب وہم و تعبیر و مفہوم ہی

نہ کیون اعتباری ہون یہ ممکنات
کہ علمِ حقیقی بھی ہی عینِ ذات

وہ محو دے کہ یہ شرک موقوف ہو | کہ ہر اک صفت عینِ موصوف ہو
ہین رویت طلب جز مقیدّ نہ ہون | کہ پھر لن ترانی کا مورد نہ ہون
تجدّد کے پڑتے رہین گو حجاب | حقیقت ہین ممکن نہین انقلاب
یہ اطلاق و تقئید کا انتظام | یہ تشبیہ و تنزیہ کی بحثِ خام
تعین کی ساری کرامات ہی | اگر یہ نہو ذات ہی ذات ہی
نہ تھی عینِ حق گر یہ شانِ شہود | تو خارج ہین آیا کہان سے وجود
کہان تک یہ جھگڑے پلادے وہ جام | فنائے اتم ہو بقائے تمام
من اللہ دل ہین یہی جوش ہو | مگر ساتھ ہی اسکے یہ ہوش ہو
کہ لوگون کو رستے پہ لاتا رہون | خواص عمل بھی بتاتا رہون
جو کوئی کہے یہ موحّد ہون ہین | نہین ایک کا بھی مقلّد ہون ہین
تو ہرگز نہ مانین گے ہم اسکی بات | کہ باقی ہی اب تک تمیزِ صفات
اسے اسکی تمییز کیونکر ہوئی | کہ ہین ہون موحِّد کہ ہین ہون ولی
جو فانی ہی وہ خود فراموش ہی | جو بولا تو بیشک اسے ہوش ہی
نہ جب تک خدا ڈالتا تھا حجاب | محمدؐ نہ کرتے تھے ہرگز خطاب
کوئی دم جو کرتے تھے دربارہ وہ | تو پھر توبہ کرتے تھے سو بارہ وہ

وہ گو اختیاری تھا اُنکا مقام — تعیّن تھا لازم برائے کلام
ہو عینِ شہودات پر جو نظر — ہو کیا عقلِ جزئی کو اسکی خبر
ہو تعمیل دل سے جو فرمان ہو — کہ ایمانِ بالغیب ایقان ہو
اگر جذبۂ شوق ہو اس قدر — کسی کی نہ باقی رہے کچھ خبر
تو بیشک وہ ہر طرح سے ہی معاف — ملامت سے تہمت سے بھی پاک و صاف
موحد اگر صاحبِ ہوش ہو — تو لازم ہی اُسکو صفا گوش ہو
اگر سنکھیا کو بھی جانے وہی — تو اُسکے اثر کو بھی مانے وہی
رہے معتبر طرزِ حُسنِ عمل — شریعت مین آنے نہ پائے خلل
کہ جب تک نہ تمیز گم ہو تمام — بجا ہین خواصِ عمل لا کلام
نہین کفر وحدت تیقّن کے ساتھ — مگر شرک ہی وہ تعیّن کے ساتھ
ہوا اسلیے یہ عرب مین ظہور — ہمین جامعِ کُل بنائین حضور
سکھائے وہ آدابِ کسبِ معاش — کہ مردانگی سے کرین ہم تلاش
ہون اس شان سے وہ ہر حکمران — کہ کسرا و قیصر کا کھو دین نشان
بتائی وہ ترکیبِ حُسنِ عمل — کہ بنجائین ہم مُصلحینِ ملل
یہ کامل ہوئے ہر سیرتِ خوب مین — تھے جیسے نبی آلِ یعقوبؑ مین

دکھائی حقیقت کی وہ جلوہ گاہ
کہ عینِ یدُ اللہ جس پر گواہ

محمدؐ سے بڑھکر عروجِ مقام
کسی کو نہ حاصل ہوا لا کلام

وہان تھے جہان کوئی صورت نہ تھی
ہماری اُنھین کچھ ضرورت نہ تھی

انھون نے تنزّل گوارا کیا
لحاظِ مراتب ہمارا کیا

خدا کی طرف سے بنے وہ کلیم
سنائی ہمین وہ کتابِ کریم

ہر اک حرف مین جسکے یہ آب و تاب
کرے اُس سے کسبِ ضیا آفتاب

برائے یقین و علوم و قیاس
برابر سمجھ لین منازل شناس

ہدایت کی کچھ اور صورت نہ تھی
اب اس سے زیادہ ضرورت نہ تھی

تھی اک شان یہ بھی کرامات کی
علیٰ قدرِ عقلِ بشر بات کی

خلاف اُنکے سرزد ہو جو کوئی بات
تو ممکن نہین اُس بشر کی نجات

نہ جب تک کہ وہ دل سے توبہ کرے
شریعت کا دم مرتے دم تک بھرے

تو ساقی مرا غنچۂ دل کھلا
گلابی مئے عشقِ احمدؐ پلا

جو اللہ بنتے ہین مکّار ہین
ہمین تو محمدؐ ہی درکار ہین

مقام

پلا ساقیا وہ شرابِ حیات
ھُوَ حَیٌّ ھُوَ قَائِمٌ بِالذّٰات

مرا نورِ دل بحرِ موّاج ہو — یہ گوہر ترا دُرّۃ التّاج ہو

نہ کرِ خودستائی کا تو کچھ خیال — کہ یہ بھی ہو اک انعکاسِ جلال

ملے اسکی وہ مئے خم ذات سے — جو کر دے منزّہ خیالات سے

وہ روحِ مجرّد عن المادّہ — دکھا دے مجھے ہستیِ مطلقہ

نہ بھولون اثر پر کسی چیز کا — کہ عالم مین ہو لطف تمیز کا

اگر منقبض ہون تو پہونچون وہان — یہ کونین ہون ایک نقطہ جہان

جو ہو ازمنہ کی کمی پر نظر — ہزارون برس ہون کلمح البصر

جو وسعت کا طالب ہو شوقِ نہان — ہون نقطے مین سارے حقائق عیان

جو طولِ زمانہ کا ہو کوئی کام — ہو لمحے مین لاکھون برس کا نظام

جو منظور قطعِ مسافات ہو — قریب و بعید ایک ہی بات ہو

نظر آئین یکسان مہ و سال بھی — یہ ماضی و مستقبل و حال بھی

مگر تو دیے جا مجھے وہ شراب — بنا دے جو اس دور مین آفتاب

دل و جان سے عالم کو محبوب ہون — مین ہر فرد کا عین مطلوب ہون

تو گو راحِ وحدت کا ساقی رہے — مین بندہ ہون یہ شان باقی رہے

ظلوماً جہولاً کا معیار ہون — خطا مین نے کی ہو گنہگار ہون

معارف مین یہ پایۂ ارجمند — ہو نخلِ نبوت کی شاخِ بلند
وہی مرتبہ علم کا راز کا — تفاوت کرامات و اعجاز کا
محمدؐ کہ عینِ حقیقت ہوے — چراغِ شبستانِ وحدت ہوے
جہان ہین وہ شمعِ حریمِ وصال — اُسی جا پہونچتے ہین اہلِ کمال
مگر شان مین فرق معلوم ہو — وہ حاکم ہین یہ فرقہ محکوم ہو
خلل ہو نہ جو اُنکے آئین مین — نہ دنیا مین ذلت ہو دین مین
اصولِ تمدن مناسب رہین — خدا کی طرف بھی مخاطب رہین
مگر تو دیئے جا وہ جامِ شراب — کہ خود نشۂ مو اُٹھا دے حجاب
دلیلِ حقیقت مری راہ ہو — طریقِ وصولِ الی اللہ ہو
دکھا دے وہ نورِ ظہورِ صفات — تجلی اعظم ہو تمیزِ ذات
ہر اک موجِ مو نقش بر آب ہو — کہ عین الیقین عالمِ خواب ہو
عطا کر دہ معراجِ عین الفتوح — جہان جسم کا حکم رکھتی ہو روح
زبان پر مگر ما عرفناک ہو — کہ ہم کیا ہین اسکا تو ادراک ہو
پلا وہ مئے عشق وحدت نما — کہ جامع ہون اطلاق و تقئید کا
دکھاتا ہو یہ انتظام و نظام — ہو اللہ تمئیز ذاتی کا نام

محبت کا پیدا ہوا جب اثر
مشیّت ہوئی ذات مین جلوہ گر

تو اب اُس سے باہر نہین کوئی شی
جو ہونا ہی وہ علم عالم مین ہی

نہ مسئول ہی آبِ حیوان نہ خمر
اَنَا اَسْئَلُ اِمْتِثَالًا لِاَمْر

کہ موقوف ہی مانگنے پر عطا
نہین ملتی بے آہ و زاری دوا

بلاؤن پہ جو لوگ شاکر رہے
دعا کی تو پھر کیون نہ صدمے سہے

یہ توفیق بھی ہی اُسی سمت سے
یہ تصدیق بھی ہی اُسی سمت سے

کہ القاے رحمانی و نفثِ روح
ہی سالک کے حق مین پیام فتوح

افاضہ یہ آئے جو وہ ذاتِ پاک
نہ کیون مرکزِ نور ہو مشتِ خاک

مظاہر یہ اجناس و اضداد کے
موافق ہین منشاے ایجاد کے

مجازاً ہی یہ فصل یہ اتّصال
عَنِ الْحَقِّ لَیْسَ لَنَا الْاِنْفِصَال

محرک جو اسکا ارادہ نہ ہو
کسی مین یہ سلب و افاضہ نہو

ہی انسان مین جب تک خودی کا اثر
لطائف اُسے کیونکر آئین نظر

پلا وہ دواے دل اے ذوفنون
کہ اغراضِ نفسیہ سے پاک ہون

اُٹھین ہاتھ بھی گو دعا کے لیے
ہو جو بات وہ ہو خدا کے لیے

خبر بے طلب کب وہ لیتا نہین
جو مانگین تو کیا شی وہ دیتا نہین

فقیر اُسکے سارے ولیؒ و نبی ‏ غنیٌّ ہُوَ لَا افتقارَ بہٖ
یہ بندے ہین وہ مالکِ تخت و تاج ‏ اُسی کی طرف سے ہی ہر احتیاج
مشیت کو اُسنے ہویدا کیا ‏ جو چاہا وہ قدرت سے پیدا کیا
جہان کچھ تعیّن کا خطرہ نہین ‏ دو عالم وہان ایک قطرہ نہین
پلادے وہی ماحیِ کیف و کم ‏ مُمِدُّ المعارف مُمِدُّ الہمم
ترا حکم بالغیب گو مان لون ‏ تجھے تو مگر جان پہچان لون
کہان تک یہ در پردہ حسنِ کلام ‏ بنادے مجھے مرجعِ خاص و عام
دکھا جلوہ کب تک یہ منھ پر نقاب ‏ کہ عالم ہی خود اُسکا عین الحجاب
وہ مےدے تکلف نہ باقی رہے ‏ نگاہون مین ساقی ہی ساقی رہے
کہون کیا زمانے کا ردّو بدل ‏ ازل ہر ابد ہی ابد ہر ازل
مگر ہان وہان بھی محمدؐ ہی تو ‏ کوئی وقت ہو پر مؤیّد ہی تو
کہ جب تک نہ یہ جلوہ منظور تھا ‏ وہ خود اپنی ہستی مین مستور تھا
اٹھا پھر وہ جام شرابِ کہن ‏ وَاُخْرُجْ اِلَیْنَا بِہٖ سَاقِیًا
خدا نے جو عالم ہویدا کیا ‏ ہمین اپنی صورت پہ پیدا کیا
ہوا آدم اس جسم ظاہر کا نام ‏ ہوئی شکل حق شکلِ باطن تمام

ہر اجمال کو حق نے تفصیل وار
کیا ظاہرًا باطنًا آشکار

حقائق کا جامع ہوا جو بشر
نہ کلّی کی جزئی کو پہونچی خبر

یہ کامل وہ ناقص وہ شعلہ یہ نور
کہان تک نہ ہو معرفت مین قصور

عجب جلوۂ شانِ معبود ہی
کہ آدم ملائک کا مسجود ہی

چھکا دے نہو جوش مین تا کمی
لِابْسَ اِنْجَاہٖ مَا اُمِرْتُ بِهٖ

برابر مین پیتا پلاتا رہون
تری خیر ہر دم مناتا رہون

تماشا تھا اپنا جو مدِّ نظر
ہوا نقشِ کُن ذات مین جلوہ گر

فَلَا یُنْتَسَبُ اِلَیْنَا الْوُجُوْد
مَعَ کَوْنِهٖ الظَّاهِرُ لِلشُّهُوْد

یہ تخصیص جز جوشِ مستی نہین
یہ ہستی مری کوئی ہستی نہین

اُسی کی نمائش اُسی کا ظہور
نہ دیکھین تو آنکھون کا اپنی قصور

اَدِرْ کَاسَ عِشْقٍ کَمَا هِیَ لَدَیْكَ
وَمَا هُوَ فَاَلْقَاهُ رَبِّیْ عَلَیْكَ

کہ پیشِ نظر عالمِ ذات ہو
ہر اک بات میری تری بات ہو

نہ چھوٹے مگر یہ رہ بندگی
کہ زیبا ہی ہم کو سر افگندگی

هُوَ الْقَادِرُ کُلُّ شَانٍ لَدَیْهِ
فَلَا بُدَّ مِنْ اِفْتِقَارٍ اِلَیْهِ

حقیقت مین اک شکلِ وہمی ہین ہم
کہ عالم ہی مرآۃ مرئی ہین ہم

مشیئت کا ہی عکس شانِ شہود　　مجازاً ہی ہر اک صفت کی نمود

ان اسما کی رو سے میانِ ظہور　　یہ انسان ہی کونِ جامع ضرور

نظر آئی جو بات جز افتقار　　ملی اُس سے اک شانِ پروردگار

حقائق کو اپنے پرکھتے رہے　　خصائص کا ہم نام رکھتے رہے

ہر اک شان سے یون ہوئی آگہی　　وَلَمَّا عَلِمْنَا وَصَفْنَا بِہٖ

سوا انکے ہین اور کتنے صفات　　اُنھین جانتی ہی فقط اُسکی ذات

ہمین جتنی تعلیم منظور تھی　　کتابِ ازل مین وہ مسطور تھی

نہ ہو غیرِ حکمِ خدا تا شعار　　فَجَرَّدْتُ نَفْسِیْ لِدَفْعِ الْمُضَار

کہا خوب اُسنے جسے خوب ہی　　جو عامل ہی اُسکا وہ محبوب ہی

وہ مے دے محارم سے بچتا رہون　　خداوند کے آگے سچا رہون

نہ رکھ فکرِ ذاتی سے مجھکو سقیم　　فَانْظُرُوْا اِلٰی مَا ابْدَعَ الْقَدِیْم

بری ہی خیالات سے شانِ ذات　　مناسب ہی بندون کو فکرِ صفات

رہون بادہ کش مین تو ساقی رہے　　ادب اور تمیز باقی رہے

وہ مے جسکا سر جوش ہی فتح و نصر　　وہ مے عالمِ امر کا جس پہ حصر

وہ مے جو کلیدِ درِ امتیاز　　وہ مے دے جو محبوبِ اربابِ راز

وہ مے دے جو ہر حسن کا نور ہو — وہ مے دے جو خود تیری منظور ہو
وہ مے جسکا حق الیقین ہو خمار — وہ مے معرفت جسکا اولی شعار
وہ مے جسکو پیتے ہین وہ ذو فنون — عَلیٰ سِرِّ قَدَرِہٖ ہُوَ الْعَاقِفُوْن
وہ مے جو خفا سے نکالی گئی — خُمِ کُنْتُ کَنْزاً سے ڈھالی گئی
وہ مے جسکا ہر قطرہ عین الحکم — وہ مے جسکی مستی وجودِ اتم
وہ مے دید حق جسکا پہلا سرور — وہ مے جسکا نشّہ تجلّائے نور
شَرَابٌ کَیِ یَوْمُ الْمَفَارُ لَدَیْہِ — ہُوَ یَرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ اِلَیْہِ
وہ مے جو ریا سے نکالے مجھے — وہ مے جو خودی مین سنبھالے مجھے
وہ مے جس مین ہو رنگ اسرار کا — وہ مے جو ہو غازہ رخِ یار کا
وہ مے دے کہ جو عینِ سرِ خاصّہ — وَقَاطِعُ عَلیٰ عَیْنِیَ النَّابِتَہٗ
وہ مے دے جو ظلمت سے بخشے خلاص — وہ مے مست جسکے اخصّ الخواص
وہ مے جسکا خُم ذات ربِ امین — وہ مے جسکا ساغر دلِ مخلصین
وہ مے جسکی صافی فضائے جلال — وہ مے جسکا ہر قطرہ عین الکمال
مین کس سے کہون کیون مکرّم ہو مین — مگر مظہرِ اسمِ اعظم ہون مین
نہ جبتک میسّر ہو یہ انکشاف — نہین زیب دیتا ہی لاف وگزاف

تو ساقی وہ عالم دکھا دے مجھے
خدا کے لیے اب چھکا دے مجھے

اُٹھا جام کر دور دل سے غبار
کہ دیکھون تری شان تفصیل وار

ہٹا ابرِ اجمال کر رشکِ بدر
مفصّل ہو مکشوف تا سرّ قدر

یہان بوئے مرجانِ اخلاص ہی
محمدؐ کا یہ مرتبہ خاص ہی

حقیقت مین ہین جو فنا فی الرسول
ملی اُنکو یہ شانِ حُسنِ قبول

جسے جسقدر چاہے دے وہ امین
لربّی غنیٌّ عنِ العالمین

تصوّر مین ایسی ہو شانِ حضور
رگ و پے مین ہو بس محمدؐ کا نور

وہ مے دے جو ظلمت کو کھوتی رہے
تصوّر کی تصدیق ہوتی رہے

وہ پیرِ مغان قادری بانسوی
شہ عبد الرزّاق وآلِ نبی

فنا تھا مرا شاہ اُس ذات مین
نمایان تھا اعجاز ہر بات مین

وہ امّی تھے لیکن خبر جب ملی
زبانِ عرب مین تھا حکمِ جلی

شک و ریب سے پاک تھا وہ کلام
ہوے معتقد جس کے مُلا نظام

مرید اُنکا سارا فرنگی محل
خلیفہ ہر اک عالمِ بے بدل

پلا مے کہ ساقی نہ روے یقین
مین اُس شاہ کا ہون عقیدت گزین

یہ پیشین گوئی تھی اُس شاہ کی
عیان جسپہ قدرت تھی اللہ کی

چھٹے سلسلے مین ہی اک آفتاب — کہ ہوگا ہین اللہ وہ فیضیاب

خدا کی طرف سے ہو جب انکشاف — نہ کیون رازِ مخفی نظر آئے صاف

دیے جا یونہین وہ مؤ بے خمار — کہ تمئیز و مستی ہو کامل عیار

نگاہون مین پھرتی ہی گو شانِ ہُو — فَلَا نَدْرِكُ اللّٰہَ اِدْرَاکَہٗ

وہ مؤ دے رہے حد کے اندر قدم — کَمَا حَدَّثَنِی اِمَامُ الْاُمَم

ہو نورِ محمدؐ علیؑ نبیؐ کا گو ظہور — رہے حافظ العہد بندہ ضرور

خدا سے ہی تمئیز کی التجا — وَارْجُوْا اَنَا اَنْ اَجَابَ النِّدَاء

نہ چھوٹے کبھی یہ رہِ مستقیم — کہ حادث کا مُدرِک نہوگا قدیم

یہی مسئلہ اختیاری رہے — محمدؐ کا فرمان جاری رہے

کھلا اولیا رضؓ انبیاؑ پر جو حال — یہ اُنکی حقیقت کا تھا سب مآل

ملا جسقدر کشف باطن اُنھین — خدا نے کیا اُتنا مومن اُنھین

جہانتک دکھاتا ہی نورِ یقین — وہ غائت ہی اپنی خدا کی نہین

بری ہر تعیّن سے ہی وہ جلیل — وہان کام کیا آئے علمِ قلیل

پلا مؤ دکھا دے وہ شانِ مبین — لَجَعَلَکُمُ اللّٰہُ مُسْتَخْلِفِیْن

کہانتک یہ حیرت کا ہر دم وفور — کہ انسانِ کامل مین ہی کُل ظہور

خبر کیا کسی کو ہو اس حال کی
یہ تفصیل ہی سارے اجمال کی

وجود اسکا ہی ظلِّ شانِ جلیل
ہُو حَسْبُنَا اللهُ نِعْمَ الْوَكِيل

وہ مرد ہے کہ جز حق مین قائل نہون
اَضَلُّوا كَثِيْرًا مین شامل نہون

بری قید سے کب ہوا یہ مقام
کہ اطلاق ہی عالَمِ ہُو کا نام

لگا ہون مین جز شانِ حیرت یہان
یہ ادراک و تمیز و غفلت کہان

نہ ہی شیِٔ مطلق کی اس جا تمیز
نہ ہی مطلق الشّیٔ یہان کوئی چیز

یہان ابتدا و نہایت نہین
کمالاتِ روحی کی غایت نہین

دکھاتے ہین علم و عمل بے گمان
علوئے مراتب علوئے مکان

ہی کافی پر اُسکی معیّت ہمین
میسّر ہو یہ جامعیّت ہمین

نہ جب تک ہو لطفِ خدا دستگیر
علوئے مراتب ہو نقصان پذیر

علوئے مکان کا ہوا جو مکین
وہ امین ہی منصب سے گرتا نہین

کہ جامع ہی ہر دو علو کی وہ ذات
محلِّ ظہور اُسکا ظلِّ صفات

چھکا ابتو ساقی مین بے چین ہون
کہ مستغرقِ عینِ ہر عین ہون

مرے دل کی وسعت من اللہ ہی
ازل سے پسندیدۂ شاہ ہی

ہو جس گھر مین خود جلوۂ حق مکین
کروڑون ہون عالم تو کچھ بھی نہین

توساقی اُسی مے سے بھر دے مجھے
کہ جو مصدرِ نور کر دے مجھے

غلو کیون نہ مستون کی ہو جاہ مین
وسیلہ ہو تو اُسکی درگاہ مین

وہ مے دے کہ حاصل ہو تخلیقِ وہم
نظر آئے خارج مین تصدیقِ وہم

ہو منظور جو ذہن مین روبرو
فَھٰذَا الْھُوَ اَمْرٌ عَامٌ لَّہٗ

ہو کامل جو حاکمِ خیالات کا
وہ عارف ہو اعیان کا ذات کا

کوئی شکلِ ذہنی جو پیدا کرے
خدا چاہے تو وہ ہویدا کرے

نظر آئے خارج مین جو ہو بہو
ھُوَ مَا یَکُوْنُ وَجُوْدٌ لَّہٗ

بنے کیون نہ عالم کا فرمانروا
کہ ناظر ہو وہ عینِ اسباب کا

من اللہ جو کچھ کرے وہ ہی کم
ھُوَ خَارِجٌ مِّنْ مَّحَلِّ الْھِمَمْ

جو ناقص ہو ناقص ہو اُسکا علو
وَیَخْلُقُ فَمَا لَا وَجُوْدَ لَہٗ

کہ مقدورِ خلقت پہ قادر نہین
خیال اُسکا ہرگز مؤثر نہین

ہر اک طرح کامل کو گو ہوش ہو
جو اکمل ہو اس جا وہ خاموش ہو

کہ عارف بھی ہوتے ہین بے اختیار
مگر ہان جسے حکم دے کردگار

مشیّت پہ ہوتی ہو جس کی نظر
وہ ہوتا ہو اوہام سے بے خبر

وہ مے دے کہ پی کر جسے مین کہون
مِنَ اللّٰہِ اَعْلَمُ وَلَا تَعْلَمُوْن

ہو ظاہر نہان مین نہان مین عیان
مٹا دے جو بالکل دوئی کا اثر
جو حفظِ مراتب پہ قائم رہا
کہ ہو کل کی حافظ وہی شانِ ہو
کہ رب کی طرف کل کی ہو احتیاج
اگر اسطرف ہو تو مجبور ہو
جو مجبور ہو وہ ہو مردودِ کُل
فنا ہو کے پاتے ہین جو یہ مقام
کہ ہو نفسِ عارف کا تقویٰ یہی
وہی عینِ اوّل وہی انتہا
مگر انتہا کی بھی غائت نہین
یہ اسما کہ عین المسمّیٰ ہین سب
ہُوِیّت سے جب شان ظاہر ہوئی
ہر اک شان سے امر مربوط ہو
تجلّیِ غیب و شہادت تمام

تضاد اور ہر شانِ حق تو امان
وہ جس شان مین چاہے ہو جلوہ گر
ہوا غیر مردود و سالم رہا
فَکُنْ عَبْدَ رَبٍّ وَلَا رَبَّه
ہو بندے کے سر پر کرامت کا تاج
اگر اُس طرف ہو تو مغفور ہو
نہین کوئی جز عبد محمودِ کُل
ہین خاصانِ درگاہِ ربِّ انام
وَلَيْسَتْ بِغَيْرِهِ لِنِسْبَتِهِ
لَنَسْبُ لِإِلٰهِي صَحّ لَنَا
یہ تحدید جز ضبطِ نسبت نہین
معارض ہین باہم بحکم النسب
طلب بھی جدا گانہ آخر ہوئی
کہ قادر کا مقدور مشروط ہو
کہ ہو قلبِ عارف مین جسکا مقام

عطا کرتی ہی قابلیت ہمین | دکھاتی ہی پھر ویسی صورت ہمین
جو ہوتا ہی قلبِ مشاہد وسیع | تو ملتا ہی اُسکو مکانِ رفیع
وہ تقیید کو دل مین لاتا نہین | نہین دیکھتا غیرِ مطلق کہین
جدھر دیکھیے جلوہ ہی یار کا | نہین تا ابد دخل انکار کا
سمائی ہی رحمت مین کل شی ضرور | وہ رحمت ہی کیا قلبِ عارف کا نور
اُسی کی طرف سے ہی ہر حسن و عیب | کہ ہین پاس اُسکے مفاتیحِ غیب
ہُوِیّت کا عالم وہان نورِ ذات | کتابٌ مبین شرحِ علمِ صفات
وہ مے دے کہ ترکِ تصرّف کرون | مقامِ ادب مین توقّف کرون
نہ جز عجز ہو کچھ بھی اپنا شعار | ہو بالجبر جو ہو نہ بالاختیار
ہر اک امر مین حق کا تابع رہون | ہین اللہ جو پیش آئے کہون
مَنْ اَحْبَبْتَ کو جب نمانے خدا | وَلٰکِنَّ یَھْدِیْ ھُوَ مَنْ یَّشَآءُ
نہین تجھ سے اعلیٰ و اقویٰ کوئی | دعا پر کرے ناز پھر کیا کوئی
بنین اہلِ تصدیق کیا سب کے سب | کہ لَیْسَ عَلَیْکَ ھُدٰھُمْ ہو جب
نہین بہرہ عام نورِ یقین | ھُوَ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْن
وہ مے دے جو اکمل بنا دے مجھے | وہ مے وصل کا جو مزا دے مجھے

وہ مے جو کہ خود رند و خمار ہو — وہ مے دے جو وحدت کی معیار ہو
کہ ہے مظہرِ ذات عالم سبھی — هُوَ الْعَيْنُ لِهُوِيَّتِ حَقِّهٖ
وہ مے دے ہون ہر امر سے باخبر — وَهٰذَا هُوَ عَيْنُ سِرِّ الْقَدَر
پلا دے تو وہ ساغرِ عینِ دید — نہ ڈالے مجھے شک مین خلقِ جدید
اُسی ذات سے ہے یہ نشو و نمو — وَ اَعْيَانُنَا الظِّلُّ لَا غَيْرُهٗ
وہ دیکھے جسے دے وہ نورِ نگاہ — لَقَدْ قَامَ كَوْنِيْ بِكَوْنِ لَا لَهٗ
اَدِرْ رَاحَ نُوْرٍ بِشَانِ لَدَیْکَ — وَاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ
چھکا دے کہ ہو کیا فنا سے کمی — ترقّی مین ہر وقت ہو آدمی
وہ مے دے کہ حکمت کا گنجینہ ہون — مین شانِ محمد کا آئینہ ہون
وہ مے دے جو عاشق کا نورِ نظر — وہ مے دے جو عارف کا سمع و بصر
وہ مے دے جو تصدیق کی جان ہو — وہ مے جو مُصَدِّق کا ایمان ہو
وہ مے دے کہ محبوبِ آفاق ہون — مین خیراً کثیراً کا مصداق ہون
وہ مے علمِ باللہ کا فیضِ تام — هُوَ مَالَهٗ غَايَةٌ فِي الْكِرَام
سرور اُسکا ہر دم زیادہ رہے — ترقّی پہ حُسنِ افاضہ رہے
پلا دے وہی راح فیضِ قدم — کہ ہو نفخِ روحِ القدس میرا دم

یہ آنکھوں مین دل مین ترا نور ہو — مجھے ہر جگہ وادیٔ طور ہو

ترے عشق مین دل یہ جلنے لگے — کہ ہاتھوں مین لوہا پگھلنے لگے

مگر پھر بھی راحم جہان پر رہون — تری شانِ رحمت کا مظہر رہون

دیے جا وہی جامِ راحِ حرام — کہ دوزخ بھی ہو تو ہو بردو سلام

وہ مے دے کہ قبضے مین عالم رہے — خطِ جام خود نقشِ خاتم رہے

وہ مے دے کہ ہو یہ یقین کا کمال — بنے عینِ تعبیر خود عینِ حال

نہ تیرے لیے مین غمِ جان کرون — مرے پاس جو ہو وہ قربان کرون

وہ مے دے ہو گرمی سے جسکی یہ حال — نظر مین ہو روحانیون کا جلال

وہ مے دے کہ دل شک سے خالی کرون — ہر آیت کی تفسیرِ عالی کرون

وہ مے دے ہو رویا مین بھی یہ خیال — علی قدرِ وسعت ہو تعبیرِ حال

وہ مے دے کہ گو مین رہون غرقِ سُکر — نہ چھوٹے مگر مسلکِ صبر و شُکر

نہون وقفِ حرص و ہوا کے لیے — مین جو کچھ کرون وہ خدا کے لیے

وہ مے دے رہون وجد مین باخبر — عمل ہو نصوص و احادیث پر

تھے خود اسپہ قائم جنابِ رسول — جو چھوڑے اسے ہے بظاہر جہول

ہوا پر اُڑون یا چلون آب پر — کرامت یہ ہرگز نہین معتبر

ہین بالقصد پابندِ سنت عوام
ولی کی ہے یہ حالتِ عامّہ
یکایک بلاقصد بھی ہو جو کام
اسی طرح ہر فعل و ہر قول بھی
خلافِ اوامر جو ہو اک عمل
نہین اُس سے تعزیر کا کچھ گلہ
ہمین اُسنے بخشا یہ حُسنِ تمیز
روانہ کیے انبیاؑ و رسُلؑ
تو اب پھول توڑے کوئی یا کہ خار
رہِ عشق کا جو وہ سالک ہوا
یہان بحث عقلی ہے بالکل فضول
کسی کو اگر جانتا ہو طبیب
ابھی سے اگر چارۂ کار ہو
جو خاموش بیٹھے تو مجرم ہے وہ
وہ پہلے ہی سے جو بتاوے علاج

یہ ہر شیوۂ مؤمنین و کرام
کہ ہو اتنی محوبیتِ تامّہ
وہ ہو تابعِ شرعِ خیرُالانام
ہو بے قصد بھی حسبِ حکمِ نبیؐ
تو ایمان مین پڑتا ہے اتنا خلل
فَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ الْبَالِغَہ
نہ پہونچائے تا کچھ ضرر کوئی چیز
اُنھون نے دکھایا ہمین خار و گل
غرض ہر طرح ہے اسے اختیار
تو خود ملک لیلیٰ کا مالک ہوا
اِذَا مَا تَجَلّٰی تَحَارُ الْعُقُوْل
کہ رنجور ہو گا یہ میرا حبیب
بفضلِ خدا پھر نہ بیمار ہو
نہ صادق نہ مخلص نہ مسلم ہے وہ
بگڑنے نہ پائے ذرا بھی مزاج

نہ مانے کہ مانے کوئی اس سے کیا | طبیب اپنے حق سے ادا ہو چکا
نہ جب تک خدا دے کسی کو یقین | وہ کس طرح جانے کسی کو آمین
محمدؐ مین جو شانِ اخلاص تھی | خداوند کی رحمتِ خاص تھی
چلے اُنکے ارشاد کے جو خلاف | وہ خود اپنی صحت کا دشمن ہی صاف
جسے کچھ رسالت کی تصدیق ہی | اُسی کو اطاعت کی توفیق ہی
وہی ہو کہ حق جس مین خورسند ہی | وہ بخشے نہ بخشے خداوند ہی
کرے لافِ تقویٰ کوئی کیا مجال | گنہگار بندے کا ہی بال بال
نہ ہون جو شریعت پہ ثابت قدم | محمدؐ کو کیا منھ دکھائین گے ہم
محمدؐ وسیلہ ہین پیشِ خدا | یہان ہی ترا واسطہ ساقیا
خدا کے لیے ہان جھکا دے مجھے | ہون دلدادہ دلبر بنا دے مجھے

آمین

اطاعت

پلا ساقیا بادۂ بے خمار | کہ صورت سے بہتر ہی صورت نگار
یقین ہی مجھے قسمتِ خوب سے | یہ مجنون ہی راضی ہو محبوب سے
بنائے کوئی لاکھ صورت تری | کسوٹی ہی لیکن طبیعت مری

ف ۱۰

جو کوئی شریعت سے کچھ بھی ہو دور ‏— وہ پائیگا کیونکر محمدؐ کا نور

جسے حق سنبھالے وہ ٹلتا نہین ‏— خداوند پر زور چلتا نہین

وہ مطلوبِ کُل عینِ طالب ہو وہ ‏— وہ ہر شی پہ قادر ہو غالب ہو وہ

قویٌّ عزیزٌ بدیعُ السّمآءِ ‏— فسبحان ذی الملکِ والکبریاءِ

یہ مانا کہ ہو وہ بڑا بے نیاز ‏— وسیلہ ہو لیکن رسولِ حجاز

لروحی بنادی لصمدِ المجیبِ ‏— ویرتاح قلبی لذکرِ الحبیبِ

مئے وصلِ باقی پلادے مجھے ‏— محمدؐ سے ساقی ملادے مجھے

ارحنا باکرامِ راحِ الیقین ‏— وقد کان ذا الفضل للطّاہرین

کہانتک تعیّش کا یہ اہتمام ‏— کہ فانی ہو دنیا کی زینت تمام

فلاخیر فیہا وارباٰبہا ‏— فالعبد یفنی عن اسبابہا

یہ دنیا کبھی سیر کرتی نہین ‏— طبیعت کسی طرح بھرتی نہین

ومختار عبدٍ لاخذِ العطا ‏— فالامر والنہی ثمّ الرّضا

فمن غافرُ الذنبِ الّا الامین ‏— ومن عاصم العبد الّا المعین

نہین مدّعی ہون کمالات کا ‏— نہ عالم ہون مین غیب کی بات کا

بہارِ جوانی ہو دلشاد ہون ‏— علائق مین بھی فرد و آزاد ہون

ہو محویت ایسی عنایت مجھے — کہ ہو رنج بھی عین راحت مجھے
لبِ بام پہونچا اگر آفتاب — تو اُس وقت کیا ہوگی فکرِ صواب
خدا اس پہ شاہد ہی اے ذی وقار — کہ مقصود فانی نہین زینہار
غمِ ضیق و فکرِ فراغت نہین — کسی غیر واجب کی حاجت نہین
توقُّف مناسب نہین زینہار — کہ مطلق نہین زیست کا اعتبار
غنیمت ہی جو دن ہی اے خوش عمل — کسی کو خبر کیا ہی کیا ہوگا کل
تکلّف نہین شرعِ اسلام مین — تو کیون سادگی ہو نہ ہر کام مین
جہان ہون مین نصرت مرے ساتھ ہی — کہ مجھپر خدا کا مرے ہاتھ ہی
یہ اہلِ دغا گھیرتے ہین مجھے — رہِ راست سے پھیرتے ہین مجھے
خدا پر مگر زور چلتا نہین — مین ہون کوہ صرصر سے ٹلتا نہین
کوئی دم مین آفت یہ ٹل جائیگی — چلی ہی یہ آندھی نکل جائیگی
خدا نے ہدایت جو دی ہی مجھے — ھُوَ الحق محمدؐ کہونگا تجھے
جو تو نے کہا ہی وہی حکمِ رب — خلافِ اوامر ضلالت ہی سب
مین اس دائرے سے نکلتا نہین — طبیعت کی مرضی پہ چلتا نہین
نہ جز حکمِ رب کچھ بھی آئے خیال — یہی ہی کرامت یہی ہی کمال

جو بہکاتے رہتے ہین یون رات دن
یہ رہزن ہین دشمن ہین ایمان کے
رہِ حق اگر جاننا چاہیے
کہ یہ منتشر سارے عالم مین ہین
یہ پیرون کی صورت مریدونکی شکل
بنین لاکھ ہادی یہ گم کردہ راہ
نہو حفظِ عصمت کا جسکو خیال
اُٹھا جام کیا تجھکو وسواس ہی
نہ مانے شریعت کو جو بے ادب
کسی سے یہ مکّار کُھلتے نہین
نہ جب تک کوئی انکا ہمدم بنے
مگر ہان ابھی کم سنی ہی مری
پھنسائے مجھے حُسنِ ظن جو کہین
نہ جب تک ہو عین الیقین بار بار
تو اتر ہو جب تجربون کا مجھے

یہ اشرار سالک کے ہین ممتحن
شیاطین ہین پردے مین انسان کے
انھین پہلے پہچاننا چاہیے
ہین ابلیس پر شکلِ آدم مین ہین
مصادر سے بس یاد انھین شرب و اکل
کہان تک چھپیگا سفید و سیاہ
وہ ناپاک کیا ہوگا صاحب کمال
خدا کی کسوٹی مرے پاس ہی
یقیناً ہی شیطان وہ مردودِ رب
بجز زور کے ملتے جُلتے نہین
وہ کیا قابلِ قدر و محرم بنے
محافظ رہے ہے شانِ رحمت تری
بچانا مجھے ای معین و امین
مرے دل پہ کیا ان سے آئے غبار
تو ہو قطع حجت پکارون تجھے

اُبھارے جو غیرت تجھے ساقیا
تو آئینہ کردے مجھے ساقیا

دکھا مو بمو جلوۂ شانِ ذات
کہ ہون مجھ مین پیدا ترے کل صفات

تو سمع و بصر ہو تو میری زبان
غرض ہو تو ہی تو نہان و عیان

نظر آئے تا عینِ حق اے کریم
اَنَا اَسْئَلُكَ لِحُبِّ الْعَظِیْم

زمان و مکان کا ہی تجھ مین ظہور
ترے سامنے کیا ہی نزدیک و دور

تو ہی بابِ نظّارۂ شانِ ذات
نہ جس مین تعدّد نہ جس مین جہات

تری دید ہی دیدِ حق اے حسین
بغیر اسکے دیدار ممکن نہین

جہان تک مجھے تابِ دیدار ہی
ترا جلوۂ حُسن درکار ہی

اسیرِ خمِ زلفِ شبگون ہون مین
ازل ہی سے ہان تیرا مجنون ہون مین

بنا دے تو للّٰہ لیلا مجھے
عنایت بھی کر ظرف اپنا مجھے

یونہین روز افزون ہو رحمت تری
مگر مجھکو بھولے نہ ہستی مری

ابد تک ترا فیض ساقی رہے
مین گم ہون تری شان باقی رہے

سراپا مین روحِ مجرّد ہنون
زبانے کا اسپنے محمدؐ ہنون

پھرائیگی گو یہ طلب دور دور
ملیگا تو اِنشاءاللّٰہ ضرور

ادراک

پلا بادۂ سوزِ دل ساقیا
چھکا دے کہانتک یہ حالِ سقیم
مٹا رنجِ مافات کر منتفع
محبّت تری میرے گوہر مین ہو
یہ دنیا نہین جائے دلبستگی
نہین کوئی ہرگز کسی کا یہان
جہانتک رہین دور یہ اہلِ زور
ولیّ و نبی گو مکرّم تھے سب
عدوئے عدو دوست کے دوست تھے
ہدایت ہو یہ خضرِ آگاہ کی
عنایت کا پابند کوئی نہین
وہ ہو کون گرنے مین جو ہاتھ دے
وہی فرد ہو بس وہی کارساز
کوئی حُسن سے عشق کرتا رہا

هِيَ النَّارُ فِيْهَا السَّلَامُ لَنَا
فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَظِيْمِ
هُوَ الْقَدَرُ وَالْخَيْرُ فِيْمَا وَقَعَ
ازل ہی سے مستی مقدر مین ہو
کہ حاصل نہین کچھ بھی جز خستگی
کہ اپنی غرض کا ہو تابع جہان
غنیمت ہو ای جانِ اہلِ شعور
وفادار کوئی نہ تھا بے سبب
کہین مغز تھے وہ کہین پوست تھے
صمد ہو فقط ذات اللہ کی
غنی جز خداوند کوئی نہین
برابر بد و نیک کا ساتھ دے
نہین کوئی اُسکے سوا بے نیاز
کوئی مرنے والون پہ مرتا رہا

غرض یہ کہ اوّل سے تا انتہا — محبت نہین خلق کی بیریا
یہ عین الیقین دے جو ربِّ غفور — محبت ہو فانی کی فانی ضرور
چمک ہو یہ ذرّون مین لیکن عیان — ملے آفتابِ ازل کا نشان
مجازی مین دیکھون یہ حُسنِ صفات — کہ ہر شی ہو آئینۂ نورِ ذات
مگر یہ اُمنگین جوانی کی ہین — جو دلدادہ محبوبِ فانی کی ہین
جہان نورِ باقی نظر آگیا — جو پانا تھا عاشق کو وہ پا گیا
لگاوٹ مٹے جسمِ ظاہر سے جب — تو ہر چیز ہو عینِ انوارِ رب
مراتب مظاہر کے ہین پر جدا — جدا گانہ ہی شانِ امرِ خدا
کہین ہی تخالف کہین اتفاق — کہین اتحاد اور کہین ہی فراق
اُسے چاہین چاہے جسے ذوالجلال — ہو یُحببکمُ اللہ تا عینِ حال
ہوا تجربہ یہ مجھے لاکھ بار — کہ جھوٹے ہین دنیا کے سارے نگار
جو اِن گلرخون سے طبیعت ہو سیر — نہین کچھ بھی مقصود یابی مین دیر
تو عاشق بنا حکمِ رب کا مجھے — نہ ہو نازِ بیجا نسب کا مجھے
کہ اعمالِ مقبول و حُسنِ خصال — جسے دے خدا ہی وہی خوش مآل
پر اِسکا بھی کیا ناز اے خوش عمل — نہین جانتا کوئی کیا ہو گا کل

کسے اپنا انجام معلوم ہی — کہ عالم وہی حیّ و قیّوم ہی
مَن ابطا بِہٖ عملُہٗ کی خبر — مٹاتی ہی نازِ نسب سر بسر
وہ توفیق دے تو ہو مرتد ولی — وہ ہادی نہ ہو تو ہو فاسق نبی
وہ جس شی کو چاہے مٹا دے وہین — وہ سب کچھ بنا دے جہان کچھ نہین
یہ ایمان و توفیقِ خیر و صواب — اُسی کی عنایت ہی ای حق مآب
وہ رحمت سے جو چاہے دے ای حسین — ہم اُسکے ہین کچھ بھی ہمارا نہین
مگر جب فحدّث کا فرمان ہو — نہ کیون شکرِ نعمت کا اعلان ہو
کرے شاہ کو وہ غریب الدیار — غریب الوطن کو کرے تاجدار
نہ اپنی اقامت نہ آوارگی — فقط بندگی اور بیچارگی
جسے وہ یقین دے وہ پھرتا نہین — وہ جسکو اُٹھائے وہ گرتا نہین
میانِ عقولِ کرام و کبار — تفاوت مراتب کا ہی آشکار
تو اب لامحالہ ضرورت ہوئی — خدا کی طرف سے ہو اکمل کوئی
نہ کیونکر وہ کامل حق آگاہ ہو — کہ جو عقلِ کامل من اللہ ہو
ہوا دین کامل تو پھر کیا ضرور — کہ ہو انبیا و رُسُل کا ظہور
ضرورت یہ باقی رہی تا قیام — مجدّد کرین دین کا اہتمام

یہ فرما دیا حق نے پھر سکون | کتابٌ وَّ اِنّا لهٗ حافِظُون

ہوئی پاک تحریف سے جو کتاب | مخالف کو باقی رہا کیا جواب

جہانتک کرین اِتّباع رسول | دلیلِ ولایت ہوا ای خوش اصول

جہانتک شریعت مین نقصان ہی | حقیقت مین ناقص وہ انسان ہی

ادا امر پہ قائم ہو جو اس طرح | اُسے کوئی بہکائے پھر کس طرح

ہو جس دل مین عشقِ خدا و رسول | شدائد سے ہوتا نہین وہ ملول

شیاطین کے ظلم سہتا ہی وہ | خدا کی حفاظت مین رہتا ہی وہ

غرض ہی جسے فقر سے اخذِ مال | کسی کے ضرر سے اُسے کیا ملال

جو ہو بندۂ نفس و حرص و ہوا | اُسے شرمِ عقبیٰ نہ خوفِ خدا

تھے سرگرم خدمت جو صحبِ کبار | نبی اُن سے زائد تھے خدمتگزار

وہان خدمتِ خلق پر تھی نظر | نہ تھا دینِ حق مین خودی کا گزر

خلافِ پیمبر جو ہو خود پسند | ہو کیونکر ہدایت اسے سودمند

جو ڈھونڈھے غرض اور آرام کو | وہ کب دوست رکھتا ہی اسلام کو

مگر چاہتا ہی وہ مرد شریر | کہ ہون اور بھی اس بلا مین اسیر

بری آدمیت سے ہی انکی جنس | اِنھین سے غرض ہی شیاطینِ انس

تھے محتاج وحی نہ اصفیا
یہاں حب دان ہر ... بولا نا

اگر حق سے اک نسبت خاص ہو
ادا سے سنن مین بھی اخلاص ہو

توالہام ہو بہرہ اولیا
کہ ہر تو ہر وہ واجب وحی کا

جو سنت کا تارک ہو یا مدعی
نہ معلوم کیونکر وہ ہوگا ولی

ابھی تک تو یہ عہد ٹوٹا نہین
خدا اپنے وعدے مین جھوٹا نہین

کسی کو بھی پروردگار غنی
نچاہے گا سبے اتبلاغ نبی

جو حاصل ہوئی کچھ بھی تعلیق وہم
کمال اسکو سمجھے یہ ارباب فہم

ولایت اگر سحر کا نام ہو
توکیا حاجت شرع واسلام ہو

کرامت دکھاتے ہین جوگی بہت
محبت کے بھی ہین بروگی بہت

جو بنتے ہین اہل کرامت شعار
شریعت کے عامل نہین زینہار

شریعت سے جو فعل ہو کچھ بھی دور
وہ بالکل ہو واللہ فسق و فجور

کسی کو عمل ہو جو ہمزاد کا
وہ ہو پیر فرعون و شداد کا

رو کجروی ہیچ در ہیچ ہو
یہ سب لغو ہو ہیچ در ہیچ ہو

من اللہ جو کہ گئے ہین نبیؐ
شریعت یہی ہو حقیقت یہی

شریعت ہو علم اور طریقت عمل
یہ ہو تو نہ ہو معرفت مین خلل

ہو شرع و طریقت مین کیونکر خلاف
ہوس پروری پر جو کوئی مرے
ہمہ اوست کا نام سیلتے ہین یہ
سکہاتے ہین اسواسطے یہ پلید
جو حکم رسالت کا عامل نہین
ہمین تو صفا کا یہی حکم ہو
لگا ہون مین جسکی نہ جز حق رہے
جو خود گم ہو فانی ہوا وہ دستگیر
نہین چاہیے کچھ دلیل ہوس
مکلف ہر اک صاحب ہوش ہی
مگر کچھ بھی جسکو نہ ہو تجربا
رہے قال مین پاس شرع نبی
خلاف شریعت ہو سب مکر و فن
وہ باتین نہ تھین جو نبی کو روا
یہ فرماتے ہین حضرت غوث پاک

بطون و ظواہر موافق ہین صاف
تو بدنام اسلام کو کیون کرے
دغا سب کو پردے مین دیتے ہین یہ
کہین تا خدا پیر جی کو مرید
وہ صدر ہدایت کے قابل نہین
کہو تم کہ مخلوق ہو جملہ شی
ہمہ ساتھ آوے وہ کیونکر کہے
اُسے یاد آتی ہی کیونکر ضمیر
ہمہ اوست کہنا ہی کافی ہو بس
کہ مستغرق الحال خاموش ہی
وہ کیا سمجھے تزویر اہل دغا
کہ جو حال ہو قال سے ہو بری
یہی حسن ظن ہی بڑا راہزن
فقیرون کو جائز ہون کیونکر بھلا
کہ بیٹھا تھا مین با دل دردناک

سوئے آسمان جو اُٹھائی نظر
تواک نورِ اخضر ہوا جلوہ گر
عجب اُسکی سبزی عجب نور تھا
سراپا جو حیرت سے معمور تھا
ہیں سمجھا تجلّیِ جانان ہی یہ
یقین ہوگیا نورِ رحمان ہی یہ
ندا اُس سے آئی کہ ای پاکباز
پسند آگیا ہمکو تیرا نیاز
جو ثابت قدم ہم نے دیکھا تجھے
کیا آج محبوب اپنا تجھے
حرام و حلال و روا ناروا
تجھے سب ہی جائز اب ای باوفا
نہ اب تک چلا تو ہمارے خلاف
فرائض کیے ہم نے سارے معاف
سنا یہ تو بولے وہ شاہِ غیور
کہ لَاحَوْلَ اِلَّا بِرَبٍّ غَفُوْر
یقیناً تو مردودِ شیطان ہی
ہدایت کے برعکس یہ شان ہی
نہ وہ نور تھا پھر نہ وہ ریب تھا
منادی مگر ہاتفِ غیب تھا
کہ ای پیارے محبوب عالی مقام
یہ مردود شیطان تھا کا کلام
ہزارون کو اسنے گرایا یونہین
ضلالت کے بن ہین پھرایا یونہین
رہِ حق روی سے نہ ٹلتا کبھی
خلاف اوامر نہ چلنا کبھی
پسند آئی یہ استقامت ہمین
ہوئی تم پہ لازم عنایت ہمین
تم اہلِ ولایت کے سردار ہو
مرے پیارے محبوب و مختار ہو

ہدایت ہی یہ حضرتِ غوثؒ کی | تو کیون بے شریعت کو جانین ولی
جو مجذوب و دیوانہ ہو باخدا | تو بیعت نہین اُسکی ہرگز روا
خلافِ شریعت ہو جو حُسنِ ظن | یقیناً وہ سالک کا ہی راہزن
فقیرون کی صحبت سے ہی بیغرض | نہ رہجائے باطن مین کوئی مرض
بڑھے ولولہ ذوقِ طاعت بڑھے | خدا و نبیؐ سے محبّت بڑھے
معاذ اللہ ہی کیا فقیری یہی | کہ رخصت ہو اسلام کی شان بھی
ہی جائز سماع اہل وذی حال کو | اگر ساتھ محرم کے خلوت مین ہو
ستار اور ڈھولک پہ ذکرِ الٰہ | کنشت و کلیسا کی ہی رسم و راہ
بچھڑایا ہمین جس سے اسلام نے | پھنسایا اسی مین پھر اس کام نے
اگر شعبدے کچھ بھی حاصل ہوئے | کرامات مین سب وہ داخل ہوئے
ہو دعوےٰ کی گرمی ہم ہین دربار مین | دعائین وہی بیچین بازار مین
محبّت ہی معیارِ حُسنِ قبول | اسی سے ہین راضی خدا اور رسولؐ
خدا کی شریعت نہ چھوڑے کبھی | کوئی حکم ہو منھ نہ موڑے کبھی
یہی بس محبّت کی پہچان ہی | اطاعت ہی عاشق کا ایمان ہی
کسی سے جو راضی ہو وہ ذوالجلال | تو کیا چیز ہی اسکے آگے کمال

اگر لب ہلائے دعا مین فقیر
تو ہر نیت کو ہست کر دے قدیر

سمجھتا ہی وہ جسکو تمیز ہی
کہ مالک کی مرضی بڑی چیز ہی

ہی اُسکی رضا اتباعِ رسول
نہ ہو یہ تو کیا ہون دعائین قبول

شریعت محبت کی زنجیر ہی
یہ محبوب ہونے کی تدبیر ہی

اُسی کی ہی توفیق اُسی کی مدد
خدا رکھے مخلص ہمین تا ابد۔ آمین

التجا

پلا ساقیا ساغرِ اتحاد
اِذَا کُشِفَتِ الحُجُبُ فَہُوَ المُرَاد

رُلائیگا کب تک غمِ اشتیاق
بِاَیِّ ہُمُومٍ ابتَلَانِی الفِرَاق

کہان تک لحاظِ وفا و جفا
مقامِ محبت مین ہی سب روا

جفا کی شکایت وفا کی طلب
ہین دونون یہان عینِ ترکِ ادب

فَمَا ذَا السُّلُوکُ وَمَا ذَا الطَّرِیق
لَقَبلَ الطَّرِیقِ یَکُونُ الرَّفِیق

ہو مشکور یہ سعیِ کامل مری
کہ ہو واجب القدر منزل مری

نہین عینِ ذاتِ خدا جو صفات
فَاَنّٰی لَنَا ہٰذِہِ البَیِّنَات

نصیحت گری عشق مین ہی فضول
ہِيَ عِلَّۃٌ لَا اَرَاہَا تَزُول

ازل ہی سے مستی ہی فطرت مری
ہوئی مے پرستی طبیعت مری

اَدِرْ کَاسَ رَاحٍ بِرُوحِ الوِصَال وَاَدْھِقْ دِھَاقاً عَلَی الاِتِّصَال
نہ ہو لب پہ کچھ غیر مذکورِ دوست نہ کچھ چشمِ دل مین ہو جز نورِ دوست
نہو جسکے نامے مین اک فعلِ زشت ضروری نہین اُسکی خاطر بہشت
جو دفتر کسی کا ہو یکسر سیاہ عجب کچھ نہین بخشدے جو آلہ
اُسی کی رضا پر ہی سب انتظام کہ دربانِ جنت کا رضوان ہی نام
جو دل سے پکارے کوئی یا مجیب فَنَصْرٌ مِّنَ اللهِ فَتْحٌ قَرِیْبٌ
کہانتک ستائینگے یہ اہلِ کین اَلَیْسَ ھُوَ بِاَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ
خدائے جہان آفرین بے نیاز ہی عاجز پسند اور مسکین نواز
فَمَنْ یَّذْھَبُ الرِّجْسَ عَمَّنْ عَصَاہ وَمَنْ یَّصْرِفُ السُّوْءَ عَمَّنْ دَعَاہ
بَدِیْعٌ سَرِیْعٌ مُجِیْبُ الدُّعَاء وَاِنْ شَاءَ اَمْرًا یَرُدُّ الْقَضَاء
فَاَدْعُو الَّذِیْ مَنْ ھُوَ ذُو انْتِقَام وَقَدِ اعْتَصَمْتُ بِرَبِّ الْاَنَام
مرے رب مرے قادر ذو الجلال لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَا مِثَال
نہین ای صمد یار تیرا کوئی مصاحب نہ مختار تیرا کوئی
ملائک رسول و نبی و ولی ہین تیرے ہی محتاج سب ای غنی
نہ جب تک ترا حکم ہو ای معین کوئی ذرہ عالم مین ہلتا نہین

فانت الالہ و نحن العباد
وان ذاع داع فانت المجاد

ترے لطف سے ہر بشر ہین نظر
ترے فیض سے ہر دعا ہین اثر

فمن جاء ذلا فانت الجلیل
ومن ذل صدقا فانت الوکیل

ہین گو مرکے سخت شیطان کے
خود انسان رہزن ہین انسان کے

الٰہی بہت اب پریشان ہین ہم
کہ سر تا قدم سہو و نسیان ہین ہم

بچائے سوا تیرے کون ای سلام
فانت الرقیب الذی لا ینام

نہ مغموم کرنا جفاؤن سے تو
بچانا ہمین بیوفاؤن سے تو

الٰہی صفا گوش اصحاب دے
ہمین تو وفادار احباب دے

بوقتِ ضرورت کرین جو طلب
ملے بے توقف وہ ای میرے رب

فروغ اسقدر دے مرے کام کو
کہ دون جانِ تازہ مین اسلام کو

نہ اشرار کے جور ہرگز سہین
تو راضی رہے ہم سے ہم خوش رہین

دعا بھی ترا فضل ہو ای حمید
وانت علی ما نقول شہید

ہو کامل درستی پہ میرا نظام
بحق محمد علیہ السلام

عظمت

بنا مست ای ساقیِ بے زوال
مگر موجِ بادہ ہو تیغِ کمال

ستایش کے قابل ہی ذاتِ قدیم — قدیرٌ کبیرٌ علیٌ عظیمٌ

ثوابت کو دی یہ بزرگی جہان — ہی ذرّے سے کم آفتابِ جہان

اُسی نور سے ہین یہ سب فیضیاب — ہر اک انمین ہی غیرتِ آفتاب

ہین خود اپنے مرکز پہ جلوہ نما — کسی سے نہین کرتے کسبِ ضیا

جو اقرب ہین انمین وہ ہین اتنی دور — نہین کام آتا کسی کا شعور

جنھین ہفت گردون بتاتے ہین ہم — کروڑون ہین اک میل سے بھی ہین کم

معین ہی ہر چرخ کی برتری — سمٰوٰتِ سبعہ سے ہین یہ بری

مصابیحِ قدرت سے ای ذی وقار — عیان ہی جلالِ خداوندگار

لکھے کوئی اعداد جو عمر بھر — ثوابت کی دوری نہ ہو مختصر

جنھین کہتے ہین ہفت باغِ ارم — وہ ہین بعض ثابت کی وسعت سے کم

کسی گوشۂ کہکشان کے نجوم — نہین گن سکے ابتک اہلِ علوم

تو کتنے ہین یہ سب زروئے شمار — کوئی جانے کیا جز خداوندگار

جو تارے نہین آتے مطلق نظر — ہین گنتی مین انسے کہین بیشتر

جو ہون اُنکے اعداد یکجا سبھی — کروڑون ہین نسبت نہوا ایک کی

جو آتے ہین رائی سے کمتر نظر — ہی وسعت سے انکی خدا کو خبر

ہی گردش مین یہ ہر کرہ ای نگار ۔ کہ سرعت کا جسکی نہ ہو کچھ شمار

نہین کوئی ساکن بحکمِ ودود ۔ یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی الْوُجُود

کیا قدرتِ حق نے جب انتظام ۔ لیا قوّتِ جاذبہ سے یہ کام

یہ مقدارِ اجسام یہ فاصلہ ۔ ہی کیا قدرت و حکمتِ کاملہ

کشش ان مین اتنی ہی بایکدگر ۔ نہین ایک سے ایک کو کچھ ضرر

بدلتا ہی در پردہ جو کچھ نظام ۔ کسی کو نہین اُسکی تمیزِ تام

ہزارون برس کے ان اطوار مین ۔ ذرا فرق آتا ہی رفتار مین

بتاتا ہی یہ انقلابِ نہان ۔ کہ جو کچھ ہی نظم و نظامِ جہان

پڑیگا ضرور اس مین اکدن خلل ۔ کَمَا قَالَ لِکُلِّ شَیٍٔ اَجَلٌ

اگر ریزہ ریزہ ہون ٹکرا کے سب ۔ فنا ہو یہ عالم بہ فرمانِ رب

یہ انجم ہین شانِ کمالِ حکیم ۔ فَالْعَظْمَۃُ لِلْعَزِیْزِ الْعَلِیْم

یہ گو علمِ خالق مین محدود ہین ۔ ہمارے لیے غیر معدود ہین

خدا جانے ان مین جلالی ہین کون ۔ نہ معلوم ان مین جمالی ہین کون

ثوابت ہین یہ سب کہ سیّار ہین ۔ یہان دم بخود اہلِ اسرار ہین

یہ ممکن ہی ای ساقیِ باخبر ۔ کمال انکی دوری کا ہو اسقدر

ہین جس خطِ دوری پہ گردش کنان ‏ نہ ہو اُسکی تمیز مطلق یہان

ہو یا چال مین نسبتِ واحدہ ‏ نہ ہوتے ہون جس سے یہ بیقاعدہ

یہ سب شاہدِ حُسنِ ایجاد ہین ‏ جدا اگانہ خلقت سے آباد ہین

نہین خالی از خلق عنصر کوئی ‏ سمندر رہین موجود آتش مین بھی

پر اقسام خلقت کو جانے خدا ‏ فقط کُن سے جسنے یہ پیدا کیا

اُسی کی تجلّی کا ہو سب ظہور ‏ کَذَا قِیلَ فِی الذِّکرِ اللّٰہُ نُور

ہین تسبیح گویان یہ سب ای کریم ‏ کہ سُبحَانَ رَبِّ الکَبِیرِ العَظِیم

فلک پر ثوابت کہ سیّارہ ہین ‏ ہمین تونگر دو ہی درکار ہین

کہ مغرب مین خورشید ہو جب نہان ‏ تو نورِ قمر سے ہو روشن جہان

ہی ذاتِ رسولِ کریم آفتاب ‏ قمر جسکے پرتو سے ہی فیضیاب

ہر اک مائلِ حُسنِ تدبیر ہی ‏ جو ہو راہ کامل وہی پیر ہی

جسے اسکی تمیز اللہ دے ‏ اسے کیا دغا کوئی گمراہ دے

مگر رنج قسمت مین ہوتا ہی جب ‏ تو ہوتا ہی کوئی نہ کوئی سبب

نہ دے اسقدر حُسنِ ظن بھی خدا ‏ جو رہزن کو جانے کوئی رہنما

شریعت مین پائے جو کچھ بھی خلل ‏ تو سمجھے کہ ابلیس ہی یہ دغل

اسی مین ہی عشق و طریقِ ادب — شریعت ہی سچّی ہی دھوکا ہی سب
نہ ہو جو کہ پابندِ حکمِ خدا — بھلا اُس سے حاصل ہو کیا جُز دغا
ہمین چاہیے بس یقینِ صفات — کہ شامل ہی ہر اک صفت مین وہ ذات
ہی جس امر مین جس صفت کا ظہور — وہی اُسکا انجام ہو گا ضرور
تھے عینِ ہدایت جنابِ رسول — وہ بتلا گئے شانِ ردّ و قبول
یقیناً کسی مرتبے مین ولی — خلافِ شریعت نہو گا کبھی
جو مستغرق الحال ہون بھی کہین — وہ اورون کو برباد کرتے نہین
انھین کیا غرض جو کرین وہ مرید — جو ایسا کرے ہو وہ دیوِ پلید
کوئی مست اگر ہو تو مجبور ہی — وہ بیعت کے لینے سے معذور ہی
کہ وہ اپنے باطن کا ہی خود گواہ — گرے اور لوگون کو پر کیون تباہ
ولی اپنی شہرت پہ مرتے نہین — مسلمان یہ کام کرتے نہین
جو ہو حُسنِ نیّت پہ قائم عمل — تو نیکی مین پڑتا نہین کچھ خلل
ہی دانا و بینا خداے جہان — نہین کرتا اجرِ عمل رائگان
جو ہی راست اُسکا قوی ہاتھ ہی — خدا نیّتِ خیر کے ساتھ ہی
وہ ہمت دے کہ مین حق پہ قائم رہون — پیئے جاؤن مے اور صائم رہون

ف ۱۳

ناز و نیاز

پلا بادۂ وصل ای خوش نصیب
لَقَدْ طَالَ شَوْقِیْ وَاَیْنَ الْحَبِیْبُ

کہون کیا کہ پہونچا کہانتک ملال
کہ بے وصل ہو اب تو جینا محال

یہ بارِ الم یہ نقاہت مری
نہین تجھ سے پوشیدہ حالت مری

یہ زاری ہی خود دردِ دل کی گواہ
فَارْحَمْنِیْ وَالْحَالُ مَا قَدْ تَرَاہُ

کہانتک یہ غربت یہ سوز و گداز
جگہ ہو مری تیری آغوشِ ناز

جو آفت پہ آفت گزرتی رہی
طبیعت وہ برداشت کرتی رہی

کہانتک اُٹھاتا مین بارِ ملال
سنبھالے رہی پر امیدِ وصال

وہ ارمان و حسرت ہوے سب فنا
اَمَا آنَ لَکَ اَنْ تَرِقَّ لَنَا

بنا دے کوئی مست پیرِ مغان
اسی کے لیے مین نے چھانا جہان

حریفون پہ کیا کیا نہ تھا اعتماد
شَکَوْتُ اِلَیْہِمْ وَاَیْنَ الْمُرَادُ

ہوا جب ہویدا یہ رازِ نہان
فقط نانِ گندم کی تھین مستیان

کسی مین نہین راستی ای جلیل
فَاَیْنَ صَدِیْقِیْ وَاَیْنَ الْخَلِیْلُ

بہت لوگ ناقص ملے نیک بھی
نہ جز تیرے کامل ملا ایک بھی

دکھائے کمالات رحمان کے
یہ خارج ہی قبضے سے انسان کے

نہین رہتی یکسان زمانے کی چال ‏— فَمَا مَنْ یُجِبُ عَلیٰ کُلِّ حَال

مگر لغزشون سے بچاتا ہی وہ ‏— محبت مین اپنی رچاتا ہی وہ

فَمَنْ یَّصْحَبُنِی عَلیٰ کُلِّ حَال ‏— وَلٰکِنَّ مَنْ ذَا ھُوَ ذُوالْجَلَال

ہی پر حکم جو عشق کا دم بھرے ‏— محمد کو اپنا وسیلہ کرے

محمد کا ارشاد ہی بار بار ‏— کہ اس گھر مین ہی بس ترا اختیار

نہ جب تک ہو تیری عنایت قریب ‏— فَکَیْفَ اِلَیْہِ وُصُوْلُ الْحَبِیْب

جہان مین سراج السبل ہی وہی ‏— کہین شاخِ گل پھولے گل ہی وہی

حَبِیْبِیْ غَنِیٌّ وَقَلْبِیْ لَدَا بِہٖ ‏— اَتَدْرِیْ بِمَا صَارَ اَمْرِیْ اِلَیْہِ

ترے فیض سے گو بہت کچھ ملا ‏— نہ اب تک مگر غنچۂ دل کھلا

وہ مردے کہ مین عینِ اخلاص ہون ‏— خداوند کا محرمِ خاص ہون

فَانْظُرْ اِلَیَّ وَمَاذَا جَرٰی ‏— وَاِنِّیْ عَلیٰ ذٰلِکَ مِنْ مَتّٰی

جہان تو نے سب کچھ دیا ای کریم ‏— مٹے ہجر کا بھی عذابِ الیم

اکابر جو تھے راز کے منتظم ‏— کَشَفْتَ لَنَا عَنْ مَقَالَاتِھِمْ

پئے حفظِ ناموسِ دینِ متین ‏— دیا منصبِ خاصِ حق الیقین

تب ہجر سے ہون مگر بیقرار ‏— گیا تا سرِ عرش دل کا بخار

ہے تیرے سوا کون میرا طبیب — وَمَنْ یَّسْئَلُ عَنْ سِقَامِ الْغَرِیْبِ

اُلٹ دے نقابِ وجوب وشہود — اَنَا الْمُوْدَادِ وَاَنْتَ الْوُدُوْد

تغافل سے تیرے بڑھا اضطراب — فَمَا لِیْ اَرَاكَ كَثِیْرَ الْحِجَاب

لَقَدْ زَادَ بَثِّیْ وَحَلَّ الْوَبَال — اِذَا جِئْتَنِیْ بِهٖ یُتِمُّ الْمَلَال

کسی طرح غفلت نہین اب روا — مَتٰی تَرْحَمُوْنِیْ وَحَالِیْ كَذَا

کہان تک یہ صبر وامید ویقین — کہ اب اسنسے تسکین ہوتی نہین

ہے سب حال میرا عیان موبمو — فَیَا لَیْتَ شِعْرِیْ مَتٰی تَرْحَمُوْا

یہ مانا کہ تجھکو نہ ہو کچھ خیال — مجھے تو ہے تجھ سے امیدِ وصال

تَعَالِیْ اِلٰی بَكْنِ الْاُصُوْل — وَاُدْخُلْ عَلٰی مَجْلِسِ الْقَبُوْل

مئے شوقِ دیدار سے چور ہون — خدا جانے مین کب سے مخمور ہون

مئے وصل اب تو پلا ساقیا — وَلَا تَشْتَكِ مِنِّیْ مَضٰی مَا مَضٰی

تعیّن کا پردا اُٹھے جو کہین — تو دراصل جز ذاتِ حق کچھ نہین

فَمِنْ اَیْنَ لِلْخَلْقِ هٰذَا الْوُجُوْد — لِمَاذَا الْفِرَاقُ لِمَاذَا الصُّدُوْد

کہانتک رُکاوٹ کہانتک حیا — کہ محرم سے پردا نہین ہے روا

فنا و بقا حسب منشائے ذات — اُسے ہو جسے دے وہ علمِ حیات

تقضّی القدیمُ وتستفنی الجدیدُ | ولا یبق الا الذی ما یرید
ہی جز ذاتِ حق جملہ شی کو فنا | اُسی کے ارادے کو ہی بس بقا
اذا مرّ لطفا یصیبُ العطا | ویُلقیہ رُوحا علی من یشاء
فکُن منعما لی بمنٍّ قریب | وجئنا بشیرا بوصلِ الحبیب

آئین

محبت

کہان ہی تو اے ساقیِ خوش جمال | دکھا جامِ بادہ مین نورِ جلال
تو کیون میرے نالونسے دلتنگ ہی | کہ جو دل ہی بیدرد وہ سنگ ہی
ہین تسبیح مین آسمان و زمین | نہ ہو عشق تو پھر یہ کچھ بھی نہین
یہی حاصلِ حُسنِ تمیز ہی | محبّت ہی عالم مین اک چیز ہی
نہ کیون ابتدا مین ہو شوقِ وصال | کہ ہی بے نیازی دلیلِ کمال
ازل سے یہ آئینہ بے زنگ ہی | مرے دل کا ابتک وہی رنگ ہی
اسے غیر کی یاد بھاتی نہین | کوئی فکر اس مین سماتی نہین
تماشائے وحدت جو مطلوب ہی | جسے دیکھتا ہون وہ محبوب ہی
بد و نیک کی اس مین تمیز کیا | ہوا جب یقین وہم پھر چیز کیا

اگر عشق ہو حُسن ہی حُسن ہی — محبت مین ہر عیب بھی حُسن ہی

نہ خوشرو نہ کوئی حسین چاہیے — مگر ہان نظر حُسن بین چاہیے

لقب دون کسی کو اگر یار کا — حقیقت مین نقطہ ہو پرکار کا

مین عاشق ہون وہ گل سراپا رہو — کہ اَوْفُوا بِعَہْدِی کا اظہار ہو

جو ہو صادق الوعد وہ فرد ہی — جو ہو فرد الافراد وہ مرد ہی

کوئی زشت صورت ہو یا ہو حسین — محبّت مین کچھ سوجھتا ہی نہین

وہ مژدہ دے کہ محبوبِ محبوب ہون — مین طالب رہون اور مطلوب ہون

اثر کا ہو در پردہ یہ اہتمام — یہان دل ہی دل مین ہو باہم کلام

یہان وحی کی کچھ ضرورت نہین — محبّت ہی یہ کچھ نبُوّت نہین

تعیُّن پر اسما مین ہی ناگزیر — ھُوَ اللّٰہُ فَرْدٌ سَمِیْعٌ قَدِیْر

یُکَلِّمُہٗ وَحْیًا لَنَا فِی الْکِتَاب — یُکَلِّمُہٗ اَوْ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَاب

جلائے جہان سوزِ دل شمعِ نور — وہان کیا ہو تعیُّن نزدیک و دور

بھراتا ہی گو در بدر اشتیاق — نہین لذّتِ وصل کچھ بے فراق

وہ مژدہ دے کہ ہو فخر حاصل مجھے — ملے منصبِ عشقِ کامل مجھے

وہی نور بین پیکرِ مشتِ خاک — مین جسمِ کثیف اور وہ جانِ پاک

جو ہو عشق وہ روح الارواحِ گل — بنا دے مجھے حسن مین رشکِ گل
جسے حسنِ تمیز دے ذاتِ پاک — وہ کیونکر کہے ایک ہین نور و خاک
بنا مست خوبی سے بھر دے مجھے — تو مثل اپنے محبوب کر دے مجھے
مگر کچھ نہ کچھ ہو تمنّا ضرور — کہ حاجت دلاتی ہو شوقِ حضور
غذا روح کی سوز اور درد ہی — یہان جامِ قہوہ دمِ سرد ہی
تصوّر مین پیدا ہو یہ اتّحاد — نہ ہو کچھ تمیزِ مرید و مراد
جو تصدیق ہو کشف بھی ہو ضرور — محبّت بناتی ہی مٹّی کو نور
یہان بے کلام و کتاب و ورق — ہی القاء و الہام پہلا سبق
نہین لذّتِ دید محتاجِ قال — زبانِ بیان ہی یہان عینِ حال
کوئی بات آئی جو دل مین اُدھر — ہوئی قلبِ عاشق پہ وہ جلوہ گر
ادھر دل مین جو بات پیدا ہوئی — دلِ یار پر وہ ہویدا ہوئی
اگر حسرت و شوق مین ہو کمال — فراقِ اتم بھی ہی عینِ وصال
بدلتی ہی گو شکلِ لیلیٰ بہت — پر اک دل کو ہی اک تمنّا بہت
جو نقطہ ہو مرکز کا پیشِ خیال — دوائر ہون پیدا اعلیٰ قدرِ حال
زمین و فلک انجم و مہر و ماہ — جسے دیکھیے عشق مین ہی تباہ

یہان بوالہوس دل لگاتا نہین — کہ عاشق کبھی چین پاتا نہین

یہ ہی منزلِ عشقِ صادق یہان — قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیلاً کہان

محبّت سے جنکو ہوا یہ خطاب — ہین محبوبِ حق وہ رسالت مآب

اُنھین کو تھا زیبا یہ حق کا پیام — کہ عاشق پہ ہی خوابِ راحت حرام

یہی اس محبّت کا اسلوب ہی — جو عاشق ہی کامل وہ محبوب ہی

بہت قابلِ قدر ہی جذبِ دل — کہان روحِ یزدان کہان آب وگِل

خیالی رہے کچھ دنون گفتگو — تو ہوتی ہی وہ شکل خود روبرو

نہ جب تک وسیلہ ہو یہ عشقِ پاک — سراپا بنے روح کیا مشتِ خاک

مشیّت نہ ہوتی جو صورت پذیر — تو کہتا اُسے کون ربٌّ قدیر

یہ ظاہر یہ باطن غرض جملہ شی — حقیقت مین اِک عالمِ امر ہی

ہر اک امر کی جسکو تمیز ہی — کہون کیا مین ساقی وہ کیا چیز ہی

وہ نقشہ سے کھینچے کشفِ حالات کا — مین ہر امر پہچان لون ذات کا

کہین ہی کلام اور نُورٌ مُبین — کہین حاملِ وحی و روح الامین

کہین امرِ کُن ہی سامع کہین — ہی فارقِ کہین اور جامع کہین

سمجھ مین جو آجائے منشائے ذات — خلافِ او امر نہ ہو کوئی بات

خداوند کے اپنے پیارے رہین
ہم اُنکے رہین وہ ہمارے رہین

اگر کچھ ہو بر عکسِ منشائے ذات
تو کیا بن پڑیگی حضوری مین بات

وہ محو دے کہ جو عینِ دیدار ہو
خطِ جام بھی خطِّ گلزار ہو

نہ ہو دل مین کچھ جز تجلّیِ یار
کہ اس آئینے پر نہ چھائے غبار

نہ ہو وہ جو عاشق کا آرام دل
تو پھر کیا ہی انسان جز آب و گل

محبّت کے قابل ہی وہ ذاتِ پاک
کہ روشن ہی پرتو سے جسکے یہ خاک

مگر چاہیے کچھ تو مظہر ضرور
کہ پر لطف ہو جائے شانِ ظہور

تصور مین باتین ہون اک ماہ سے
حقیقت مین ہو ربط اللہ سے

نہ ہو ہوشِ جان فکرِ ہستی نہو
یہ سب کچھ ہو پر بت پرستی نہو

محبت مین پیدا ہو اتنا کمال
کہ گم ہو نشانِ فراق و وصال

نہ ساغر نہ بادہ نہ ساقی رہے
خداداد تمئیز باقی رہے

کہ جوشِ تصوّر مین ہو جلوہ گر
وہ خارج مین ویسی ہی آئے نظر

ہو معشوق و عاشق مین یہ اتّفاق
کہ ہو اختیاری وصال و فراق

جدائی یہی شانِ تمئیز ہی
حجاب اور فراق ایک ہی چیز ہی

مزا کیا جو باہم نہ ہو اشتیاق
کہ وصلِ حقیقی ہی عینِ فراق

فاحببت کی تا ہو زیبا نمود | محبت مین خوشتر ہو دو کا وجود
کہ مبکش ہون مین بار ساقی رہے | خودی مین بھی اللہ باقی رہے

محبوب

پلا بادہ ای ساقیِ گلعذار | کہ ہو یہ جوانی شبابِ بہار
اچھوتا دے پھر کوئی جام نبیذ | کہ سنتا ہون گل جدید لذیذ
لبھائے مجھے جو کسی کا جمال | وہ ہو پرتوِ جلوہ ذوالجلال
تعین مین تو وہ مرا ماہ ہو | الگ ہو کے دیکھون تو اللہ ہو
ہو صورت پرستی مین پہلے کمال | کہ قابو مین آجائے اپنا خیال
ہو جب دہر کی بے ثباتی عیان | ضمائر ہون راجع سوئے اصلِ جان
نہ ہو جب تصور مین کچھ غیرِ ذات | ملے بت پرستی سے اُسدم نجات
نہ عاشق نہ کوئی مرا ماہ ہو | لگا ہون مین اللہ ہی اللہ ہو
مگر جو تعین نہ ہو درمیان | ہو کیا رازِ اوفوا بعہدی عیان
نہ ٹھہرے جو اس مین تو فاسق ہی وہ | جو ہو حافظ العہد عاشق ہی وہ
نہ ہو گو تمنا بد و خوب کی | ہو تمئیز پر شانِ محبوب کی
جسے غیرِ عاشق کا آئے خیال | وہ محبوبِ ناقص ہی ای باکمال

خدا سے اُسے کیا سروکار ہو — جو اپنی غرض کا فقط یار ہو
پر اس مین خطا کیا کسی ماہ کی — کہ بے عیب ہی ذات اللہ کی
ستم مین ضرر کچھ ہمارا نہین — مگر کچھ بھی لغزش گوارا نہین
نہ قائم رہے جسکا یکسان خیال — وہ محبوب باطل ہی صاحب زوال
پرکھتی ہی لیلی بدوخوب کو — پرکھتا ہی صادق بھی محبوب کو
ہی لغزش جہان ہم ٹھہرتے نہین — محبت کو بدنام کرتے نہین
نہ جب تک کہین جلوہ گر ہو وہ ذات — کوئی سمجھے کیا قلبِ عاشق کی بات
ازل سے جو محبوبِ یکتا نہین — وہ صادق کو پہچان سکتا نہین
میسّر جسے یہ کرامات ہی — وہی مظہرِ کاملِ ذات ہی
وہی ذاتِ اقدس ہی شایانِ عشق — نہین جز محمد کوئی جانِ عشق
اگر جوش ہو آپ کی چاہ کا — یہی عشق ہی عشقِ اللہ کا
فنا ہو محمد مین جو ساقیا — وہی مظہرِ ذات ہو ساقیا
شہِ غوثِ اعظم مرے دستگیر — اکابر کے سرتاج پیرونکے پیر
محمد تو مظہر ہین اللہ کے — یہ مظہر ہین کامل اُسی ماہ کے
کوئی اُس سے ولیون مین ہو کیا بڑا — جو ہو مظہرِ کاملِ مصطفےٰ

بڑھے شان گو کتنی ہی وصل کی — مگر فرع تابع رہے اصل کی

محمد ہین نور اور جہان ظلِ نور — ادب کی جگہہ ہی اگر ہو شعور

جو ہو نقطۂ مرکزِ ذاتِ حق — دو دائرہ ہون اُسکے طبق بر طبق

مُعرّا تذبذب سے ہوتا ہی وہ — شک و ریب کو دل سے کھوتا ہی وہ

وہ جو صاحبِ حُسنِ تمیز ہی — سمجھتا ہی راسخ بڑی چیز ہی

جسے اسکی تمیز حاصل نہین — وہ ناقص کسی طرح کامل نہین

جہان بے تمیزی کا اثبات ہی — وہان سعیِ تضیعِ اوقات ہی

جو ہی بد تمیز اور صاحب غرض — محبت کو وہ جانتا ہی مرض

محبت کا زیور ہی صدق وصفا — نہون ایک دو دل تو پھر لطف کیا

محبت کے معنی ہین شامل ہی انس — محبت کا یا اللہ حاصل ہی انس

جو عینیتِ تامہ ہو بہم — وصالِ صنم ہو فراقِ اتم

یہان دل مین کچھ غیرِ وحدت نہین — نہو انس تو وہ محبت نہین

محبت محرّک مشیئت کی ہی — محبت ہی کنجی حقیقت کی ہی

محبت سے ہرگز نہین حق جدا — جہان ہی محبت وہین ہی خدا

خدا کی طرف سے کشش ہو اگر — ملے خود بخود نیک و بد کی خبر

جسے ترکِ فانی کی توفیق ہو — محبّت مین وہ جانِ تحقیق ہو

یقیناً وہ محبوبِ خلّاق ہی — حبیبِ خداوندِ آفاق ہی

جو عاشق کہ صادق ہی کامل ہی وہ — جو راسخ ہی عالم کا حاصل ہی وہ

ہوا اللہ کا جو وہ مظہر ہوا — قیود و تعیُّن سے باہر ہوا

کسی کا نہ طالب نہ مطلوب ہی — وہ اپنا ہی عاشق ہی محبوب ہی

حقیقت یہی ہی پر اے باکمال — مزا دیتی ہی رحمتِ ذوالجلال

کہ اُسنے دو عالم کو پیدا کیا — عدم سے یہ سب کچھ ہویدا کیا

کوئی دم کے یہ دوست جانی ہین سب — وہ محبوب باقی ہی فانی ہین سب

دعا

مبارک ہی تو اے خدائے کریم — بَصِیرٌ قَدِیرٌ غَفُورٌ رَّحِیمٌ

بری ہی تری ذات ادراک سے — ثنا کیا ہو پھر مجھ کفِ خاک سے

کسی کو ہو کیا علم کیسا ہی تو — تجھی کو ہی معلوم جیسا ہی تو

ترا غلغلہ شہر و بازار مین — ترا نغمہ ہر ساز کے تار مین

مبارک ہی تو اے عَلِیُّ العَظِیمُ — لَطِیفٌ خَبِیرٌ سَمِیعٌ عَلِیمٌ

نہ کیون تیرے آگے نگونسار ہون — گنہگار سا مین گنہگار ہون

نہین تجھ سے پردا کسی بات کا — تو پھر کیا محل عرضِ حاجات کا

مبارک ہو تو ای مرے بے نیاز — بڑا دینے والا بڑا کارساز

اِدھر جو نظر ہو تری ای اِلٰہ — یہ ذرّہ بنے غیرتِ مہر و ماہ

یہ رحمت تری دل لبھاتی رہے — تمنّا طبیعت سے جاتی رہے

اگر یہ تمنّا بھی ہی اک گناہ — غنی کون ہی جز ترے ای اِلٰہ

بچالے مجھے اب تو ای ذوالجلال — کہانتک معاصی کہانتک یہ حال

ندامت سے ہر وقت مرتا ہون مین — گناہون کا اقرار کرتا ہون مین

یہ اُمّید ہی تیرے اکرام سے — مجھے سیر کر دیگا انعام سے

ولی ہین جہان مین کہ اخیار ہین — ترے سامنے سب گنہگار ہین

سوا تیرے قُدّوس کوئی نہین — مگر تجھ سے مایوس کوئی نہین

بشر کیا ہون شایانِ حُسنِ قبول — لقب دے جنھین تو ظلوم و جہول

مگر ہان ترا فضل ہو چارہ ساز — کہ ای ذوالمنن تو ہی عاجز نواز

مری عاجزی میری بیچارگی — مری بیکسی میری آوارگی

عیان ہی ترے سامنے ای غفور — کہ اَنتَ عَلِیمٌ بِذاتِ الصُّدُور

کہانتک جرائم کا میرے شمار — مین ہون رحمتِ خاص کا خواستگار

مصیبت مین عاجز کے تو ساتھ ہی — بڑا زور والا ترا ہاتھ ہی

ہمین اپنی قوت سے غم سے نکال — ہمین دستِ قدرت سے اپنے سنبھال

تو ہر دم ہو میرا رفیقِ طریق — ترے خاص بندے ہون میرے رفیق

تو مامن ہی مسکین و مغموم کا — تو مضبوط قلعہ ہی مظلوم کا

مخالف مرے بڑھ گئے ہین بہت — یکایک یہ سر چڑھ گئے ہین بہت

اگر بخشدے تو ہدایت کے ساتھ — ملون ہین بھی اِنسے محبت کے ساتھ

ترے قہر کی آگ بھڑکے اگر — تو یارب کہان پائے کوئی مفر

مکافات سے مین بہت دور ہون — مگر تیری مرضی سے مجبور ہون

تو پھیرے تو منھ سب کے پھر جائینگے — بلندی سے اسفل کو گر جائینگے

نہین جز ترے کوئی ہادو مُضِل — ہی گویا ترے حکم سے آب و گِل

یقیناً تو خالق ہی رحمان ہی — مگر کُلَّ یومٍ نئی شان ہی

مبارک ہی تو ای حلیم و مجیب — رگِ جان سے بھی ہر بشر کے قریب

نہ ڈالے اگر تو حجابِ شہود — تو باقی رہے کیا ہمارا وجود

تو باطن ہی ظاہر ہی ای بیمثال — تو اول ہی آخر ہی ای ذوالجلال

خبر لے مری ای خدائے غیور — کہ صدمون سے ہی دل مرا چور چور

مصالح سے خالی یہ دنیا نہ ہو ۔ تمنا ہو بیجا تمنا نہ ہو

جو توفیق دے تو مجھے ذوالجلال ۔ تمنا ہو پھر غیر کی کیا مجال

ان آنکھون مین تیرا یہ جلوا رہے ۔ کہ دنیا نظر مین نہ دنیا رہے

جو تیرا ہو ای ارحم الراحمین ۔ اُسے دربدر تو پھراتا نہین

فَاِنِّیۡ اَنَا اَسْئَلُکَ الْعَطَا ۔ اَجِبْ دَعْوَتِیۡ یَا مُجِیۡبَ الدُّعَا

ترے فضل کا کوئی مانع ہو کب ۔ ترے دستِ قدرت کے تابع ہین سب

جسے تجھ سے کچھ اُنس واخلاص ہی ۔ وہ تیری فقط رحمتِ خاص ہی

مرا حوصلہ دیکھ ای کردگار ۔ جو تیرا کرم ہو تو بیڑا ہی پار

الٰہی مین نادم ہون بیچارہ ہون ۔ کسی کی محبت مین آوارہ ہون

مین کیا ہون مرے حوصلے بھی ہین کیا ۔ تو دیکھ اپنی قدرت کو ای کبریا

بضاعت یہان کچھ نہین جز خطا ۔ مین طالب نہین اجر کا جز عطا

جو کچھ دیگا تو ای حلیم وغیور ۔ وہ ہوگا طلب سے زیادہ ضرور

تو ہی دے تو سب کچھ ملے ای خدا ۔ نہین جز ترے کوئی حاجت روا

زمین و فلک مین ہی جو ای کریم ۔ یُسَبِّحُہٗ فَسُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم

جو کچھ خلق مین ہی نہان و عیان ۔ وہ کرتا ہی تقدیس تیری بیان

تو سُبّوح و قُدّوس و وہّاب ہی | تو قہّار و غفّار و توّاب ہی
تو ہی پردہ پوشِ گناہِ عظیم | تسلّی دہِ بینظیرِ سقیم
مرے رب مرے پاک پروردگار | فَاَنْزِلْ بِلُطْفٍ عَلَیْنَا الْوَقَار
مجھے خواہشِ اہلِ دنیا نہو | دعا ہی کہ اُنکی تمنّا نہ ہو
اگر آئے دل مین مرے جو خیال | وہ تیری طرف سے ہو ای ذوالجلال
ہر اک عزم کا میرے ہو کارساز | ملے نصرت و فتح ای بے نیاز
گنہگار ہون مین تو ربّ امین | فَسُبْحَانَکَ اِنَّا مِنَ الظَّالِمِیْن
بشر ہون مگر شر مرا نام ہی | مین انسان ہون نسیان مرا کام ہی
مجھے دعوئ پارسائی نہین | گنہ ہون سے اکدم رہائی نہین
جہان ہون ندامت مرے ساتھ ہی | مری آبرو اب ترے ہاتھ ہی
ہی ممکن ترے حکم سے ہر محال | تو اللہ باقی صمد ذوالجلال
اکیلا ہی تو ای قوی و جلیل | کریمٌ حفیظٌ رقیبٌ وکیل
نہ ہو تجھ سے مایوس کوئی فقیر | کہ ہر شی پہ قادر ہی تو ای قدیم
یہ جو کچھ ہی سب امر موہوم ہی | تری ذات بس حیٌّ و قیّوم ہی
تو حاکم ہی ارض و سمٰوات کا | تو مرجع ہی کل کی مناجات کا

تری شانِ قدرت ہماری نمود — ترا فیضِ رحمت ہمارا وجود
مبارک ہی تو اے بدیع وسریع — ترے قہر سے تیری رحمت وسیع
بحقِ محمدؐ نبیِ کریم — خطائین مری بخشدے اے علیم
ہین بیکس ہون میرا محافظ ہو تو — کہ حافظ ہی غالب ہی تو اے عفو
مبارک ہی تو اے سریع و بدیع — سَرِیعٌ بَدِیعٌ بَدِیعٌ سَرِیع
جسے چاہے جلوہ دکھاتا ہی تو — غریبوں سے کیون منہ چھپاتا ہی تو
ہماری زبان سے سُن اے ذوالجلال — تباہی کا قصہ مصیبت کا حال
ستائے ہوے ہم ہین اے دادگر — تو کر اپنی رحمت کی ہم پر نظر
سراپا خطا ہون ریاکار ہون — عقوبت کا بیشک سزاوار ہون
مگر تجھ سے رحمت کی اُمید ہی — زیادہ عنایت کی اُمید ہی
ترا حلم بخشے خطائین مری — ہون مقبول ساری دعائین مری
مبارک ہین وہ اے مرے دادگر — ہی جنکا توکل تری ذات پر
بحقِ محمدؐ رسولِ امین — ہو اب رحم یا ارحم الراحمین

عروج

بنامست اے روحِ راحِ کریم — لانتَ ولیّی وغوثٌ عظیم

حبیب ایک محبوبِ اکرم کا ہون — مین اسوقت سرتاج عالم کا ہون
زمانے پہ لازم ادب ہے مرا — کہ دستور اعظم لقب ہے مرا
ترے فیض سے صدر اصحابؓ ہون — مین اس دور کا قطب الاقطاب ہون
کوئی سر اٹھائے ذرا کیا مجال — مِن اللہ ہے میری شانِ جلال
ہر اک سحرِ باطل مٹایا گیا — مجھے اسم اعظم بتایا گیا
کسی پر نہین ختم فیضِ عمیم — کہ ہر شئے پہ قادر ہے ربِّ عظیم
منافق نہ واللہ فاسق ہون مین — محمدؐ کے جلوے کا عاشق ہون مین
انھین کی شریعت کا پابند ہون — انھین کے کرم سے برومند ہون
محمدؐ کا فیضانِ روحی ہے یہ — ہمارا تو جام صبوحی ہے یہ
یداللہ کے ہاتھ مین ہاتھ ہے — یقیناً خدا خود مرے ساتھ ہے
ازل سے ہون مین خادم غوثؓ پاک — ہوئی جسکے صدقے مین روشن خاک
وہ سلطانِ عالم وہ مولا مرے — وہ مخدوم اعظم وہ آقا مرے
نہ مین خشک زاہد نہ مجذوب ہون — ازل ہی سے محبوب محبوبؐ ہون
مقدر سے اب کیا گلا ہے مجھے — محمدؐ کا ورثہ ملا ہے مجھے
یہان فکر کچھ غیرِ وحدت نہین — کتاب و معلّم کی حاجت نہین

کسی کا نہ احسان سر پر لیا — مجھے جو دیا وہ خدا نے دیا
زمین و فلک جملہ خلقِ خدا — یقولُون ھُو یفعلُ ما یشاء
کبھی ختم شانِ ولایت نہین — کہ محدود فیضانِ قدرت نہین
ملین پر نہ جب تک یہ تینون کمال — محمدؐ سے کامل نہین اتصال
سخن ہو کرامت نہ رد ہو دعا — ہو پیشین گوئی بحکمِ خدا
بظاہر نہ ہو جو دعا مستجاب — خبر مصلحت سے ہو اُسکی شتاب
وہ مودے کہ حق کا نظارا کرون — محمدؐ محمدؐ پکارا کرون
خلاف اُنکے رستے کے جو پیر ہی — وہ شیطانِ پُر مکر و تزویر ہی
ہی مجنون وہی اور صاحب ثبات — کہ پیدا ہون لیلیٰ کے جسمین صفات
شریعت سے جو پیر سرتاب ہی — محمدؐ کا دشمن وہ کذّاب ہی
بحکمِ شریعت تو فاسق ہی وہ — ہی اللہ شاہد منافق ہی وہ
اُسے فکرِ آغاز و انجام کیا — ہدایت سے اُسکو بھلا کام کیا
لباسِ اکابر مین وہ خود غرض — بناتا ہی اور ونکو صاحب مرض
جہان بال دیر خوب پیدا کیے — اُسی وضع کے لوگ یکجا کیے
یہی رنگ نقشے جمانے کے ہین — یہی ڈھنگ دنیا کمانے کے ہین

نہ کیون انکی ہر بات کو ہو فروغ ؎ برابر ہی سب انکو صدق و دروغ
جو بدعت پر انکی نہ مفتون ہوا ؎ اُسے کہدیا یہ تو ملعون ہوا
نہ کچھ سیرتِ مصطفیٰ کا ہی ذکر ؎ نہ آثارِ اصحاب کی انکو فکر
نہ پاسِ اُخوّت نہ آدابِ دین ؎ جسے چاہا بس کہدیا ہی لعین
جو مقصود شہرت نہین یا نزاع ؎ تو خلوت مین سنتے نہین کیون سماع
نہین اہل جو راگ سننے کے لوگ ؎ لگاتے ہین کیون اُنکے پیچھے یہ روگ
جو قبرون پہ سجدہ نہ کوئی کرے ؎ تو یہ چاہتے ہین اسی دم مرے
سنین راگ خلوت مین محرم کے ساتھ ؎ کہ ہی دردِ عشّاق کے دم کے ساتھ
بلا مکر ان سب سے تائب ہوئین ؎ سراپا شریعت پہ راغب ہوئین
عمل اُن احادیث پر ہی ثواب ؎ نہون جو خلافِ نصوص و کتاب
نہ جب تک حدیثون مین ہو کچھ فتور ؎ مین ہون بو حنیفہ کا پیرو ضرور
مخالف ہو قرآن کے جو حدیث ؎ تو راوی و عامل ہون دونون خبیث
جو ہی بدعتی حق پہ قائم نہین ؎ جو آثار چھوڑے وہ مسلم نہین
بہت ان مین ایسے بداعمال ہین ؎ حقیقت مین جو فخرِ دجّال ہین
یہ تعلیم دیتے ہین یہ بے حیا ؎ ہی پیرِ طریقت کا سجدہ روا

سکھاتے ہین لوگون کو یہ بد خصال — ہی وحدت ہین یکسان حرام وحلال

بناتے ہین اورون کو آزاد یہ — ہزارون کو کرتے ہین برباد یہ

سُنا کوئی دوہا تو ہین لوٹ پوٹ — کنھیا کی صورت لگی دل پہ چوٹ

پڑھے کوئی آیت جو الحان سے — تو بیٹھے رہین چپ یہ انجان سے

کلامِ رسولؐ و کلامِ خدا — سنین تو نہ ہو وجد انکو ذرا

یہی کیا محمدؐ کو منظور تھا — یہی کیا صحابہؓ کا دستور تھا

یہ مانا کہ جائز ہو نفسِ سماع — نہ پر اسطرح جس سے اُٹھے نزاع

نہو سُن کے قرآن کو جو غنی — وہ ہم سے نہین کہہ گئے ہین نبیؐ

کوئی خاص میرا مخاطب نہین — ہی بے شرع جو پیر وہ کچھ نہین

جو بدعت پر ایمان رکھتے ہین یہ — اکابر پہ بہتان رکھتے ہین یہ

وہ قدسی نفس اہلِ ادراک تھے — اکابر ان اطوار سے پاک تھے

خلافِ شریعت نہ اک کام تھا — اُنھین حفظِ آدابِ اسلام تھا

اکابر پہ یہ حرف آتا نہین — کوئی اُنکے رتبے کو پاتا نہین

نہ تھے عیش کے یون طلبگار وہ — نہ شہرت پہ مرتے تھے زنہار وہ

ہو رتبے مین گو کوئی فخرِ جہان — مگر قربِ خیر القرون اب کہان

کہان غوثِ اعظمؓ سا اب دستگیر — کہان اب وہ ہندالولی سا فقیر
تھا انکے لیے دین وہ دین کے لیے — وہ رتبے تھے اُنکے اُنھین کے لیے
مین بندہ خداوندِ قادر کا ہون — مین نقشِ قدم ان اکابر کا ہون
انھین کا یہ سب فیضِ تقلید ہی — جو سرمایۂ عیشِ جاوید ہی
نہو گو کمالات مین کچھ قصور — جو پہلے تھے اُنکو شرف تھا ضرور
جہانتک ملے قربِ خیر القرون — اُسے کیون نہ آخر سے بہتر کہون
جو نسبت کرے اُنکی سوئے خلاف — وہ بہتان ظاہر ہی تہمت ہی صاف
جسے کچھ بھی بے شرع جانینگے ہم — نہ مانینگے اُسکو نہ مانین گے ہم
اکابر شریعت کے پابند تھے — مُطہّر حضورِ خداوند تھے
بزرگو نپہ اب بھی یہ باتین ہین شاق — یَحی ذُوْدُنَ مِنْ شَرِّ اَھْلِ النِّفَاقِ
جو پابندِ احکامِ ظاہر نہ تھے — وہ ہرگز ہمارے اکابر نہ تھے
نظر آتے ہین اب بھی جو بدعتی — عدوئے خدا ہین عدوئے نبی
دکھاتے ہین جو طرزِ حُسنِ قبول — یہ ہین بو وہ اور جوگیون کے اصول
سمجھتا تھا مین پندرہ سال تک — کہ حق پر ہین یہ بھی کسی حال تک
کُھلین جس گھڑی ان کی مکاریان — وہ پردے ہی پردے مین عیاریان

کہوں کیا جو مجھکو ندامت ہوئی ‌ ‌ ‌ فقیروں کی صورت سے نفرت ہوئی

بجز زور کے کچھ بھی حاصل نہ تھا ‌ ‌ ‌ ہزاروں میں اک مردِ کامل نہ تھا

جو انسے طبیعت غنی ہوگئی ‌ ‌ ‌ معاذ اللہ کیا بدظنی ہوگئی

مگر ایک شب کو یہ رحمت ہوئی ‌ ‌ ‌ رسولِؐ خدا کی زیارت ہوئی

جو عالم ہوا وجد کا حال کا ‌ ‌ ‌ یہی اجر تھا پندرہ سال کا

کسی سے نہ گو غنچۂ دل کھلا ‌ ‌ ‌ مگر حُسنِ نیّت کا ثمرہ ملا

ستایا تھا اہلِ دغا نے مجھے ‌ ‌ ‌ نہ محروم رکھا خدا نے مجھے

محمدؐ کا اُس دم جو اکرام تھا ‌ ‌ ‌ خدا کا یہی فضل و انعام تھا

دعا حُسنِ انجام پا ہی گئی ‌ ‌ ‌ محبّت مری کام آ ہی گئی

خم و ساقی و جام و بادہ ملا ‌ ‌ ‌ طلب سے بہت کچھ زیادہ ملا

نہ باقی رہا رنجِ دوری مجھے ‌ ‌ ‌ ملی فضلِ حق سے حضوری مجھے

تھا اُس دم مرے سامنے اک شریر ‌ ‌ ‌ مرید اُسکے لاکھوں صغیر و کبیر

یہ دیکھا تو بھاگا وہ منھ پھیر کر ‌ ‌ ‌ ہوا تب یہ ارشادِ خیر البشرؐ

کہ جو میری سنّت پہ قائم نہیں ‌ ‌ ‌ منافق ہو وہ پیر مسلم نہیں

دکھائے بھی گو وہ ہزاروں کمال ‌ ‌ ‌ فَلَیسَ لَہٗ اَجرٌ اِنّہٗ فِی ضَلَال

خلافِ اوامر کرین رات دن
ولایت کا پھر دم بھرین رات دن

خلافِ شریعت جو ذوالحال ہی
وہ ساحر ہی جوگی ہی دجّال ہی

شریعت ہی محبوبِ اربابِ حال
شریعت ہی معیارِ صدق وکمال

کوئی اس سے منھ موڑ سکتا نہین
مسلمان تو چھوڑ سکتا نہین

شریعت محبت کی معیار ہی
جو پیرو ہی اسکا وفادار ہی

شریعت کا پورا جو عامل نہین
ولی بھی ہو لیکن وہ کامل نہین

جو ہو خود غرض اور بدعت پسند
وہ کس طرح پائے مقامِ بلند

نہ جوگی نہ فاسق ہون مین ساقیا
محمدؐ کا عاشق ہون مین ساقیا

نہ ملحد نہ آزاد رہبان ہون
مین بندہ خدا کا مسلمان ہون

مرا دین عشقِ حبیبِ خدا
مقلّد ہون آثارِ اصحابؓ کا

اکابر کی تعظیم حبِّ کرام
خداوند کی یاد ہر صبح و شام

شب و روز ہی حفظِ آدابِ دین
مگر ہان مجھے لہو آتا نہین

ہین جتنے یہ شیدائے دنیائے دون
یَخُوضُونَ فِیهَا وَهُمْ یَلْعَبُونَ

نہین دین مین کارِ لہو ولعب
نہ مومن ان افعال کا مرتکب

ہین دنیا کی خاطر یہ مکر و فریب
ہی بدعت سے انکی فقیری کو زیب

یہ محبوبِ حق خاتم الاولیا — جو چاہین کرین انکو سب ہے روا

اگر ہون کسی وقت گمراہ یہ — کرامت ہے استغفراللہ یہ

انھین اہلِ اسلام مین بالخصوص — حمیّت نہ غیرت نہ باہم خلوص

وہ مَو دے کہ دم تیرا بھرتا رہون — شریعت کو مین حفظ کرتا رہون

وہ مَو دے کہ مردو نمین اک نام ہو — مرے ہاتھ مین تیغِ اسلام ہو

نہ ہرگز پھرون لاکھ کوئی کہے — محمد محمد زبان پر رہے

سمائے رگ و پی مین ذکرِ الٰہ — خدا خود ہو میری وفا کا گواہ

اسماء الحسنیٰ

پلا ساقیا جامِ وصلِ حبیب — وَلَا رَیبَ اِنَّ النَّصِیبَ یُصِیبُ

غمِ ہجر کا وصل مین کیا گلا — فَاِنَّ البَلَاءَ لِاَھلِ الوَلَاءِ

ہو رحمٰن بیشک وہ فرد و غیور — اِذَا مَا ابتَلَاہُ فَاَینَ الصَّبُورُ

اگر ہو کوئی داعیِ اشتیاق — فَوَیلٌ لِذَالِکَ الَّذِی لَا یُطَاقُ

جو عاجز بنا کوئی وہ ہے حلیم — وَمَن تَابَ فَھُوَ الغَفُورُ الرَّحِیمُ ۱۸۹

جو پکڑے کسی کو وہ ربِ عفو — فَمَن ذَا الَّذِی یَشفَعُ عِندَہٗ

اُسی کی عنایت اُسی کا کرم — جسے چاہے دے ملک، ناز و نعم

فَبُشْریٰ لِمَنْ یَّرْتَضِیْ بِالْقَضَا　　وَطُوْبیٰ لِمَنْ یَّصْبِرُ عَلَی الرِّضَا
مخفف علی الرضا

اگر سونپ دین اُسکو سائے ہول　　وہ کرتا ہی بندون کو راضی ضرور
نہین دیر رحمت مین غفار کی　　لگی ہو مگر دل سے دلدار کی
جسے چاہے دم مین کرے فیضیاب　　عَلَیْهِ التِّکَالُ اِلَیْهِ الْمَآب
جو ویران کو وہ رشکِ بستان کرے　　کہانتک کوئی شکرِ احسان کرے
کیا مجھ سے بیکس کو یون کامیاب　　وَقَدْ فَازَ فَوْزًا بِہٖ مَنْ اَنَابْ
نہ لب بند توبہ سے ہون مکتفس　　وہان عاجزی کام آتی ہی بس
توجہ ہوئی پیر کامل کی جب　　دیا اُسنے گنجِ کمال وادب
مرے حال پر حق کی رحمت ہوئی　　محمد کی کامل عنایت ہوئی
پلا جام پر جام اب تو شتاب　　وہ کیا جھومتا آرہا ہی سحاب
گھٹائین ہین گھنگھور چھائی ہوئین　　پُھہارین ہین کیا تلملائی ہوئین
برسنے لگا ابر جو گھوم کر　　ہواؤنکے جھونکے چلے جھوم کر
یہ حکمِ تظاہر یہ حُسنِ قبول　　یہ بارانِ رحمت کا ہر دم نزول
درِ میکدہ پر حریفون کا شور　　وہ جوشِ جوانی وہ مستی کا زور
عجب بادہ نوشی کی ہی دھوم دھام　　درستی پہ ہی میکدے کا نظام

ادرکاس راح شفاء العلیل
وقل حسبنا اللہ نعم الوکیل

لطیف خبیر بصیر ربنا
افوض لامری الی ربنا

بدیع سریع مجیب معین
غنی ھو ارحم الراحمین

ھو المغنی المعز رب الانام
غیاث المنیبین ذو الانتقام

وہ خلاق ورزاق کل کا کفیل
ومتکبر منتقم الجلیل

وہ سبوح وقدوس ورحمن ہی
رحیم اور جبار و دیان ہی

وہ ذو الطول وذو البطش وصاحب جلال
وہ حنان ومنان وہ لایزال

مصور ہی علام و عالم ہی وہ
مہیمن ہی تواب وقائم ہی وہ

وہ عالی واعلی ہی رب الکمال
قریب اور اقرب ہی وہ بیمثال

وہ مولا ہی کل کا وہ سب کا خدا
ھو قاضی الحاجۃ للوریٰ

ہی محصی وہی اور وہی ہی مقیت
ہی محیی وہی اور وہی ہی ممیت

وہ ماحی ومثبت وہ حاکم بڑا
فیمحو ویثبت ھو ما یشاء

مقدم وہی ہی مؤخر وہی
وہی مقتدر اور قادر وہی

فالحمد للہ صنع الکمال
وسبحان ذی المحکم خلق الجمال

وہ بندہ نواز و خدائے غیور
اسی کو ہی زیبا جلال وغرور

هو ذو الجلال و الاکرام من — لنا الناصر الغالب ذو المنع
هو اکبر اعظم ذو البقاء — هو ارفع الشان ذو الکبریا
هو الحی قیوم احد غفور — و صمد محیط صبور شکور
هو البر ستار رب کبیر — هو الغنی غفار عبد فقیر
هو الوالی رب نعمائه — و للکل وهاب آلائه
هو الحافظ الواحد الماجد — هو الواهب المنعم الواجد
هو الباقی مع اجلاله — و فتاح ابواب افضاله
هو الخالق الباری الخافض — مضل هو الباسط القابض
هو الوتر متعالی قاهر — و قهار المنجی ناظر
رفیع علی عظیم کبیر — حلیم عفو رؤف قدیر
ملیک سلام ظهیر العباد — علی کل شیء محیط جواد
هو الکافی الشافی الدائم — هو الله ذو القوة العاصم
هو مالک الملک ملک مبین — عزیز ولی قوی متین
هو المقسط العدل الیه المتاب — شدید المحال شدید العقاب
هو المؤمن السابق الرافع — هو الفاتح الرازق الواسع

سمیع علیم حفیظ رقیب
ھو منزل الوحی والصانع
ھو الشاھد والحکم والشہید
ھو الباعث الاول الاخر
ھو المبدئ والمعید الرشید
ھو المانع معطی السائلین
ھو قابل التوب رب کریم
بدیع السموات والارض من
ھو الله فعال لما یرید
ھو العادل احکم الحاکمین
تقدس فی کل یوم وشان
قلوب العوالم باکرامہ
وافضل نعمائہ المصطفیٰ
فادعوا باسمائہ کلھا
لک الحمد یا خالق الکائنات

معز مذل شدید حسیب
ھو اسرع الثابت اللامع
حکیم ودود حمید مجید
ھو الوارث الباطن الظاھر
ھو الجامع الھادی والوحید
ھو الضار والنافع والامین
ھو غافر الذنب حق قدیم
لہ الحمد والقدرۃ والزمن
علی کل شیء قدیر رشید
الہ الالھین معطی الیقین
تبارک فی کل حین وآن
تدوم علی شکر انعامہ
علیہ الصلوۃ علیہ الثناء
ولا ریب ربی مجیب الدعاء
اعوذ بکلماتک التامات

ترے در پہ مظلوم آیا ہون مین | وسیلہ محمدؐ کا لایا ہون مین

لقد کنت انی من الظالمین | فارحمنی یا ارحم الراحمین

کوئی شی نہین تیرے آگے محال | طلب سے بھی زائد دے ای ذوالجلال

محافظ رہے شان قدرت تری | نہ ضائع ہو مجھ سے ودیعت تری

جواہر سے دی مجھکو اولاد بھی | رہین تا ابد اُن مین قطب و ولی

غریبون کا مامن ہی تو ای معین | نعوذ بک و بک نستعین

کسے تو نے غم مین سنبھالا نہین | کوئی جز ترے دینے والا نہین

جو دنیا مین مانگون وہ دنیا مین دے | جو عقبیٰ مین چاہون وہ عقبیٰ مین دے

حضوری کا رشتہ نہ ٹوٹے کبھی | محمدؐ کا دامن نہ چھوٹے کبھی

رہے مجھپہ یہ فضل مولا مرے | کسی کا نہ محتاج ہون جز ترے

جو سرکش ہون وہ بھی مرے رام ہون | رفاقت مین کل اہل اسلام ہون

محمدؐ کی خدمت مین کرتا رہون | دم شرع اسلام بھرتا رہون

بدل دے محاسن سے میرے عیوب | ولبذکرک تطمئن القلوب

بحق محمدؐ سراج السبل | بحق ہمہ انبیا و رسل

بحق علیؓ و بحق بتولؓ | پئے اہل بیت و بہ آل رسول

پئے جملہ اصحابؓ بدر و حنین
بحقِ حسنؑ ہم بحقِ حسینؑ
پئے صادقینؓ و شہیدانِؓ حق
پئے اہلِ عشقؓ و مریدانِ حق
الٰہی برائے ہمہ صالحین
الٰہی پئے جملہ اہلِ یقین
بحقِ ہمہ اولیاے کرام
بحقِ ملائک ذوی الاحترام
الٰہی بحقِ کلامِ قدیم
الٰہی پئے شانِ خلقِ عظیم
الٰہی پئے عزِ اسمائے تو
الٰہی پئے شکرِ نعمائے تو
ہمین اپنی رحمت سے رکھ کامیاب
برآئین مرادین مری کل شتاب
الٰہی رہون تا ابد شاد کام
بحقِ محمدؐ علیہ السلام

آمین

ساقیٔ کوثر

بنامست اے ساقیِ بے نظیر
کہ ہون فیض سے تیرے مہرِ منیر
ترا دل شکن یا جگر بند ہون
ہین کیسا ہی ہون تیرا فرزند ہون
نہین فخر ہرگز کسی بات پر
مجھے ناز ہو بس تری ذات پر
تو ساقیِ کوثر ہی تو مرتضےٰ
تو دستِ خدا ہی تو شیرِ خدا
ولیٔ خدا تو وصیِ نبیؐ
علیؑ ہین محمدؐ۔ محمدؐ علیؑ

جو دیکھے جدا تجکو احول ہی وہ — جو واصل ہوا تجھ سے اکمل ہی وہ

دو عالم مین برحق ہی یا سیدی — رسالت نبیؐ کی امامت تری

سوا اسکے جو کچھ ہی دنیا ہی وہ — پئے مجتہد زادِ عقبیٰ ہی وہ

تو شہرِ حقیقت کا در بند ہی — ترا عشق عشقِ خداوند ہی

مجاہد تجھے صحبِ رسولِ انام — فضائل مین اُنکے نہین کچھ کلام

رضوا عنہ اصحابؓ کے واسطے — محبت ہی احباب کے واسطے

ہوا جن سے راضی خدائے مبین — جو راضی نہین اُنسے مسلم نہین

تفاوت ہی ہر ایک کی شان مین — ترے عشق سے جان ایمان مین

خدا کا نہین وہ نبیؐ کا نہین — جو تیرا نہین وہ کسی کا نہین

ترے نور سے جتنے گوہر ہوے — وہی جانشینِ پیمبر ہوے

ہون مثلِ نبیؐ تا صبور و شکور — رہی راحتِ دنیوی سب سے دور

نہ کیون انکا حاسد ہو غرقِ عرق — کہان اہلِ دنیا کہان اہلِ حق

اگر ہو کوئی قول اِسکے خلاف — وہ ہو کذبِ ظاہر ضلالت ہی صاف

محمدؐ کو حق سے رسالت ملی — محمدؐ سے تجھ کو ولایت ملی

تو احمد کا محرم محمدؐ کی جان — کسی کا نہین واسطہ درمیان

تو ہی بابِ علمِ نبی اے علیم
نہین کوئی تیرا شریک و سہیم

ید اللہ و غالب ہے تو اے ولی
تو کیا انتہا ہو ترے زور کی

مجھے اپنے ہی علم سے علم دے
اُسی زور سے زور دے حلم دے

ہین سردارِ جنت ترے دو گہر
تو افضل ہے اُسنے تری کیا خبر

تو شاہِ شجاعان تو زوجِ بتولؑ
نہ جانا کسی نے تجھے جز رسولؐ

ترے نور سے پُر ضیا شش جہت
شریکِ نبوت تو ہے اور صفت

حقیقت مین اے صاحبِ ذوالفقار
تری ہر صفت شانِ پروردگار

مری جان و تن مین تو مخلوط ہے
مرا سلسلہ حق سے مضبوط ہے

دعا ہے شب و روز اے حق مآب
کہ ظاہر ہو تو صورتِ آفتاب

ہمارے لیے وجہِ تسکین ہو تو
امامِ زمان مہدیِ دین ہو تو

اُسی نور سے کرنے مجھے فیضیاب
کہ ہر قطرۂ جسم ہو آفتاب

ترے لطف سے اے طبیبِ لبیب
شفا ہر الم سے مجھے ہو نصیب

حضوری مین ہر وقت حاضر رہون
کہین ہون مگر تیرا ناظر رہون

رسولِ خدا نے وصیت یہ کی
کہ ہے واجب القدر عترت مری

مری آل کے بعد ہے یہ کلام
انھین دو سے کافی ہے بس اعتصام

مئے ناب ساقی پلا دے مجھے
تو جھگڑون سے اب تو چھڑا دے مجھے

ہو جس دل مین تیری محبت کا عطر
وہان غیر کی یاد ہی بوئے قطر

تری ہی ادا ہر سخن مین ملے
ترا رنگ و بو ہر چمن مین ملے

اسی دھن مین سویا جو مین اے ولی
تو القا ہوا تیرا فیضِ جلی

مین کیا دیکھتا ہون ہے اک بحرِ نور
صفا پرور و رشکِ صحنِ بلور

نہ دیکھی یہ ضو یہ تجلی کہین
نگاہ مین کسی جا ٹھہرتی نہین

ہر اک موج مین ہی عجب آب و تاب
نہین جسکا جز نورِ یزدان جواب

مین ہون وسطِ دریا مین باصد امید
عماری پہ بالائے فیلِ سفید

جدھر سے روان ہی یہ دریا ادھر
اُسی سمت کو ہون مین گرمِ سفر

جہان مجھکو جانا ہی با احترام
ہی معلوم اُسکا نشان و مقام

بہت دور جا کر جو اُٹھی نگاہ
پسِ پشت ہی ایک پیلِ سیاہ

ہین کچھ لوگ اُسپر عماری نہ جھول
سیہ رو وہ سب اور بیحد ملول

یہی قصد کرتا ہی وہ فیلِ بد
کہ اُجلے کو مارون زروئے حسد

مگر دھار پر زور چلتا نہین
کنارے کنارے ہی اندوہگین

جو اس دیکھنے مین ہوئی تھوڑی دیر
تو پہلو پہ آیا وہ ہو کر دلیر

یہ چاہا ہو خرطوم سے مشت زن
بڑھا تب مرا فیلِ دشمن فگن

کنارے گرا جا کے فیلِ سیاہ
ہوئی اُن سوارونکی حالت تباہ

گرا مر گیا گل گیا بہہ گیا
نشان بھی نہ مردود کا رہ گیا

مسرت فزا گو ہی مرگِ لعین
مین ہون پر سوارونکی خاطر حزین

کہ دریا مین جز فیل جائیگا کون
یہ بارِ سفر اب اُٹھائیگا کون

جو ہمراہیون نے سنا یہ کلام
تو بولے کہ نزدیک ہی اک مقام

وہان چل کے خچر منگا دین اُنھین
رہ خشک اب ہم بتا دین اُنھین

بڑی خوشدلی سے وہ جمِ غفیر
روانہ ہوا پا کے زادِ کثیر

اُسی فیل پر با جلال و حشم
چلے پھر اُسی بحر کی سمت ہم

پر اتنے مین اک پیکِ عالیوقار
پکارا کہ اے خسروِ کامگار

ٹھہر جائیے جشنِ عشرت ہی آج
اسی گھر مین حضرت کی دعوت ہی آج

یہ سنکر اُسی فیل پر سے وہان
نظر روزنِ در سے کی ناگہان

تو کیا دیکھتا ہون کہ اک بزمِ نور
مرتب ہی با صد نگار و سرور

ہرا ریشمی سب کا ملبوس ہی
وہ ہین شمع یہ سبز فانوس ہی

چمکتا ہوا جامہ ہر ایک کا
مغرق جواہر مین سر تا بپا

کہا مین نے داروغہ سے پھر کہ ہان
تو آنکھون سے خود دیکھ لے یہ سمان

لباسِ سفید آج پہنین گے ہم
مگر ہون جواہر نہ کچھ ان سے کم

مرے توشہ خانہ کو جا کر شتاب
وہی جامہ لایا وہ باآب وتاب

پہن کر وہ ملبوس حاضر ہوا
مین اُن سب کا محبوبِ خاطر ہوا

بچھا ایک جانب کو ہی ایک تخت
ہی اُس پر جلیس ایک تابندہ بخت

وہ جامہ سپید اور رُخ پر جلال
سراپا جمال اور شیرین مقال

ہی دستِ مبارک مین کوئی کتاب
جسے پڑھ رہا ہی وہ عالی جناب

وہ ہی ذاکرِ اہلِ بیتِ کرام
فضائل سناتا ہی ان کے تمام

جو فارغ ہوا ذکر سے وہ حبیب
گلے سے لگایا بلا کر قریب

کہا سب سے پھر اُٹھکے ملیے شتاب
کہ مہمانِ مولا ہی یہ حق مآب

یہ مولانا محبوبِ خاصِ نبیؐ
کرامت ہی انکی ہر اک مثنوی

یہ فرماتے ہین مرشدِ عالمین
کہ ہم خود اُنھین لیکے پہونچین وہین

خدا کو نیاز انکا مرغوب ہی
جو انکا ہی مولا کا محبوب ہی

مرید انکے جو ہون بعید و قریب
اُنھین ہوگی دیدِ محمدؐ نصیب

سنا مین نے جو ہین یہ شیرین کلام
ہوا دوڑ کر دستبوسِ امام

پرا تنے مین برخاست محفل ہوئی | تو مجکو وہی فکرِ منزل ہوئی
اُسی فیل پر ہوگئے فوراً اسوار | چلا مین سوے بحرِ انجام کار
مگر دوڑ کر آئے کچھ خادمین | پکارے کہ ای شاہِ تاج و نگین
یہان سے نہین وہ جگہ کچھ بھی دور | کہ جس جا سے جاری ہی یہ بحرِ نور
نظر کی اُدھر تو نمایان ہی راہ | ہی وہ جاے مقصود پیشِ نگاہ
برستے ہین انوارِ ربِّ غفور | اُدھر سے روان ہی وہی بحرِ نور
دکھائی خدا نے جو شکلِ امید | چلا جھوم کر تب وہ فیلِ سفید
کہون کیا مین کیونکر روانہ ہوا | کہ محبوبِ ربِّ یگانہ ہوا
وہین غیب سے دل پہ اِلقا ہوا | خدا کی طرف سے ہویدا ہوا
ائمہؑ ہین یہ سب جو ہین سبز پوش | ہی مہدیؑ وہی صاحبِ تخت و ہوش
نہ جب تک ہو ظاہر وہ شکلِ امید | رہیگا یہ ملبوسِ حضرت سپید
جو چونکا بحکمِ خداوندگار | اذانِ سحر تھی شہادت گزار
خدا نے جو بھیجی نویدِ ظفر | ادا کر چکا مین نمازِ سحر
اثر تھا محبت کا یہ لا کلام | ہوئی درفشان جو زبانِ امام
نہ کیون اہل دین پر ہو واجب ادب | کہ مولانا مجکو ملا ہی لقب

وہی مَے مجھے ساقیا پھر پلا — کہ جسکی بدولت یہ سب کچھ ملا
رہون بادہ کش مین تو ساقی رہے — ابد تک ترا فیض باقی رہے

آمین

عنایت

بنا مست ای ساقیِ راحِ نور — ہی فضلِ خدا سے زمانِ ظہور
نہین زیب دیتی ہی مستو نہین بیر — کہ قرآن مین آیا ہی اَلصُّلحُ خَیر
تخالف سے بہتر ہی باہم وداد — کہ رحمت کی پہچان ہی اتحاد
جو عفوِ جرائم مین ہو مستقیم — اُسے دوست رکھتا ہی ربِّ کریم
مقابل کوئی اُس صمد کا نہین — مرے ساتھ موقع حسد کا نہین
بلا واسطہ حق نے بخشا کمال — کہ توام ہی شانِ جلال و جمال
ملی جب مجھے دیدۂ حق نگر — ہوئی شانِ احمدؐ کی اُسدم خبر
وہ رحمت دیا جسنے گنجِ طرب — محمدؐ کا فیضانِ روحی ہی سب
ازل ہی سے اِک نسبتِ خاص ہی — محبت مری عینِ اخلاص ہی
مین جسدم ہوا ستره سال کا — بڑھا شوق بھی ذکر و اشغال کا
اوائل سے تھی جو پاک طبعِ لطیف — مین پڑھتا تھا ہر دم درودِ شریف

سحر کو جو اُٹھا اسی فکر مین — مجھے نیند آتی اسی ذکر مین

درود ایک شب پڑھ کے مین بیشمار — ہوا مائلِ خواب انجام کار

تو دیکھا کہ ہی پُر فضا اک مقام — طراوت فزا رشکِ دار السّلام

وہان ایک سیدھی سڑک نور کی — دکھاتی ہی ہر دم چمک نور کی

جہان ختم ہوتی ہی وہ شاہراہ — وہان ہی مزارِ رسُولِ الٰہ

عجب قُبّۂ نور و جائے کریم — وہی جا ہی بس بعدِ عرشِ عظیم

اسی سمت مین باہزاران اُمید — شتابان ہوا ہو کے مشتاقِ دید

کہون کیا مین اُسدم تھا کیسا جمیل — کہ ہو حُسنِ یوسف نہ جسکا عدیل

مرا جسم پر نور و جامہ سفید — قمر سے تجلّی مین دونون مزید

مین رفتار مین تھا بہت زود کوش — کہ پیدا ہوے چار کس خرقہ پوش

نگاہون مین اُن سب کی یہ جذب تھا — رسن سے بندھین جسطرح دست و پا

مجھے مل کے سب قید کرنے لگے — اُسی دام مین صید کرنے لگے

ہر اک مرد اسی فکر مین غرق تھا — مگر باز و کنجشک کا فرق تھا

اثر بھی نہ کچھ مجھپہ زنہار تھا — اسی فکر مین گرم رفتار تھا

جو عاجز ہوے تو یہ بولے وہ سب — ہم اقطابِ عالم ہین اے با ادب

بظاہر تو پتلے ہین ہم خاک کے — نگہبان ہین پر اس درِ پاک کے

لگے ہین یہ سب قفلِ آہن تمام — یہ دروازے کھلتے نہین لاکلام

اب آگے بڑھائیگا جو تو قدم — بجنگ و جدل پیش آئینگے ہم

کہا مین نے لڑنے کو آیا نہین — جنون میرے سر مین سمایا نہین

مگر ہون مین آلِ رسولِ کریم — حسد سے تمھارے نہین خوف و بیم

جہانتک کہ طی ہو چکی ہی یہ راہ — نہ پیچھے ہٹونگا مین بے اشتباہ

کوئی دس قدم کا ہی اب فاصلا — نہ ہو رخنہ انداز بہرِ خدا

کہا سب نے پھر جا یہان سے ابھی — کہ ہم آگے بڑھنے نہ دینگے کبھی

کہا مین نے گو سب ہو تم بے شعور — مگر مجھ کو پاسِ ادب ہی ضرور

اگر مین ہون اُنکا بلائینگے وہ — مجھے اپنا جلوہ دکھائینگے وہ

یہی کہہ رہا تھا مین باصد ادب — گرے خود بخود ٹوٹ کر قفل سب

اُٹھا جبکہ دروازونکا بھی حجاب — درخشان ہوا عارضِ آفتاب

نمایان ہوا جلوۂ نورِ پاک — تو بھاگے وہ سب بادلِ دردناک

الگ جاکے بولے وہ سب ناصبور — کہ مدت سے خادم تھے ہم تو حضور

نہ اک دن بھی یہ لطف ہم پر ہوا — نہ یہ وصلِ ظاہر میسر ہوا

ہوئی درفشاں تب زبانِ رسول ‏ ‏ کہ بیشک ہو تم اہلِ حسنِ قبول

مگر تم میں یہ زور ہرگز نہ تھا ‏ ‏ کہ اک قفل بھی ٹوٹتا برملا

یہ ایسا ہی دل لیکے آیا یہاں ‏ ‏ مجھے اُٹھ کے ملنا پڑا بیگماں

تمھیں اجر دینا جو بھایا مجھے ‏ ‏ محبت نے اس سے ملایا مجھے

تمھیں بھی نصیب آج دولت ہوئی ‏ ‏ کہ اسکی بدولت زیارت ہوئی

گلے سے لگا کر بشیر و نذیر ‏ ‏ ہوئے دُرفشاں مجھ سے ای بینظیر

عطا کی تجھے ہم نے اپنی زباں ‏ ‏ کہ ہو وحی سے تا ابد کامراں

ازل سے ہی تو ہم کو پیارا ضرور ‏ ‏ جو تیرا ہی وہ ہی ہمارا ضرور

محبت تری حق کو مرغوب ہی ‏ ‏ ازل ہی سے تو مجھکو محبوب ہی

حضوری میں اتنا مکرم ہوا ‏ ‏ کہ تو قطب الاقطابِ عالم ہوا

ہوا و ہوس پر نہ مرنا کبھی ‏ ‏ خلافِ سنن کچھ نہ کرنا کبھی

نہ کرنا کبھی فکرِ دنیائے دوں ‏ ‏ میں ہر لحظہ ہر دم ترے ساتھ ہوں

بڑھا میرے آگے یہ رتبہ ترا ‏ ‏ ترا دیکھنا دیکھنا ہی مرا

محبت جو تجھ سے کریگا مدام ‏ ‏ ہوئی آگ دوزخ کی اُس پر حرام

رہینگے ابد تک ترے جانشین ‏ ‏ ولایت ملیگی اُنھیں بالیقین

ترے حق مین جو خیر ہوگی دعا | کریگا وہ مقبول بیشک خدا
کسی طرح اب کر نہ وسواس تو | قیامت مین ہوگا مرے پاس تو
مریدون پہ سارے بحکمِ صمد | رہیگا تصرّف ترا تا ابد
ابد تک اسی طرح اے ذو مقام | رہیگا تو کُل اولیا کا امام
شرف اولین کو جو تجھ پر ہوا | تو اس عہد سے سب کا افسر ہوا
یہ فرما چکے جب وہ شاہِ حجاز | گلے سے لگایا بصد لطف و ناز
اسی وجد مین کھُل گئی آنکھ بھی | مہکتا تھا کمرہ خوشی دل مین تھی
تھا وقتِ اذان بج رہا تھا گجر | پڑھی مین نے اُٹھکر نمازِ سحر
یہ سب کچھ ملا بالیقین ساقیا | مگر کبر مجھکو نہین ساقیا
وہ مے دے رہون تا ابد با ادب | پڑھون یہ مناجات ہر روز و شب

مناجات

الٰہی دو عالم ترا ظلِّ نور | یہ سب کچھ ارادے کا تیرے ظہور
فیا ذا الجلالِ والاکرامِ منا | وثبّت علی الرشدِ اقدامنا
الٰہی تو نور السمٰوات ہے | تعیّن بھی اک جلوۂ ذات ہے
تو اللہ و مغنی غنیّ و صمد | تو رزّاق و وارث قدیم و احد

ہی تیرا ہی جلوہ نہان و عیان | کوئی شی نہین تجھ سے خارج یہان
أنا العبد کلّ مفازی لدیک | فانّی افوّض لامری الیک
ترے امر سے ہر نمودِ شہود | اذا کان موجود انت الوجود
بدیع السّموات ربّ علیم | فسبحانک ذی الجلال القدیم
عظیمٌ لطیفٌ سمیعٌ بصیر | عزیزٌ علی کلّ شئ قدیر
بدیعٌ سریعٌ مجیبٌ حسیب | کریمٌ محیطٌ حفیظٌ رقیب
الٰہی بحقِ ھُوَ اسمِ ذات | پئے حیّ و قیّوم عین الصّفات
بحقّ رسولان و تاجِ رسل | محمدؐ رسول و سراج السّبل
بحقِّ ملائک پئے صالحین | بہ آلِ رسول و بہ اہلِ یقین
ہمین خیر دارین دے بیحساب | دو عالم مین رکھ وصل سے کامیاب
تعالیت یا ذا الجلال المبین | تبارکت یا احسن الخالقین

آمین ۱۲

ستایش

ستایش کرون مین خداوند کی | گرہ کھولتا ہی جو ہر بند کی
وہ میرا خدا ہی خدائے جہان | وفا کیش و نصرت دہ راستان
ستایش ہی زیبا اُسی پاک کو | محمدؐ کیا جس نے اس خاک کو

بھلا سمجھے کیا اُن کا رتبا کوئی
ہوا کوئی ایسا نہ ہوگا کوئی

ستایش ہی شایان اُسی ذات کو
بنادے جو کعبہ خرابات کو

اگر دے وہ مجرم کو خلدِ برین
کوئی روکنے والا ہرگز نہین

ستایش ہی زیبا اُسی فرد کو
کرے عینِ درمان جو ہر درد ک

نہو اُس سے مایوس یہ مشتِ خاک
کہ ہر شی پہ قادر ہی وہ ذاتِ پاک

ازل سے ابد تک اُسی کا ہی راج
اُسی کی عنایت ہی شاہونکا تا

عزیز و صمد فرد و قائم ہی وہ
شدید و قوی حیّ و دائم ہی و

وہ زندہ ہی مالک صداقت پسند
کیا اُسنے سچّون کا رتبہ بلن

جو بندہ گرا وہ اُٹھاتا رہا
جو سرکش تھے اُنکو گراتا ر

مین اپنے خدا کی ستایش کرون
اُسی کا مین ذکرِ نوازش کرو

وہ شوکت ہی میری مری شان ہی
مری آن ہی وہ مری جان ہ

مین فریاد کرتا ہون سنتا ہی وہ
کہ سچّونکو جھوٹون سے چنتا ہی

وہ معبودِ برحق ہی قدّوس ہی
بہت اپنے بندون سے مانوس

خداوندِ عالم خدائے غیور
ہی مغرور سے اُسکی رحمت نفو

کسی کا وہان جھوٹ چلتا نہین
بناوٹ سے مطلب نکلتا نہی

اگر مین ہون غافل وہ رحمان ہی — محافظ ہی میرا نگہبان ہی
مین چوکون تو وہ خود نظر ہی مری — وہ میرا خدا ہی سپر ہی مری
وہ خاصون کو دیتا ہی اپنے ادب — نہین ہمپہ کوئی بلا بے سبب
ستایش کرون مین اُسی پاک کی — جو بیٹھا ہی کرسی پہ افلاک کی
کہانتک بڑھینگے مخالف مرے — خدا صدقِ دل سے ہی واقف مرے
جو بڑھتے ہین بیجا گھٹاتا ہی وہ — جو بنتے ہین اُنکو مٹاتا ہی وہ
ستایش کرین ہم خدا کی بہت — کہ حاجت ہمین ہی دعا کی بہت
ہمارا خدا قادرِ بے نیاز — اُسی کو ہی زیبا گھمنڈ اور ناز
جزا دس گنی دے جو اعمال کی — خبر لے عنایت سے بدحال کی
مرا اُمتکا ہی وہ میری پناہ — مری تیغ ہی وہ وہ میری سپاہ
وہ بازو ہی میرا مرا زور ہی — وہ میرا رجز ہی مرا شور ہی
وہ حاکم ہی میرا وہ میرا گواہ — وہ مولا ہی میرا وہ میرا [illegible]
عنایت سے جب کام لیتا ہی وہ — ہمین حُسنِ ادراک دیتا ہی وہ
وہ دل ہی مرا مدّعا ہی مرا — وہ میرا خدا ہان خدا ہی مرا
وہ میری دعا ہی وہی ہر کلام — اُسی پر توکّل ہی میرا مدام

وفورِ گنہ سے گرانبار ہون	مین اپنے خدا کا گنہگار ہون
بدی کی مری انتہا ہی نہین	کوئی کام اچھا کیا ہی نہین
خدا کے سوا فردو واسع ہی کون	اگر بخشدے وہ تو مانع ہی کون
وہ راضی رہے ہم سے ہم مطمئن	ہمارا وہ حامی رہے رات دن
یہ روشن کرے نام کو کام کو	کہ دون جانِ تازہ مین اسلام کو
سوئے خیر ہم کو ہدایت کرے	جو مانگین ہمین وہ عنایت کرے

آمین

ما کتبت فی کتابی یا کرام
اِنّہٗ مِن ربّنا ربّ الکلام

مثنوی مقدس

الکلام

کا دوسرا صحیفہ

کتابِ مُبین

من تصنیف شریف عالیجناب ہدایت مآب مقبول حضرت آلہ مرشدنا و مقتدانا مولانا محمد بے نظیر شاہ صاحب قادری حسینی رزاقی سلمہ اللہ تعالیٰ و زادت برکاتہ خلف الصدق و جانشین عالیجناب طریقت مآب مولانا شاہ احسان علی صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اعلیحضرت قطب الاقطاب عالیجناب مولانا شاہ محمد عبد العزیز صاحب دہلوی رح و خلیفہ خاص حضرت غوث صمدانی محبوب یزدانی مولانا حضرت حافظ سید شاہ غلام جیلانی صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین بانسہ شریف ضلع لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پلا ساقیا حکمتِ حق کا جام — کہ شانِ محمدؐ ہی حسنِ نظام
وہ مے جسکے نشہ مین وہ نور ہو — مرا دل محبت سے معمور ہو
اُڑاؤن مین کب تک ہر اک در کی خاک — الیہ الوسیلہ بنے عشقِ پاک
حرم کی ہوس ہو نہ ہو دیر کی — نہ طاعت کرون مین کسی غیر کی
دکھا دے ہمین اُس رہِ خاص کو — کہ ملتی ہی جو اہلِ اخلاص کو
نہ مغضوب ہون تا نہ گمراہ ہون — مین ہردم مؤید من اللہ ہون
محمدؐ کے صدقے مین بھر دے مجھے — غرض یہ کہ محبوب کر دے مجھے

آمین

ظہور

پلا ساقیا بادۂ بے خوف و بیم
ھُوَ اللّٰہُ صَمَدٌ وَلِیٌّ کَرِیم

اسی مے کو تو راحِ اَطہر بنا
اسی جام کو حوضِ کوثر بنا

بڑھا ظرف کر دے مجھے بےنظیر
کہ رَبّی علیٰ کُلِّ شَیءٍ قَدِیر

شفق میں سرِ بامِ چرخِ کہن
ابھی جگمگاتی ہے کچھ کچھ کرن

بسیرے کو جانے لگے وہ طیور
اندھیرا ابھی چھانے لگا دور دور

سنہری ہوئیں حوض کی چادریں
وہ اُڑنے لگیں سر پہ چمگادڑیں

کھڑے ہیں وہ کوٹھوں پہ اربابِ دیں
لگائے ہوئے آنکھ پر دوربیں

افق کی طرف غور سے بار بار
نظر کر رہا ہے ہر اک روزہ دار

چڑھے تھے فصیلوں پہ جو اہلِ صوم
پکارے خلائق کو وہ فخرِ قوم

مبارک ہوا اے طالبانِ وصال
دکھاتا ہے وہ تیغِ ابرو ہلال

یہ سنکر ہوئے شاد پیر و جوان
مسرت کا ہر سمت چھایا سمان

مہِ نو ہوا جلوہ گر دہر میں
وہ بجنے لگیں نوبتیں شہر میں

سلامی کی آواز آنے لگی
شہانے کی دھن کیا رجھانے لگی

ہوا افطار کی ہر طرف دھوم دھام
اذانوں سے گونج اٹھی بستی تمام

مہِ نو کی خاطر بہت دیر تک ۔ بچھائے رہا سرخ اطلس فلک
دُکانوں پہ وہ لمپ جلنے لگے ۔ ستارے بھی دو اک نکلنے لگے
مہِ نو کی کشتی پہ ہو کر سوار ۔ اُترنے لگی شام قلزم کے پار
فریضے سے فارغ ہوئے پاکباز ۔ اُٹھانے لگا چرخ بھی جانماز
مساجد سے گھر کو چلے خاص و عام ۔ مہِ نو نے جُھک کر کیا وہ سلام
وہ پہونچے مکان پر صغار و کبار ۔ وہ کھا پی کے فارغ ہوئے روزہ دار
علیٰ قدرِ حیثیت اہلِ دوَل ۔ سجانے لگے اپنے اپنے محل
سجا خوب ہر قصرِ جنت نشان ۔ بنا کعبۂ خیر رشکِ جنان
پر اتنے مین ہر سو ہوئی یہ پکار ۔ رہو اپنے سامان سے ہوشیار
دمِ صبح حاضر ہون برنا و پیر ۔ حضورِ شہنشاہِ مہرِ منیر
محل ہی جو دیوانِ خاص الست ۔ وہان میرِ فطرت کا ہی بندوبست
اُسی مین وہ سلطانِ عالی مقام ۔ کریگا سویرے سے دربارِ عام
منادی نے جسوقت دی یہ ندا ۔ خوشی کا پڑا شہر مین غلغلا
یہان سے ہی نزدیک تر اک مقام ۔ کہ جسکا دیارِ محبت ہی نام
وہان رہتے ہین سارے اہلِ وفا ۔ نہین جانتا کوئی نامِ ریا

مقامِ طرب قلعۂ و شہر بھی
عجب سرزمین رشکِ باغِ ارم
اُسی ملکِ خوبی کا یکتا امیر
وہ محبوبِ اہلِ جمال و جلال
وہ سرکردۂ اہلِ صدق و یقین
وہ ممدوحِ اربابِ فضل و کمال
تعشّق کی مشق اُسکو ہر صبح و شام
جہان مل گیا کوئی عاشق مزاج
اُسی کی تواضع اُسی سے کلام
وہ اقبال و دولت کا روشن چراغ
وہ عالی گہر مالکِ تخت و تاج
وہ دُہین کو بابُ الفرح کے قریب
اُسے راے دیتے ہین اہلِ صلاح
یہان سے روانہ ہون پچھلے پہر
یہ سنکر ہوا حرف زن بینظیر

وہان کا ہی دارالخلافت وہی
کہ کھاتی ہی نزہت اُسی کی قسم
کہ ہو عشق بازی مین وہ بینظیر
وہ مطلوبِ اہلِ کمال و وصال
وہ سرمایۂ فخرِ اصحابِ دین
ہر اک علم و فن مین عدیم المثال
شب و روز مہر و محبت سے کام
تو سمجھا اُسے فرقِ صحبت کا تاج
اُسی کی ملاقات و خدمت مدام
جسے صرصرِ رنج و غم سے فراغ
یہان سیر کرنے کو آیا تھا آج
فروکش ہی وہ خسروِ خوش نصیب
کہ عید آگئی ہی اسی مین فلاح
سحر ہوتے ہی تا پہونچ جائین گھر
کہ دیکھین گے ہم بزمِ مہرِ منیر

خدا جانے کیا اس مین اسرار ہے — کہ پہلے دوگانے سے دربار ہے

حضوری

پلا مے کہ صَدَّقْتَ فِیْ کُلِّ حِیْن — اَللّٰہ انتَ نُورٌ مُّبِیْن

چھکا دے کہ بیشک ہے تو اے وجیہ — کِتَابٌ قَدِیْمٌ وَّلَا رَیْبَ فِیْہ

نہین مستیٔ عشق بار اے حسین — حَمَلْتُ ظَلُوْمًا وَّاِنِّیْ آمِیْن

بسر ہو گئی تو شبِ انتظار — تجلّیٔ رحمت ہوئی آشکار

نجوم فلک جھلملانے لگے — چراغِ سحر ٹمٹمانے لگے

قریب آگئی صبحِ روشن نفس — اُٹھے خوابگاہون سے اہلِ ہوس

وہ ٹھنڈی ہوا اور تارونکی چھان — نزولِ صفا کا وہ پیارا سمان

وہ شہنا مین سوہنی کی دھن دلفریب — شہانے سے وہ شادیانے کی زیب

کھنچے کس لیے دل نہ ہر تان پر — کہ کی کر رہی ہے اثر جان پر

سُریلی صدا ہوش کھونے لگی — ستارون کو وحشت سی ہونے لگی

بھری آہوئے شب نے بھی چوکڑی — ہرن ہو گیا نشۂ خواب بھی

عیان ہو گیا فرقِ بحر و سراب — روائی دکھانے لگی موجِ آب

وہ بوٹون مین کلیان چٹکنے لگین — وہ شاخون پہ چڑیان چہکنے لگین

وہ شبنم نے چھڑکا چمن پر گلاب — نہ رہجائے تا کوئی سرگرمِ خواب
نسیمِ سحر گل کھلانے لگی — فضائے چمن رنگ لانے لگی
حسین ہاتھ منھ اُٹھکے دھونے لگے — صفائی کے سامان ہونے لگے
چلے ہندو اشنان کو سوئے گنگ — وہ پہونچے کلیسا مین اہلِ فرنگ
وہ پو پھٹکے والصُّبح پڑھنے لگی — صفا دمبدم اور بڑھنے لگی
پڑے تھے جو پژمردہ طفلِ نبات — ہوا شیرِ صبح اُنکو آبِ حیات
ضیا آسمان سے اُترنے لگی — نظر دور تک کام کرنے لگی
اُٹھا ہر طرف شورِ مرغِ سحر — پڑی چوب نقّارۂ صبح پر
وہ اللہ اکبر کی آئی صدا — نہا دھو کے مسجد چلے پارسا
وہ سب اولِ وقت پڑھکر نماز — ہوئے محوِ ترتیل با سوز و ساز
وہ مینا پہاڑی وہ کاکاتوا — ہوئے آکے شاخون پہ نغمہ سرا
عنادل گلستان مین گانے لگے — طیورِ سحر دل لبھانے لگے
ہوئی آسمان پر وہ سرخی نمود — بنا کانِ شنجرف چرخِ کبود
شعاعین دکھانے لگین وہ جھلک — ہوئی زعفرانی بساطِ فلک
شفق مین بسنتی کرن ضوفشان — گلے مل رہی ہین بہار و خزان

وہ زردی ذرا اور گہری ہوئی
پہاڑون کی چوٹی سُنہری ہوئی

مطلا ہوا گنبدِ ہر شجر
برسنے لگا ہر طرف آبِ زر

جھپکنے لگی چشمِ برنا و پیر
وہ چمکا سرِ تختِ مہرِ منیر

سوئے بزمِ شاہنشہِ دادگر
روانہ ہوے لوگ با کرّ و فر

ادا کر کے رسمِ رکوع و سجود
پڑھا سب نے اُس شاہِ دین پر درود

ہوا حرف زن شاہِ فرّخ لقا
کہ اے صدرِ دیوانِ دار القضا

سُنا اِنکو وہ ماجرائے عجیب
کہ تا آزمائین یہ اپنا نصیب

اُٹھا حکم پاتے ہی وہ نیکنام
مخاطب ہوا سوے ہر خاص و عام

الا ایّہا القوم یہ شاہِ دین
بہت دن سے رہتا ہے عزلت گزین

ہوا ہے خدا جانے کیا تجربا
سمجھتا ہے کل دہر کو بے وفا

جو عاشق ہون حُسن و کمالات کے
وہ بندے ہین تنہا کسی بات کے

کسی کو بھی دیکھا نہ جب بے ریا
تو اپنا جمال آپ دیکھا کیا

مگر خود نمائی نے یہ عرض کی
ضروری ہے صورت کو آئینہ بھی

جو آئینہ ہے خوبصورت بنے
تماشہ گہِ حُسنِ صنعت بنے

مگر بے ریا ہو وہ مردِ غیور
صفا چاہیے آئینے کو ضرور

طبیعت مین محبوبیت کی ہو خو
اُسے کھینچین گو لاکھ اہلِ نیاز
غرض ہو نہ اُسکو بد و نیک سے
اسی واسطے کر کے اتنا سفر
نہ رہجائے تا عذر کچھ درمیان
وہ رکھّا ہی جو بارِ مہر و وفا
یہ ہی حُکم جا کر اُٹھاؤ اُسے
تحمّل جسے ہو گا اس بار کا
غرض باری باری ہر اک پہلوان
تھکے زور کر کے وہ سب نامدار
جو اُن پہلوانون کا دیکھا یہ حال
بلا کر یہ اقبال سے پھر کہا
کہ حکمِ ازل ہی یہ کس کے لیے
یہ کی عرض اُسنے کہ عالم مین آپ
جو اُسوقت حضرت نے چاہا کیا

کہ تا شکل آئے نظر ہو بہ ہو
مگر وہ نہ چھوڑے رہ و رسم ناز
ملے دونون عالم مین وہ ایک سے
ہوا شاہ اس شہر مین جلوہ گر
نکالی ہی یہ صورتِ امتحان
نہ معلوم اس مین امانت ہی کیا
اُٹھا کر مرے پاس لاؤ اُسے
بنے گا وہی آئینہ یار کا
اُٹھانے لگا جا کے بارِ گران
نہ اُٹّھا کسی سے مگر زینہار
ہوا شاہِ دین کو نہایت ملال
ابھی جا کے دفتر مین تو دیکھ آ
کسے حق نے یہ جوہر اُس دن دیے
دو عالم مین محکوم حاکم مین آپ
جواب چاہیے بر ملا
اُٹھا کر لیجیے

ہے جملہ بد و نیک پر اختیار کہ ہیں آپ شانِ خداوندگار

بفرمودۂ شاہِ عالی مقام ابھی دیکھکر آرہا ہے غلام

دیارِ محبت مین ہے اک جوان ضیا بخشِ چشم و دلِ مقبلان

سراسر وفا عاشقِ بینظیر ازل سے محبت کا تیری اسیر

مقامِ طرب کا ہے وہ بادشاہ اٹھائیگا اسکو وہی رشکِ ماہ

سُنا ہے کہ وہ خسروِ خوش عمل سوے کعبۂ خیر آیا ہے کل

ہوا حکم آخر کوئی نوجوان اسی دم روانہ ہو باعزّ و شان

سُنا یہ تو پیکِ طلب زود تر ہوا گرم رو مثلِ برقِ نظر

پہونچ کر برنگِ بہارِ چمن کہا خوش ہو اے بینظیرِ زمن

تری دید کا مہر مشتاق ہے جو ہر بات مین فخرِ آفاق ہے

زہے تیری قسمت جو اے بینظیر تو ہو آستان بوسِ مہرِ منیر

یہ سُنکر اُٹھا وہ بہارِ شباب یہ چاہا کہ ساتھی بھی ہون ہمرکاب

مگر اہلِ دنیا دغاباز ہین ہر اک کام مین حیلہ پرداز ہین

کہا متفق ہو کے سب نے حضور مقامِ طرب کو ہے جانا ضرور

دیا حکم شہ نے کہ جاؤ ابھی مرے سامنے اب نہ آؤ کبھی

مگر اس مین ہین چند ہمرازِ خاص | کہ رکھتے تھے ہر وقت وہ اختصاص
اُنھین کی طرف کرکے آخر خطاب | ہوا حرف زن یون بچشمِ پُر آب

بیکسی

اری بیکسی تو کہان جائیگی | مجھے چھوڑ کر سخت پچھتائیگی
تری ہر ادا مجھکو مرغوب ہی | کہ تو باعثِ وصلِ محبوب ہی
نثارِ غم و حسرت یار ہون | انھین باتون کا مین خریدار ہون
ترے ساتھ سے مُنھ نہ موڑونگا مین | تو چھوڑے بھی لیکن نہ چھوڑونگا مین
نہ چھوڑی کسی دم رفاقت مری | ہمیشہ رہی پیش خدمت مری
جو دن آئے اچھے تو جاتی ہی تو | رقیبون کے جھانسے مین آتی ہی تو
نہ دل سے بُھلا تو مری چاہ کو | ارے مُنھ دکھانا ہی اللہ کو
حضوری مین اُسکی جو دم لونگا مین | تجھی کو وہان نذر بس دونگا مین
مری آبرو تو مری جان ہی | مرا فخر ہی تو مری شان ہی
نہ آتا تھا جو وہ سکھایا مجھے | سبق عاجزی کا پڑھایا مجھے
دلائی سوئے صبر رغبت مجھے | کیا نازبردارِ حسرت مجھے
نہ سرکی کوئی لحظہ تو پاس سے | ملایا گلے غربت و یاس سے

رہی آج تک مجھپہ تو مہربان
مرا ساتھ دے جو اسی چاہ سے
مجھے چھوڑ کر جائیگی اب کہان
ملادون ابھی تجھکو اللہ سے

دردِ دل

یہ کیسی کمی دیکھ او دردِ دل
کبھی اُسطرف تھا کبھی اسطرف
ذرا اور پہلو سے ہو متصل
بتا تو یہ اُٹھکر چلا کس طرف
مرے دل پہ ہی نقش ہمت تری
کرونگا تجھے پیشِ سرکار مین
ٹری خدمتین کی ہین تو نے مری
مرے ساتھ چل تو بھی دربار مین

سوزِ نہان

ذرا اور سوزِ نہان دل جلا
نکالی یہ تو نے کہان کی طرح
یہ کیا سرد مہری ہی کچھ تو بھلا
تجھے دل مین رکھا ہی جان کی طرح
نہ چھوڑونگا تجھکو کسی طور آج
دلِ زار کو تو جلا اور آج

مصیبت

مصیبت ذرا دیر تو صبر کر
جو منزل پہ آیا تو جاتی ہی تو
رہی مدتون تو مری ہم سفر
ذرا دیر کو دم چراتی ہی تو
گریبان ہی تیرا مرے ہاتھ آج
ذرا چل کہین تک مرے ساتھ آج

بناؤنگا تجھکو مین اپنا لباس | ہو جانا مجھے ایک سلطان کے پاس

غمِ ہجر

یہ سب در کنار ای غمِ ہجر آ | کہ تو اُن مصائب کا ہی پیشوا
تو مجھکو گرامی تر از جان رہا | کہ تیرے ہی دم سے یہ سامان رہا

سامان

ہراول ہی نالہ علمدار آہ | فغان کوس زن آرزو گردِ راہ

سپاس

دل و جان سے اُسکے ہزارون سپاس | کہ جسنے کرم یہ کیا بیقیاس
دیا اور جو دے سب احسان ہی | کہ مین اُسکا بندہ وہ سلطان ہی
وہ ہی کون غم جس مین لذت نہین | مین خوش ہون اسی مین شکایت نہین
لہ الحمد اسی ساز و سامان سے | کسی در پہ جاتا ہون مین شان سے
نظر آئی اک بزمِ آراستہ | برنگِ عروسانِ نوخاستہ
ادب اُسکا دربان محافظ جلال | اُڑے جس سے کترا کے مرغِ خیال
وہان فطرۃ اللہ صدرِ کبیر | تکبر کرم عدل و قدرت وزیر
وہان کمترین چاکر اقبال و جاہ | ہر اک امر کا منتظم عزمِ شاہ

بصد عزّ و تمکین سرِ تخت ناز / وہ بیٹھا ہی شاہنشہِ بے نیاز

پس از حمد و تسبیح و تقدیس و شکر / ہوا بادۂ شوق سے غرقِ سکر

گرا خاک پر عجز سے بینظیر / اُٹھا خود اُٹھانے کو مہرِ منیر

بہ آہستگی حُسنِ انداز سے / بٹھایا اُسے گود مین ناز سے

منگا کر مَلا عطرِ قدس ایکبار / کہ سکتے سے فارغ ہو وہ گلعذار

سُنگھایا بہت عقل کا لخلخا / نہ تدبیر کا کچھ اثر جب ہوا

لگایا گلے مہر نے پیار سے / تو ہوش آگیا بوئے دلدار سے

کہا اُس سے ای میہمانِ عزیز / مرے یوسفِ مصر و جانِ عزیز

ہوا گرمیِ راہ سے کیا یہ حال / ہوئی خود بخود جو طبیعت نڈھال

وہ بولا کہ شاید یہی ہو سبب / یہ بتلائیے کیون کیا ہی طلب

ہوا مضطرب مہرِ عالی وقار / کہ شاید نہین قابلِ اعتبار

قسم دیکے پوچھا وہ سربستہ راز / تو کہنے لگا وہ سراپا نیاز

مجھے جب سے اس لاگ کا ہی خیال / ہین دیکھا گیا خواب مین یہ جمال

اسی سے خیالی محبت رہی / زمانے کی صورت سے نفرت رہی

مگر دل سے کہتا تھا مَن بار بار / تو اس شکلِ وہمی پہ کیون ہی نثار

تصوّر رہی یہ کوئی صورت نہین — نہ ابتک سنی ہو نہ دیکھی کہین

پسند آگئی ہو جو شکل ایک بار — وہی رہتی ہو وا ہمہ سے دوچار

تھکین خوب سمجھا کے عقل و تمیز — مگر عشقِ صادق ہو کچھ اور چیز

یہ درپردہ اپنا اثر کر گیا — مئے شوق سے جامِ دل بھر گیا

زبان پر فغان تھی نہ فریاد تھی — مگر آرزو تھی کہ جلّاد تھی

عجب اُسکی قدرت عجب اُسکی شان — کہ ہون آج اُسی شکل کا میہمان

نہ کیون ٹوٹ جائے دلِ ناصبور — کہ اک وہم کا ہو یہ کامل ظہور

مقدّر نے یہ دن دکھایا مجھے — کہ آج آپ نے خود بلایا مجھے

مین بیخود تھا لائے مجھے ہوش مین — جگہ دی مجھے اپنے آغوش مین

کرون کس زبان سے ادائے سپاس — کہ بندے پہ یہ رحمتِ بیقیاس

مین ناچیز ہون ایک ادنی بشر — ہی بس تکیہ حضرت کے افضال پر

بہرحال ای شاہِ گردن فراز — جو کہیئے کرون اب بصدق و نیاز

کہ جو کچھ کہینگے کرا دینگے آپ — مجھے اُسکے قابل بنا لینگے آپ

کہا مہر نے ایک بارِ گران — وہ رکھا ہی جا کر اُٹھا لا یہان

یہ سُنکر اُٹھا چوم کر دستِ شاہ — ہوئی دست بوسی ظفر پر گواہ

پہونچکر قریب اُسکے وہ کامران
مخاطب ہوا سوئے ربِّ جہان

کہا یا الٰہی قویٌّ القدیر
توان بخشِ ہر ناتوان و حقیر

خدایا تری کنہ کو تو ہی کیا
نہ جانا کسی نے بھی تیرے سوا

کریم اور ہر وقت میرا رفیق
تو مجھ سے زیادہ ہی مجھپر شفیق

مین کیا مانگون دیتا ہی تو بے طلب
نہ مانگون جو کچھ تو ہی ترکِ ادب

تجھے مانگون تو یہ نہین مُنھ مرا
نہ طاقت کہ ہو کر رہون مین ترا

اِذَا دَاعَ دَاعِیِ فَاَنْتَ الْقَرِیْب
وَمَنْ جَاءَ بِالصِّدْقِ اِنَّکَ مُجِیْب

ہو کچھ کام کیا مجھسے ناکام سے
پر امّید ہی تیرے اکرام سے

مری تاب کیا جو اُٹھاؤن یہ بار
مگر تو ہی قادر خداوندگار

تو چاہے تو کل جزو ہو جزو کل
اسے لیچلون ہاتھ پر شکلِ گُل

غرض مین نے اب خود کو سونپا تجھے
تو جانے ترا کام کیا غم مجھے

محمد سا ہم کو دیا دستگیر
وَاِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

یہ کہکر اُٹھایا وہ بارِ گران
ہوا غل کہ اَحْسَنْتَ اے نوجوان

سرِ دوش رکھکر اُسے بینظیر
ہوا جا کے پابوسِ مہرِ منیر

اُسے کھول کر شاہِ گردون حشم
یہ بولا کہ دیکھ اس مین ہی کیا رقم

نوشتہ ہی اس مین جو ای نازنین
اُسی عہد نامہ کا تو ہی امین

پڑھا لیکے اُسکو بصد افتخار
لکھا تھا کہ ای عاشقِ روئے یار

اُٹھائے یہ بارِ گران جو کوئی
محبّت نہ رکھّے کسی غیر کی

کہا اُسنے اسمین نہین کچھ بھی طول
خوشی سے ہی یہ شرط مجھکو قبول

کہا مہر نے ای جوانِ جری
تھی اس بار مین بس امانت یہی

ابد تک تجھے ای سراپا کمال
مبارک ہو یہ دولتِ لازوال

عیدگاہ

کہان ہی تو ای ساقیِ مَیفروش
وہ مَے دے نہ غم کا رہے کچھ بھی ہوش

مئے وصلِ جانان سے دے بھر کے جام
کہ خالی ہو تا شیشۂ ننگ و نام

زمانے مین تا میگساری رہے
ترے مست کا دَور جاری رہے

چڑھا دن کرن چلبلانے لگی
کڑی دھوپ تیزی دکھانے لگی

لگی راست ہونے شعاعونکی صف
اقامت کی ٹھہری غرض ہر طرف

کمندِ شعاعی پکڑ کر شتاب
سرِ بام وہ چڑھ گیا آفتاب

چلے بینظیر اور مہرِ منیر
ہوا ساتھ اُنکے گروہِ کثیر

مسلمان بھی شہر کے خاص و عام
فراہم ہوے عیدگہ مین تمام

ہوئی راست صف وہ اقامت ہوئی
دو گانے سے بھی لو فراغت ہوئی
دعا پڑھ چکے سارے پیر و جوان
پکارا سر برج وہ خطبہ خوان

خطبہ

لَکَ الحَمدُ یا حَیُّ یا ذا الجلال
ظَہِیرٌ لَنا اَنتَ فِی کُلِّ حَال
تو موجود ہر شی مین پھر کچھ نہین
کسی جا نہین اور پھر سب کہین
صفت مین نہ پنہان نہ تو ذات مین
مگر حاصل نطق ہر بات مین
بری شش جہت سے مگر ہر طرف
ہو تیری ہی جویان نظر ہر طرف
تو ستّار و غفّار و فرد و حلیم
تو معبود بر حق غفور الرّحیم
غریبون کا آفت مین فریاد رس
دم یاس مظلوم کا داد رس
جسے چاہے تو اسکو چاہین سبھی
اگر تو نہ چاہے نہ چاہین کبھی
ترا شکر ای صانع باکمال
کہ انسان کو بخشا یہ حسن و جمال
دیا ایک ہی تخم کو یہ اثر
زمین پر شجر ہو شجر مین ثمر
بھرے دونون عالم بد و نیک سے
کہ پہچان ہو ایک کی ایک سے
یہ الوان و اوضاع کا اختلاف
دکھاتا ہے آئینہ قدرت کا صاف
شب و روز پھرنا مہ و مہر کا
تری عین حکمت کا ہے اقتضا

جدا گانہ اشکال کی ہیئتین
تری صنعِ کامل کی ہین صنعتین

نئی روح پھونکی ہر اک چیز مین
رہین تا کہ محصورِ تمیز مین

محبت سے روشن کیا جان کو
کیا اشرف الخلق انسان کو

بہائم کو پابندِ سیرت کیا
بشر کو دیا فطرتی حوصلا

ترقّی کا ہم کو دیا اختیار
رہے مرحمت ای خداوندگار

ہر اک مصلحت مین ہی نفعِ عظیم
فلا ریب انت العزیز الحکیم

پھر اس پر بھی کین تو نے وہ رحمتین
جنھین دیکھتے ہو گئین مدّتین

ہدایت کی خاطر سوے خاص و عام
روانہ کیے انبیاے کرام

ہر اک قوم کو ایک رہبر دیا
محمدؐ سا ہم کو پیمبر دیا

وہ جلوہ نہ کیون پھیلے ہر دیس مین
خدا جانے تھا کون کس بھیس مین

وہ محمود و احمد رسولؐ کریم
وہ عینِ محبت وہ عین النعیم

وہ شمع دو عالم وہ نورِ ہدیٰ
وہ مقصودِ کون و مکان مصطفےٰ

رہِ راست اُنھون نے دکھائی ہمین
بُرائی بھلائی بتائی ہمین

ہوئی آبِ رحمت سے شاداب خلق
کہ تھی تشنہ کامی سے بیتاب خلق

بتایا جہان کو محمدؐ کا نام
کیا آ کے خود دہر کا انتظام

تمدّن کی شکلیں دکھائیں ہمیں ترقّی کی راہیں بتائیں ہمیں

مِٹا کر وہ اگلے رسومِ نفاق دکھائی ہمیں صورتِ اتفاق

وہ فخرِ عرب افتخارِ عجم اولوالعزم و ذی جاہ و عالی ہمم

وہ ختم الرسل شاہِ اُمّی لقب وہ سرمایۂ نازِ ملکِ عرب

وہ عالی نسب سیّد الانبیا وہ تاجِ سیادت حبیبِ خدا

جلیل القدر وہ کہ رفرف سوار جمیل ایسے محبوبِ پروردگار

وہ اُمّت کے عاشق رفیقِ طریق وہ ہر قوم و ملّت کے مصلح شفیق

یتیموں کے غمخوار بیکس کے یار مریضوں کے رانڈوں کے تیماردار

امیر و مساکین کے سچّے ظہیر خدا کے وہ پیارے بشیر و نذیر

وہ فرمان دہِ ملکِ عزّ و جلال عدیم النّظیر و عدیم المثال

انھیں کے رفیق اور وجہِ سکون وہ قصرِ نبوت کے چاروں ستون

وہ بیلے سگے بیلے وہ جانِ سرور خلافت کی زینت امامت کے نور

دو عالم کے سلطان کے چاروں وزیر وہ نفسِ نبی اور ہر دم مشیر

گیا دور یہ بھی تو آئے امام دل و جانِ زہرا علیہا السلام

نہ تھے کوئی ذاتِ نبی سے جدا وہ محبوبِ حق تھے یہ نورِ خدا

جوانانِ جنت کے سردار وہ
خدا کی خدائی کے مختار وہ

ہوئے اُن مین فی الجملہ بارہ امامؑ
رہا ایک کا دَور بالالتزام

وہی نور ہوتا ہوا منتقل
ہوا شاہِ جیلان سے پھر متصل

نبیؐ کے وہ پیارے خدا کے حبیب
وہ جس سے قریب اُس سے رحمت قریب

امامت کے گلشن کے تازہ نہال
پھلا پھولا رکھے اُنھین ذوالجلال

وہ در بڑھ کے کعبے سے توقیر مین
ہو فرق اُسکی خاک اور اکسیر مین

وہ خاک اہلِ باطن کی آنکھونکا نور
کہ جسکے تصور سے کوری ہو دور

جمال اُنکی صورت پہ ہردم نثار
جلال اُنکی سیرت کا خدمتگزار

علیؑ کے وہ لختِ جگر نورِ عین
حبیبِ حسنؑ یادگارِ حسینؑ

کرین پھر نہ کیون وہ دو عالم کو زیر
کہ ہوتے ہین ایسے ہی شیرونکے شیر

کسی پر اگر اک نظر ڈال دین
تو خدمتگزاری کو اقبال دین

کہان اب کوئی ایسا روشن دماغ
کہ روشن کیے لاکھون گھر کے چراغ

محمدؐ کے پیارے وہ جانِ بتولؑ
زمانے کے سرتاج آلِ رسولؐ

وہان بادشاہون کا ہو کیا گزر
کہ جس جا ملائک کے جلتے ہین پر

وہ شانِ علا آسکے کیا فہم مین
سمائے نہ جو عقل مین وہم مین

وہ رحمت وہ محبوبِ پروردگار
یتیمون کے والی غریبون کے یار

مرے شاہِ عالم کا اقبال وجاہ
ترقی پہ ہو دمبدم یا الٰہ

انھین کا رہے نام جائے سخن
انھین کی محبت کی ہو سب کو دھن

یہی فیض جاری ہو انکا مدام
علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام

اُٹھے سُن کے خطبہ صغیر و کبیر
ملے بےنظیر اور مہرِ منیر

ہر اک شخص پھر عید ملنے لگا
بہم شانہ شانے سے چھلنے لگا

ذرا دیر کے بعد وہ خوش سیَر
روانہ ہوے سب کے سب اپنے گھر

سرِ شام پھر شہر سے بےنظیر
گیا سوئے خرگاہِ مہرِ منیر

وہ دریا جہان خیمہ زن تھا وہ شاہ
یہ دیکھا کہ پھرتی ہین موجین تباہ

وہ جلسہ وہ مطرب وہ ساقی نہین
ہوا اپر پرندے وہ باقی نہین

وہ نمگیرہ و شامیانہ وہ فرش
وہ کرسی طلائی وہ تابندہ عرش

وہ ہاتھی وہ گھوڑے وہ جمِ غفیر
وہ شاگرد پیشہ امیر و وزیر

کدھر سب کا سب یہ رسالا گیا
زمین کھا گئی آسمان کھا گیا

کہ اتنے مین اک شخص آیا دوان
دعا دی رہے بخت و دولت جوان

یہان سے گئے جب سوئے عیدگاہ
تو یہ کہہ گئے تھے سرانِ سپاہ

وہان سے پلٹ کر نہ ٹھہرینگے اب — جہازون پہ ہو بار اسباب سب
اُدھر سے جو لوٹے اِدھر چلدیے — نہ معلوم پھر وہ کدھر چلدیے
مگر ساتھ مجکو نہین لے گئے — یہ فرمان پہلے ہی سے دے گئے
کہ ای شوق آئے اگر بینظیر — تو کہنا یہ ہی حکمِ مہرِ منیر
اسی شہر مین کر تو اپنا قیام — یہین تجسے رہیگا پیام و سلام
تجھے خوب جب آزما لینگے ہم — تو پھر پاس اپنے بلا لینگے ہم
بہت مین نے پوچھا پر ای نیکنام — بتایا نہ کچھ بھی نشان و مقام
سنا یہ تو وہ بینظیرِ حزین — ہوا ہجر سے سخت اندوہگین
مگر حسبِ فرمانِ مہرِ منیر — معِ شوق اُسی جا رہا جاگیر
کہا اور لوگون سے بہتر ہی اَب — روانہ ہو سوے مقامِ طرب
وہان ہی جو میر سعادت وزیر — دل و جان سے ہو اُسکے فرمان پذیر
بتہدید سُن کر یہ فرمانِ شاہ — چلے جانبِ قلعہ وہ خیر خواہ
وہان جا کے پہونچائی جب یہ خبر — عزیز و اقارب چلے دوڑ کر
رفیق اور احباب اور اہلِ شہر — گئے نزد و ترنزدِ سلطانِ دہر
رہا کچھ دنون تو یہی کاروبار — کہ آتے رہے روز اہلِ دیار

مگر دید کو جب ترسنے لگے / وہین لوگ جا جا کے بسنے لگے
بہ کثرت ہوئے جو مسافر مقیم / وہاں بس گیا ایک شہرِ عظیم
سخن سنجِ عشرت ہوا ہر مشیر / ہی سکتے کے عالم مین پر بینظیر
کچھ ایسی بنی ہی کہ خاموش ہی / تحیّر سے وہ خود فراموش ہی

خواب

پلا ساقیا جامِ حُسنِ نیاز / کہ عشق مستعد ہی نیرنگ ساز
وہ مَے دے کہ نازاُسکا انجام ہو / ترا نام ہو اور مرا کام ہو
برنگِ خُمِ شوق بھر دے مجھے / غرض یہ کہ اپنا سا کر دے مجھے
وہ پھوٹی کرن ضو بکھرنے لگی / یہ لو چاندنی کھیت کرنے لگی
تجلّی ہوئی گرم رو اس قدر / کرم اُڑنے لگے آسمان پر شرر
چُرانے لگے اپنی آنکھین نجوم / ستارون کا ہونے لگا کم ہجوم
شعاعون کا جُھرمٹ سرِ موجِ آب / دکھانے لگا برق کا اضطراب
ہوا عارضِ ماہ پر تو فگن / رُوپہلا ہوا صحنِ چرخِ کہن
مرنے کا سامان ہی مرنے کی ہی رات / ہی درپیش یہ اک نئی واردات
کہ بیمار ہی بینظیرِ حزین / تنفّس کے باعث اجل کے قرین

مرض کے سبب ہی یہ حالت خراب / اطبا نے بھی دیدیا ہی جواب

قیامت کا ہی رنج ماں باپ کو / کہ مردہ سمجھتے ہین وہ آپ کو

اسی کشمکش مین گئی نصف شب / تو لو اب ہوا اور تازہ غضب

پڑا غش مین کیا دیکھتا ہی وہ ماہ / کہ اک باغِ رنگین ہی پیشِ نگاہ

وہ گلزارِ بے خار نزہت سرشت / زمین اسکی رشکِ زمینِ بہشت

بلا کا وہ آراستہ پُر فضا / کہ زنجیرِ پا موجِ بادِ صبا

بیان اسکا آئے زبان تک اگر / اسی دم لبِ خشکِ عاشق ہون تر

کہین لالہ و گل کہین یاسمن / طرب خیز ہر سو بہارِ چمن

نشاط آفرین شورِ بلبل کہین / مسرت فزا خندۂ گل کہین

جو ناکام جائے ادھر سے نکل / ابھی آئین شاخِ تمنا مین پھل

قدم بوسِ اشجار بادِ بہار / طراوت لبِ برگِ گل پر نثار

گلاب اور کیوڑے کی نہرین روان / روش پر بچھائی ہوئی زعفران

ملا دودھ مین مشک و عنبر کہین / اسی سے ہیں سینچی ہوئی گلزمین

وہ چارون طرف چادرِ آبشار / وہ فوارون کی چاندنی مین بہار

جمائے مسی برگِ سوسن تمام / بسا سنبلِ تر سے گلشن تمام

وہ کلیون کا ہر سمت جوشِ نمو | تبسم وہ غنچۂ آرزو

وہ ہر شاخ سرمستِ صہبائے عیش | کھلین جسکے دیکھے سے گلہائے عیش

چنار و صنوبر عجب سایہ دار | کہ ہر شاخ پر جنکی طوبیٰ نثار

کہین سرو و شمشاد سایہ فگن | کہین جلوہ آرا رخِ نسترن

اگر دیکھ لے اُسکا سبزہ کہین | ابھی سبز ہو شاخِ گاوِ زمین

کھلے ہین وہ نادو نمین گُلہائے تر | نظارے سے جن کے ہو تازہ نظر

جواہر کے گملے لبِ آبِ جو | قرینے سے رکھّے ہوئے سو بسو

کہین ارغوان ہی کہین موتیا | کھلے پھول ہر رنگ کے جابجا

کہین مست کن کامنی کی شمیم | کہین عطر سا کاروانِ نسیم

لبِ گل کے وہ قہقہے ہر طرف | عنادل کے وہ چہچہے ہر طرف

وہ خوشرنگ پھل زینتِ شاخسار | ہین روشن کنول یا جواہر نگار

وہ پتے کچھ ایسے لطافت فریب | کہ گوشِ گلِ حُسن کی جن سے زیب

بنفشہ ریاحین سیوتی گلاب | ہزارا چنبیلی گلِ آفتاب

ہر اک رنگ کے پھول پھولے ہوئے | حوادث کو یک لخت بھولے ہوئے

کہین دانۂ رز چمکتے ہوئے | ثریا سے خوشے لٹکتے ہوئے

نئی وضع کے بھی بہت پھول پھل
خزان کے صعوبات سے بے خلل

بھرا حوض ہین وہ سفیدا نگبین
کہ جو رشکِ تسنیم و ماءِ معین

زمین عنبر و مشک و کافور کی
لیے شاخِ گل مشعلین نور کی

مکانات ہر سو مصفّا رفیع
دلِ اہلِ ہمت کی صورت وسیع

روان ایک دریا ہی پائینِ باغ
کہ دیکھے ہے جسکے ہو تازہ دماغ

جدھر رَو مین بہتی ہی وہ سلسبیل
ہی قلعے سے محکم اُدھر کی فصیل

ٹہلتا ہی اُسپر وہی سیمبر
وہی تاجِ محبوبیت فرق پر

ادھر بیٹھی ہی اک روش پر روان
مگر شدّتِ درد سے لب پہ جان

بلاتا ہی اسکو وہ شاہِ زمین
یہان ضعف سے کانپتا ہی بدن

تنفس سے طاقت نہین دے جواب
مگر دیکھتا ہی بچشمِ پُر آب

یہ دیکھا تو رحم اُسکو اتنا ہوا
خود آیا ادھر مسکراتا ہوا

پکڑ کر سرِ دست بولا کہ ہان
ان الفاظ کو جلد کہہ میری جان

اسی دم شفا ہوگی اس سے نصیب
کہ یہ اسمِ اعظم ہی میرے حبیب

معًا اِسنے وہ اسمِ عالی پڑھا
اثر بھی نہ اُس عارضے کا رہا

ہوئی گفتگو کی جو طاقت اُسے
گیا موردِ صد عنایت اُسے

کہا پھر کہ مشتاق ہون کچھ سُنا
یہ سنکر گلے سے لگایا اُسے
گرا یہ بھی قدمون پہ بے اختیار
اُٹھا کر سر اُسکا کہا اے حسین
ہمارے وطن مین جو آئیگا تو
یہ کہکر چلا ہی تھا وہ رشکِ گل
نہ وہ گل وہان ہی نہ وہ گلستان
مگر وہ پریزاد خاموش ہی
جدائی مین گزرا جو رنج و ملال
ہوئی درد و غم سے جو حالت تباہ
تمھین کوئی ڈھونڈھے تو پائے کہان
تمھین کس طرح ہاے مین پاؤنگا
دکھاؤگے پھر روے انور تو کیا
یہ سچ ہی مری کیون خبر لوگے تم
نہ معلوم تم چل دیے کس طرف

پڑھے اسنے اشعارِ نو بر ملا
محبت مین اپنی پھنسایا اُسے
کرے تا دل و جان و ایمان نثار
ٹھہرتے نہین ایک جا ہم کہین
مزا وصل کا پھر اُٹھائیگا تو
یکایک گئی آنکھ صدمے سے کھل
نہ اُس عارضے کا کہین کچھ نشان
تصوّر سے اُسکے ہم آغوش ہی
قلق جی کو ہی دل پہ صدمہ کمال
یہ کہہ کہہ کے روتا ہی وہ رشکِ ماہ
کہ ظاہر نہین کچھ بھی نام و نشان
اسی غم مین اک روز مر جاؤنگا
مرے بعد آئے لحد پر تو کیا
نہ جب تک کہ پامال کر لوگے تم
مگر ہان جو آنا کبھی اس طرف

مری بیکسی یاد کرنا ضرور / مری قبر پر پانوں دھرنا ضرور
جہان ہو سلامت رہو بامراد / خدا تم کو رکھے دو عالم مین شاد
ہزارون تمھین ہم سے مل جائینگے / مگر کوئی تم سا نہ ہم پائینگے
جہان جمع ہون سیکڑون بامراد / وہان کون کرتا ہی بیکس کو یاد
چلو خیر تم خوش رہو آپ چلکے / سزا دل لگانے کی ہم پا چکے
گیا جو اسی غم مین جی سے گزر / مرے حال کی کون دیگا خبر
ہر اک طرح کا رنج دیتا خدا / مگر تم نہ ہوتے نظر سے جدا
مرض ہی تھا صحت سے بہتر مجھے / زیارت تو ہوتی مقرر مجھے
کوئی جی سے جائے کہ برباد ہو / مگر تم تو اغیار مین شاد ہو
تمھین عیش و عشرت سے فرصت کہان / کسی کی خبر لو یہ مہلت کہان
جو ہوتا مین شایانِ عشق و غیور / مجھے پاس اپنے بلاتے ضرور
مین گو بدترینِ زمانہ ہون یار / مگر اس مین کیا ہی مرا اختیار
جو ہوتا مرا اختیاری یہ کام / بناتا مین اپنے کو فخرِ انام
جو اپنے کیے کی نہین تم کو لاج / تو ہوتا ہی رخصت یہ بندہ بھی آج
جو گزریگی دل پر گزر جائیگی / نہ تم تک مگر اب خبر جائیگی

یہ مانا تمھین اپنی پروا ہی کب
ہمارا بھی اللہ مالک ہی اب

یہ کہہ کہہ کے روتا رہا وہ قمر
مگر آ گئی نیند پچھلے پہر

تو دیکھا وہی رہزنِ صبر و ہوش
کہ یوسف بھی ہین جسکے حلقہ بگوش

یہ فرما رہا ہی کہ ای بینظیر
مین ہون روضۃ القدس مین جا گیر

دمِ صبح تو لکھ کے نامہ شتاب
اُسی شوق کو دے کہ لائے جواب

جز اُسکے نہین یہ کسی کی مجال
کہ اس سمت آنیکا لائے خیال

یہ فرما کے وہ شاہِ عالی وقار
نگاہون سے اوجھل ہوا ایکبار

کھلی آنکھ تو پھر وہی درد تھا
بدن گرم لب پر دمِ سرد تھا

اُسی بیقراری مین اُٹھکر شتاب
جگا کر کہا شوق سے حالِ خواب

بتایا پتہ اُسکو سب بیش و کم
کیا حالِ دل خط مین پھر یون رقم

نامۂ بینظیر

مرے جان و دل کے چمن کے حصول
امیدون کے غنچے مرادون کے پھول

تم اب تک نہ آئے بہار آ گئی
کلی حسرتِ دل کی مرجھا گئی

صبا نے اُڑایا مرے رُخ کا رنگ
رہی حال کی دل ہی مین ساری اُمنگ

کہانتک ستم کچھ تمھین خبر ہی
مرے بعد پھر سیر ہی سیر ہی

جو بلبل نہو گل کو پوچھے گا کون — جو بسمل نہو جان پھر دیگا کون

تمھاری تمنا تمھارا خیال — دل و جان کو دیتا ہی کیا ملال

کہانتک کرے کوئی ضبطِ فغان — کہانتک رہے دل مین حسرت نہان

دکھائے کب الفت اثر دیکھیے — تمھین کب ہو میری خبر دیکھیے

صبا سے یہ کرتا ہون گاہے کلام — کہ پہونچا دے تا گوشِ گل یہ پیام

گریبان کیا دستِ وحشت نے چاک — اڑاتا ہون ابتک گلستان کی خاک

جو غنچہ گلستان مین دلگیر ہی — مرے غنچۂ دل کی تصویر ہی

کبھی چاک دامان برنگِ سحر — کبھی یہ کہا روکے با چشمِ تر

نسیمِ سحر تو ہی پہونچا وہان — مرا رشکِ گل خندہ زن ہی جہان

یہ وحشت کسی سے ملائیگی کب — گریبان دری رنگ لائیگی کب

تمھاری محبت تمھارا فراق — تمھاری ملاقات کا اشتیاق

گھڑی بھر مجھے چین دیتا نہین — قرار ایک دم قلب لیتا نہین

یہی حال اگر ہی تو ہم جی چکے — لبِ زخمِ دل چارہ گر سی چکے

مین اسیر بھی ہر طرح مجبور ہون — کہین آنے جانے سے معذور ہون

دلِ مضطرب کو سنبھالو تمھین — کوئی شکلِ وصل اب نکالو تمھین

مین کیا چیز ہون میری اُلفت ہو کیا ‌ تمھاری طرف سے ہو ساری وفا
جو اپنا کہا ہو شکایت نہو ‌ محبت سے مجکو ندامت نہ ہو
تمھارا ہی جلوہ ہو کونین مین ‌ تمھارے ہی دم سے ہین سب چین مین
کہان ہو تم ای میرے مہرِ منیر ‌ کہان ہو تم ای دلبرِ بینظیر
رُخِ پاک اپنا دکھاؤ مجھے ‌ کہین یہ نہو پھر نہ پاؤ مجھے
کبھی بلبلون سے ہو یہ گفتگو ‌ چمن مین جو آئے مرا لالہ رو
گلون کی حکایت سُناؤ اُسے ‌ مرا داغِ حسرت دکھانا اُسے
جو ای سبزہ آئے مرا دلربا ‌ تو کہنا کہ اس درجہ پامال تھا
جو ای خار آئے مرا رشکِ حور ‌ مری لاغری تو دکھانا ضرور
کبھی ہو یہ سوسن سے میرا کلام ‌ کہ اُس گل سے تو عرض کرنا سلام
یہ کہنا کہ ای باغِ دل کے بہار ‌ ترا حسن دونا ہو لیل و نہار
تری دید کا کوئی مشتاق ہے ‌ اُسے تیری دوری بہت شاق ہے
کبھی ہو زبان پر مری یہ سخن ‌ جو گلشن کو آئے وہ غنچہ دہن
کہ ای برگِ گل تو ہی کچھ بولنا ‌ صبا تو ہی عقدے مرے کھولنا
تو سنبل ذرا سر ہلانا ضرور ‌ پریشان خیالی دکھانا ضرور

رُخِ ارغوان ہو کہ رنگِ بہار
مین سینچا کیا اشک سے باغ کو
بِسارات دن مین برنگِ حنا
چمن مین جو دیکھا گُلِ نسترن
جو قمری کی فریاد ہی کو بہ کو
غرض ہو تمھین تم گلستان مین آج
ملو تم تو مجھ سے زمانہ ملے
تم آؤ جو اے شاہ عالی مقام
کہ تم کشورِ حُسن کے ہو امیر
چلا شوق جو نامہ لیکر اُدھر
نشانِ قدم دیکھتا بھالتا
سفر اور آسپر یہ تازہ ستم
مگر وہ اُسی دُھن مین بڑھتا گیا
گیا تھا اُدھر شوق جس راہ سے
مگر دشت وحشت مین وہ پاکذات

مرے اشک خونین کے ہین یادگار
ترو تازہ رکھا ہر اک داغ کو
ہون ہر سبزہ پر خون ہی دل مرا
تو یاد آگیا پھول سا وہ بدن
تمھاری ہی اُسکو بھی ہی جستجو
لیا تاجدارانِ گلشن سے باج
محبت کا سارا خزانہ ملے
لُٹا دون ابھی نقدِ جان مین تمام
ریاضِ دو عالم مین ہو بے نظیر
ہوا چھپ کے وہ شاہ بھی رہ سپر
وہ اک دشتِ پُر ہول مین جا پڑا
ہوا نے مٹائے وہ نقش قدم
ہم آہنگِ دم دن بھی چڑھتا گیا
وہ رستہ بھی لو چھٹ گیا شاہ سے
خدا ہی نکالے تو اب ہو نجات

ہوا ہین تمازت کا ہی یہ اثر — کہ اُڑتے ہین ذرّے برنگِ شرر

نہ سایہ نہ سبزہ نہ پانی کہین — دہکتی ہوئی وہ رتیلی زمین

وہ لُو اور گرمی خدا کی پناہ — کہ ریگِ بیابان کی حالت تباہ

زمین پر اگر رکھدے لاکر کوئی — بھری مشک بھی سوکھ جائے ابھی

ذرا بھی اگر اُس طرف کو اُٹھے — تو پائے نگہ مین پڑین آبلے

پرندون کا ہو اُس طرف جو گزر — بلندی سے بھُن کر گرین خاک پر

وہ آتے ہین کیا اونچے اونچے نظر — مقرّر ہین وہ نخلِ خرمائے تر

اسی سمت آخر وہ سلطانِ دین — ہوا جا کے سائے مین راحت گزین

طبیعت کو لیکن ہی سخت انتشار — کہ بتلائے کون اب رہِ کوئے یار

مقامِ طرب مین اُڑی یہ خبر — کہ غائب ہوا خسروِ دادگر

چلا ڈھونڈھنے کو بہ فوجِ کثیر — ہوا ہمراہِ میر سعادت وزیر

شوق

لگاتار دے جامِ مے ساقیا — کہ گھنگھور چھائی ہی کالی گھٹا

مزا دیگا اب دورِ جامِ شراب — فلک پر وہ گھر گھر کے آیا سحاب

وہ موجے اُمڈون شکلِ بر روان — بڑھے مثلِ سیلاب شوقِ نہان

جو سوکھی زمین پر ترشّح ہوا ... نکلتی ہی بو سوندھی سوندھی سی کیا
گرجتے ہین بادل چمکتی ہی برق ... ہوا صحن کا صحن پانی مین غرق
گئی نیند اُچٹ پانی کے شور سے ... بہی جاتی ہین نالیان زور سے
ٹپکتی ہی بنگلے کی وہ اولتی ... کہ ہی تار سیمین کی چلمن پڑی
ہوا زور سے چلتی ہی بار بار ... پہونچتی ہی کمرون کے اندر پھُہار
بنا ہی جو وہ ٹین کا سائبان ... ہی اسوقت ارگن کا اُسپر گمان
عجب لَے سے پانی برستا ہی آج ... کہ زاہد بھی مَے کو ترستا ہی آج
ہر اک جھونک پر کیا نکلتی ہی مینڈ ... کہ ہر بوند پر خود مچلتی ہی مینڈ
جٹا نون پہ کیا لطفِ نظّارہ ہی ... کہ جو بوند ہی ایک فوّارہ ہی
صبا کے طپانچے جو کھائے ہین آج ... تو پودھے سرون کو جھکائے ہین آج
چلی آتی ہی بدلیون کی قطار ... ہوا کے ہین گھوڑے پہ بادل سوار
دھوان دھار اسوقت چھایا ہی ابر ... فلک پر سیہ مست آیا ہی ابر
اُٹھی شاخِ گُل سبزہ کو چوم کر ... برستی ہی کیا کیا گھٹا جھوم کر
نہین ہی ابھی گو جھڑی کی بہار ... نہین ٹوٹتا کب سے بوندون کا تار
ہین آراستہ سبز پوشانِ باغ ... ہوا غسل سے ہر شجر کو فراغ

یکایک رُکی بوند ٹھہری ہوا
نظر آتی ہی اور ہی کچھ فضا

تر و تازہ ہر نخل ہی شاد کام
لبالب ہین پانی سے تھالے تمام

رُکا مینھ وہ بدلی ہٹی ہی ابھی
ہی پر زیرِ اشجار عالم وہی

وہ آمون کے اشجار پر سامنے
کوئی کوکتا ہی بڑے زور سے

وہ باغون مین جھولے پڑے بیشمار
وہ ساون بھی گانے لگے گلعذار

اُدھر کہہ رہا ہی کوئی پی کہان
سُنا یہ تو قابو مین پھر جی کہان

یہ ہی اس صدا کا اثر کان پر
کہ دل لوٹ جاتا ہی ہر تان پر

کہین کوئی چلا رہا ہی کہ ہان
ذرا دیکھنا اس گھڑی کا سمان

پرون کو سمیٹے ہوے وہ طیور
درختون پہ بیٹھے ہین کیا دور دور

ہوا زور سے چلتی ہی سرد سرد
تو ہلتے ہین کیا آم وہ سرخ و زرد

ہی تشبیہ خامون کی یہ برمحل
زمرد کے پتے زمرد کے پھل

جو سیندوریہ اُن مین ہین بیشمار
ہین لعلِ بدخشان بھی اُنپر نثار

سپیدے جو شاخون مین ہین بالعموم
ہوے آکے روپوش گویا نجوم

وہ ہلتے ہین زرد آم جو سامنے
لٹکتے ہین پکھراج کے قمقمے

پڑے ہین وہ ٹپکے ہوے بیشمار
زمین ہو رہی ہی جواہر نگار

چھٹا ابر ہین دھوپ کے کچھ نشان — پرندے بھی ہونے لگے پر فشان
وہ ہر شاخ پر کوئلین بار بار — اڑاتی ہین بیٹھی ہوئی کیا ملار
ادھر سے اٹھا لو پپیہون کا شور — ادھر تانین کیا کیا لگاتے ہین مور
ہوئی قوس قزح چرخ پر جلوہ گر — ابھی تک نہین آتا سورج نظر
ہوئی شوخ ہر رنگ کی اب بہار — دھنک ہین شعاعین ہوئین آشکار
پڑین زرد کرنین وہ ہر برگ پر — زمرد پہ چڑھنے لگا آب زر
ہوا سے ہٹی ابر کی جو نقاب — یکایک ہوا جلوہ گر آفتاب
نہ وہ سیل ہے اب نہ اب وہ گھٹا — بھری ہین مگر نالیان جا بجا
شکایت ہو گلیون ہین کیچڑ کی عام — ہین پر صاف بستی کی سڑکین تمام
یہ سب دیکھتے تھے جو لیٹے ہوئے — چلے اب وہ دامن سمیٹے ہوئے
ہوئی رونق تازہ ہر کار مین — نکلنے لگے لوگ بازار مین
کسان اور دہقان بایکدگر — کدال اور ہل رکھ کے خود دوش پر
وہ بیلون کو اپنے ہنکاتے ہوئے — چلے نٹ ملاری وہ گاتے ہوئے
وہ کیڑے مکوڑے ہزارون ادھر — لگے رینگنے ہر طرف خاک پر
وہ تالاب اڑتی تھی کل جسمین گرد — نکل آئے مینڈک وہان زرد زرد

وہ کیڑے کہ جو سر بسر خاک تھے
وہ پانی کے پڑتے ہی سب جی اُٹھے

سمجھ مین نہین آتی کچھ اور بات
مگر تھا یہ بارانِ آبِ حیات

ہوا اسروِ باغون سے آنے لگی
لگا ہون یہ خنکی سی چھانے لگی

وہ اک قاصد آتا ہی فرخندہ رو
کہ رکھتا ہی وہ مہر کی جستجو

سُنا یہ تو انجم صفت خاص و عام
ہوئے گرد و پیش اُسکے یکجا تمام

اسی طرح اُسکو وہ سب بے ہراس
گئے لے کے اُس شاہِ خوبان کے پاس

ادب سے کہا اُسنے گردن کو خم
دعا دی کہ ای شاہِ گردون حشم

رہے روز افزون یہ جاہ و وقار
مہ و مہر ہون تیرے خدمتگزار

دیارِ محبت سے آیا ہون مین
کسی کا خطِ شوق لایا ہون مین

اجازت اگر ہو تو کھولون زبان
کرون رازِ سر بستہ سارا عیان

سُنا یہ تو ہنس کر وہ شیرین دہن
لگا کہنے ای قاصدِ سحر فن

مجھے گو یہ معلوم ہی داستان
مگر کر تو اپنی زبان سے بیان

کہا اُسنے ای شاہِ روشن ضمیر
ابد تک رہے تیرا تاج و سریر

جو کچھ راست ہی کہہ رہا ہون حال
کہ ہوتا نہین ایلچی کو زوال

ترا عاشقِ زار و بیمارِ عشق
وہی بینظیر گرفتارِ عشق

جو کچھ دن یہی اُسکی حالت رہی
جو بستر پہ ہوتا ہو وہ گلعذار
جو تکیہ بھی رکھتا ہو کوئی بزور
بچھاتے ہین تختِ طلائی اگر
جو لاتا ہو کوئی لباسِ نفیس
مجھے کوئی کفنی رنگا دیجیے
جو ہوتا ہو کچھ جامہ زیبی کا ذکر
جو کہتا ہو کوئی چلو باغ کو
جو سنتا ہو فریادِ بلبل کا شور
جو کہتا ہو کوئی غذا کھائیے
کہا جو کسی نے کہ پانی پیو
نہ کھانا نہ پینا نہ سونا اُسے
تڑپنا کبھی بسترِ خاک پر
گلہ جور کا چرخِ دون سے کبھی
کبھی بھاگنا شکلِ عہدِ شباب

نظر خیر آتی نہین جان کی
تو پھولون کی جا اب بچھاتا ہو خار
اُٹھالاتا ہو وہ کوئی خشتِ گور
تو وہ خاک اُڑاتا ہو بالائے سر
تو کہتا ہو وہ رو کے ای ہمجلیس
کوئی مرگ چھالا منگا دیجیے
اُسے ہوتی ہو خاک بیزی کی فکر
تو کہتا ہو دیکھو مرے داغ کو
تو کچھ اور وحشت کا ہوتا ہو زور
تو کہتا غمِ تازہ کچھ لائیے
تو وہ پی گیا سُن کے اس بات کو
اکیلے کہین جا کے رونا اُسے
کبھی دستِ غم سینۂ چاک پر
وہ دست و گریبان جنون سے کبھی
توقف کہین دم کو مثلِ حباب

کہین رفعتِ شانِ شہزادگی
کسی جا زمین بوسِ افتادگی

کبھی صورتِ ابرِ غم وہ اُداس
کبھی جادہ پیمائے صحرائے یاس

کبھی ناز کی راہ سے وہ غیور
برنگِ اجابت دعا سے نفور

کسی دم نیاز و التجا سے اُسے
کبھی روٹھ جانا خدا سے اُسے

کبھی غوطہ زن بحرِ آلام مین
کبھی برق دم دشتِ اوہام مین

کبھی تختہ مشقِ ستمہائے ہجر
کبھی ناز بردارِ غمہائے ہجر

کبھی عافیت خواہِ دردِ فراق
کبھی وہ قدمبوسِ گردِ فراق

کبھی دیکھنا راہِ پیکِ اجل
یہ کہنا کبھی جان سے اب نکل

کبھی خارزارِ جنون لطف خیز
کبھی گلزمینِ چمن سے گریز

کبھی صرصرِ دشتِ آوارگی
کبھی وہ خسِ کوئے بیچارگی

کبھی نقشِ پا کوئے اُمّید مین
کبھی چشم وا حسرتِ دید مین

کبھی لذّت افزائے غم زورِ عشق
نمک پاشِ زخمِ جگر شورِ عشق

کبھی سرد سرگرمیِ درد سے
کبھی گرم نالہ دمِ سرد سے

اُسے اُڑتے پھرنا خبر کی طرح
کبھی وحشیون کی نظر کی طرح

کبھی وہ دعا گوئے صبحِ وصال
کسی دم امان خواہِ شامِ ملال

کبھی صورتِ موجِ بادِ صبا
اُسے ڈھونڈھنا یار کی خاکِ پا

کبھی ذوق ناکامیون سے اُسے
کبھی شوق بدنامیون سے اُسے

اُسے اُنس سودائیون سے کبھی
اُسے فخر رسوائیون سے کبھی

کبھی چشم نم ننگ کے نام سے
کبھی اُسکو رم فکرِ آرام سے

کبھی وہ دل افگارِ آزارِ غم
کبھی زخمئِ نشترِ خارِ غم

نگاہون کے مانند پھرنا کبھی
اُسے صورتِ اشک گرنا کبھی

کبھی شمع افروزِ داغِ فراق
کبھی لالہ سان رنگِ باغِ فراق

تجلّی گہِ داغِ سوزانِ عشق
سراپا وہ سروِ چراغانِ عشق

ہر اک زخمِ دل رشکِ جیبِ سحر
درِ توبہ گویا شگافِ جگر

مُسکّن بس اک جوشِ آوارگی
جنون چارہ فرمائے بیچارگی

قلق بیقراری مصیبت مشیر
فغان نالہ فریادِ غم ہم صفیر

شبِ ہجر مشّاطۂ زلفِ غم
سحر آئینہ دار روے الم

نہ ہمراز کوئی نہ کوئی انیس
مگر غربت و بیکسی ہم جلیس

رفاقت مین اک حسرتِ وصلِ یار
تسلّی دہِ قلب یادِ نگار

فلک بر سرِ کین زمانہ عدو
زبان پر مگر ذکرِ لا تقنطوا

وہ پژمردہ گل سا پریشان حواس — برنگِ چراغِ سرِ گور اداس

وہ بحرِ تباہی مین موجِ فغان — وہ دشتِ مصیبت مین ریگِ روان

جنون چاکِ دامانِ فرزانگی — توحش ہم آغوشِ دیوانگی

وفا رہنمائے صراط الحمید — طلب گام فرسائے کوئے امید

نہین ساتھ کوئی بھی غم کے سوا — ہر اک گام پر جذبِ دل رہنما

خلش درد کی کاہشِ جانِ زار — تپش خانمان سوزِ صبر و قرار

وہ پروردۂ ناز و مسکین لقب — تڑپتا ہی تیرے لئے روز و شب

وہ آفت کا مارا پریشان خیال — شب و روز ہی گردِ راہِ ملال

وہی شوق ابتک ہی ویرانے سے — جنون اور بڑھتا ہی سمجھانے سے

لپٹ کر کبھی دامنِ گرد سے — وہ روتا ہی جنگل مین اس درد سے

وحوش و طیور اور سب جانور — ہم روتے ہین اسکے احوال پر

گراتا ہی جو اشکِ خونین کہین — تو بن جاتی ہی وہ زمین گلزمین

وہین خامۂ عجز سے با ادب — لکھا صفحۂ شوق پر حال سب

مجھے دیکے مکتوب بھیجا ادھر — نہین جب سے مجکو وہان کی خبر

سنا یہ تو بولا وہ روشن ضمیر — مجھے دے تو وہ نامۂ دلپذیر

دیا نامہ اُسنے تو کھولا شتاب — پڑھا اور پڑھکر لکھا یہ جواب

جواب نامہ

مرے شیفتہ بنیظیرِ حزین — فَاِنَّ الْاِلٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْن
ذرا چاہیے صبر انسان کو — مجھے پائیگا کھو نہ تو جان کو
ہمارا ہی ہوکر رہے تو مدام — یہی آرزو ہی فقط والسلام

واپسی

پلا ساقیا جامِ ہمّت سے مجھے — کسی کی ہی کر نار فاقت نے مجھے
نہ روک آج ساغر کے دینے سے ہاتھ — کہ دے جاتے ہین مردِ مردونکا ساتھ
لبِ جام سے حکم اگر پاؤن مین — گرے ہین جو اُنکو اُٹھا لاؤن مین
پھٹی پَو شعاعین چمکنے لگین — ستارون کی آنکھین جھپکنے لگین
سپیدہ ہوا صبح کا خندہ زن — لگی گدگدانے نسیمِ چمن
سحر نے سونگھایا جو کافورِ ناب — اُٹھا بسترِ خواب سے آفتاب
شہنشاہ نے حسبِ حکمِ قدیر — بآئینِ شائستہ و دلپذیر
لکھا خط اُسے مُہر کرکے دیا — حوالے کے قاصد اُسی دم ہوا
چلا جس گھڑی لیکے پیغامِ خیر — تو بجلی سے بھی زود تر گرم سیر

صبا کو وہ بالا بتاتا ہوا | چلا چٹکیون مین اُڑاتا ہوا
اُدھر سے چلا اور اِدھر آ گیا | تصور سے بھی پیشتر آ گیا
نہ پایا مگر شاہ کو اُس جگہ | نہ دیکھا کسی ماہ کو اُس جگہ
غرض سوچتے سوچتے وہ نبیل | یہ سمجھا کہ وہ خسروِ بے عدیل
مقرر مرے بعد راہی ہوا | کسی جا اسیرِ تباہی ہوا
سمجھ کر یہ وہ پیکِ عالی وقار | سوئے دشتِ وحشت چلا ایکبار
وہان جا کے دیکھا کہ سلطانِ دین | تہِ نخل بیٹھا ہو اندوہگین
کہا خیر مقدم کہا مرحبا | کہا اور بولا کہ فضلِ خدا
وہان جا کے مجکو ندامت ہوئی | ترے نام سے اُنکو وحشت ہوئی
وہ پیکِ ہمایون ہو اُسکا مشیر | ذکاوت مین تمیز مین بے نظیر
یہ سمجھا جو خط دون مین یکبارگی | تو یہ تحفۂ عشقِ بیچارگی
نہ مر جائے مارے خوشی کے کہین | نہ لالے پڑین اسکے جی کے کہین
مبادا پڑے زیست مین جو خلل | پیامِ وفا ہو پیامِ اجل
کچھ اسکے علاوہ شرارت بھی ہی | کہ شوخی کی تھوڑی سی عادت بھی ہی
کہا آپکا نامہ پر بہار | ہوا باعثِ وحشتِ طبعِ یار

کہا پڑھ کے نامہ کہ دعوائے عشق — اور اُسپر یہ سیرِ چمن وائے عشق
صبا سے کسی دم مخاطب ہین وہ — کبھی سیرِ گلشن پہ راغب ہین وہ
کبھی ہین عنادل صفت نغمہ زن — کبھی غنچۂ و گل سے وہ ہم سخن
کبھی سبزہ کی دیکھتے ہین بہار — کبھی ہین بہارِ چمن پر نثار
وہ دیکھین رخِ یاسمن شوق سے — کرین خوب سیرِ چمن شوق سے
ضیا کیا ہو پھر عشق کے داغ مین — کہ رہتے ہین وہ رات دن باغ مین
مری سمت اُنکو نظر ہی نہین — مین کیا ہون مری کچھ خبر ہی نہین
اُنھین عشق ہی تو ہمارے رہین — محیطِ جہان سے کنارے رہین
سنا جب یہ مین نے تو اوراہِ عقل — بیان کی ترے غم کی دلچسپ نقل
وہ تیرا جنون تیری آوارگی — تری بیکسی تیری بیچارگی
پھر اسیر فضا ہی جو گلزار کی — عنایت ہی یہ چشمِ خونبار کی
سنا جب یہ افسانۂ سحر کار — ہوا مستِ جامِ طرب وہ نگار
مرے اُسکے گھری جو یون چھن گئی — جو بگڑی ہوئی بات تھی بن گئی
کہا شہ نے مجکو بناتا ہی کیون — تو بے پر کی ظالم اُڑاتا ہی کیون
یہ کہہ یار نے کچھ نہ مجھے بھی کہا — کہا ہان کہا ہی خدا دے وفا

کہا پڑھ کے نامہ لکھا کیا جواب
گزرتی ہی دن رات گلگشت مین
کہا لا وہ فرمانِ حق الیقین
کہا ہاتھ حیلے سے کیا آئے گا
اُدھر جاکے بیٹھا ہی خط لا ادھر
کہا کچھ تو مجھے قول تو دیجیے
کہا کب بھی دے جلد کیا ہو وہ قول
کہا جس طرح ہو پرکھنا مجھے
کیا شہ نے یہ قول دل سے قبول
نکالا وہ خط شوق نے شان سے
ہوا سرورِ قدِ عاشق بے نوا
ادب سے لیا نامہ عزت کے ساتھ
کبھی دل پہ رکھا کبھی فرق پر
ادا کر چکا جب رسوم نیاز
پڑی تین سطرون پہ جسدم نگاہ

کہا یہ لکھا ہی ز راہِ عتاب
ہمین چھوڑکر پھرتے ہو دشت مین
کہا گر گیا راہ مین وہ کہین
بھلا اس بناوٹ سے کیا پائیگا
تصنع سے حاصل اِدھر آ اِدھر
تو پھر مین بھی حاضر ہون خط بھیجیے
تری بات سے مجکو آتا ہی ہول
ہمیشہ رفاقت مین رکھنا مجھے
کہا اب تو نامہ دے وعدہ نہ بھول
کہا مجھ کو پیارا ہی یہ جان سے
کہ ہو رسمِ تعظیمِ نامہ ادا
ملا اپنی آنکھوں سے الفت کے ساتھ
کبھی آنکھ پر شکلِ دامانِ تر
تو کھولا اُسے صورتِ چشمِ ناز
سمجھکر معانی بھری ایک آہ

کہا خوش رہے وہ مسیحِ زمن — ہین اعجاز میرے لیے یہ سخن
یہی ہین دوا جانِ رنجور کی — یہ باتین لکھی ہین بہت دور کی
انھین ہین لکھی ہین بطرزِ سلیم — امانی د جملہ کتابِ قدیم
جو لوحِ دو عالم پہ تحریر ہی — انھین تین سطرون کی تفسیر ہی

اضطرابِ بےنظیر

پلا بادہ ای ساقیِ خوش صفات — کہ ہو رنجِ فرقت سے کچھ تو نجات
شبِ ہجر کب تک اُٹھا جامِ عیش — کہ روشن ہو دم سے ترے نامِ عیش
پریشان ہون بنا دے تو رنگِ بہار — اُڑون دوشِ نشہ پہ ہو کر سوار
اُٹھی ہی جو کالی گھٹا اس طرح — مجھے کل پڑے بے ترے کس طرح
جو اُٹھتی ہی چارون طرف یہ پھوار — انی کی طرح ہوتی ہی دل کے پاس
اندھیرے مین بجلی کا یہ کوندنا — مرے دل کو حسرت کا یہ روندنا
یہ ساون کی راتین یہ گھرا سا ابر — بھلا کس طرح آئے پھر دل کو صبر
تڑپتا ہون جز شوق دے کون ساتھ — نہین سوجھتا ہاتھ کو آج ہاتھ
یہ سناٹا پانی کا ٹھنڈی ہوا — وہ حسرت بھری بانسری کی صدا
درختون پہ وہ جگنوؤن کی بہار — کہ اُڑتے ہین نالون سے میرے شرار

تڑپتی ہی بجلی اُدھر متّصل — اِدھر لوٹ جاتا ہی بے یار دل

مین سکتے مین تھا موروں کے شور سے — گرجنے لگا رعد بھی زور سے

یہ تو کچھ ترشح بھی ہونے لگا — مرے ساتھ گردون بھی رونے لگا

ہوئے جاتے ہین ایک اب بحر و بر — برستا ہی کیا ابر جی کھول کر

بہت زور سے چل رہی ہی ہوا — عجب کیا کہ چھٹ جائے دم مین گھٹا

اِدھر دیکھو وہ کھل چلا آسمان — ستارے بھی دو اک ہوے ضو فشان

بڑھانے کو دل کا مرے اضطراب — وہ چمکین شعاعین میانِ سحاب

لیے ہاتھ مین نیزہ ہر اک کرن — لگی کھولنے بندِ زخمِ کہن

نظر آتی ہین دور جو جھاڑیان — ہی اسدم درندوں کا اُنپر گمان

یہ تو چاندنی مین ہوا دشت غرق — لگی لوٹنے میرے سینے پہ برق

وہ کوئل پپیہا وہ چلّائے مور — یہان بڑھ گیا اور وحشت کا زور

غضب چھوٹی چھوٹی سی کرنین ادھر — سر آب ہین کس طرح جلوہ گر

شب ہجر مین آج یہ چاندنی — کھلاتی ہی ہیرے کی مجھکو کنی

جگر پارہ پارہ ہی دل چور ہی — بشر ہائے کس درجہ مجبور ہی

یہ وہ رات تھی ای مرے ذو الجلال — کہ ہم مل کے پیتے شرابِ وصال

مگر ہائے رہی قسمتِ واژگون / عوض اسکے پیتا ہون مین اپنا خون
فلک پر ثوابت نہ سیّارے ہین / انگیٹھی ہے گردون یہ انگارے ہین
نہ ہے چین دل کو نہ آنکھو مین خواب / بنا ہون مین سرتاپا اضطراب
یہان تو ہے خود دل پہ غم کا ہجوم / خدا جانے کیون گھورتے ہین نجوم
مرے رب مرے ارحم الرّاحمین / سحر ہوگی اس رات کی یا نہین
پڑھا اسپہ فرمانِ مہرِ منیر / ہوا اور بھی مضطرب بےنظیر
چڑھین ندّیان گریۂ ذوق کی / لپک بڑھ گئی شعلۂ شوق کی
کڑی چوٹ وہ دل پہ کھائے ہوے / جدائی کے صدمے اُٹھائے ہوے
روانی سے اشکون کی وہ مضمحل / لبون سے عیان صدمۂ دردِ دل
جنون اُسکو گھر سے نکالے ہوے / امیدین طبیعت سنبھالے ہوے
بنی تھی جو دل پر تو بگڑے تھے طور / برستے تھے شیشے پہ کیا سنگِ جور
ہوس بڑھ کے دل مین سماتی نہ تھی / طبیعت ہی قابو مین آتی نہ تھی
جگر مین تڑپ جانِ بسمل مین بھی / وہی درد سینے مین بھی دل مین بھی
دل و جان پہ یہ حسرتین چھا گئین / امنگین بھی دم بن کے گھبرا گئین
خبر پائون کی کچھ نہ سر کا ہوش / جنون مین بس آوارہ گردی کا جوش

شرر کیا کہ برق اسپہ قربان تھی
کہ اسکی تڑپ مین عجب آن تھی

کوئی شے نہ ہرگز خوش آتی اُسے
خدا کی خدائی نہ بھاتی اُسے

کہے کون جو دل پہ تھی واردات
نکلتی نہ تھی ضعف سے منہ سے بات

صریرِ قلم سر فشانی سے تھا
وہ نالان بریدہ زبانی سے تھا

وہ برچھی سی دل مین کھٹکتی ہوئی
نگاہون سے حسرت ٹپکتی ہوئی

عیان لب سے دل محوِ آفات ہے
خموشی یہ کہتی تھی کچھ بات ہے

برنگِ گلِ زخم حالت زبون
ہنسی مین بھی جاری ان آنکھونسے خون

جلا دل تو کھینچی وہین آہ سرد
گری جو طبیعت چمک اُٹھا درد

تھی اس درجہ بیتاب جان حزین
کہ ہر دم تھا اسکا دم واپسین

جو حسرت بھرے دل مین کچھ آگئی
نگاہون پہ کیا بیکسی چھا گئی

تصوّر مین ہر وقت ردّ و بدل
کبھی محو ہو کر پڑھی یہ غزل

غزل

ترے غم نے یہ دن دکھایا مجھے
کہ مجھ سے بھی آخر چھڑایا مجھے

ہوا اپنی ہستی سے بھی بے خبر
نہ معلوم کیا یاد آیا مجھے

خدا جانے تھا خواب مین کیا سمان
ارے دردِ دل کیون جگایا مجھے

ستم کرتے مل کر تو پھر لطف تھا
جدائی مین کیا آزمایا مجھے

جدائی سے تیری نہین کچھ غرض
ملا اُس صنم سے خدایا مجھے

نہ دیکھا کچھ اُن مین جز اندازِ جور
مگر وہ بھی کیا تھا جو بھایا مجھے

جفا سے وفا سے کہ از راہِ ناز
غرض جس طرح ہو لبھایا مجھے

وفا کا گلہ کیا کرون بینظیر
یہ کیا کم ہی جو بس ستایا مجھے

ہوا شوق یہ دیکھکر بیقرار
گر رو رو کے کھوتا ہی وہ جان زار

حرف استثنا ۱۲

کہا شہ سے اب صبر گھٹنے لگا
کلیجا مرا غم سے پھٹنے لگا

لکھا ہی تمھین صبر کے واسطے
نہ یون جان پر جبر کے واسطے

کہا شہ نے ای مونس غمگسار
سنا کچھ بھی تو مژدۂ وصلِ یار

کہا اُسنے اچھا یہی بھیجیے
مجھے پھر کوئی نامہ لکھدیجیے

ابھی روضۃ القدس جاتا ہون مین
خبر مہر کی جا کے لاتا ہون مین

سنا یہ تو پھر لے کے کلکِ خیال
لکھا صفحۂ آرزو پر یہ حال

نامۂ بینظیر

مرے دلربا شاہ بینظیر
سپہرِ محبت کے مہرِ منیر

شبِ تارِ ہجران ہجوم بلا
تم آؤ تو چھٹ جائے غم کی گھٹا

جگر شاد ہو قلب مسرور ہو
مرا خانۂ عیش پرنور ہو

کہانتک یہ سوزِ درون کی تپش
کہانتک یہ دردِ نہان کی خلش

یہی ہی جو غفلت دوا ہو چکی
مریضِ الم کو شفا ہو چکی

غنیمت ہی دم آپکا ای مسیح
رہے روز افزون یہ حسنِ صبیح

تپِ غم سے گو مین پریشان ہون آج
کبھی ہو رہیگا مرا بھی علاج

کرو شکر اپنے کمالات کا
ملو آکے مجھ سے مرے مہ لقا

تم آؤ جو ای شاہِ عالی جناب
کرون تم پہ صدقے مہ و آفتاب

سڑک آنے کی جو برابر کرین
عوض کنکرون کے ستارے بھرین

جو دل خواہشِ خوش بیانی کرے
دبیرِ فلک مدح خوانی کرے

سُنائے وہ نغمہ تمھین لاجواب
کہ زہرہ ہو زہرہ کا بھی آب آب

ترنّم کا یہ گرم بازار ہو
یہ دل مشتری بھی خریدار ہو

کرون جمع اسبابِ عشرت تمام
زحل کی نحوست نہ کچھ آئے کام

مرتّب وہ رہنے کو ایوان ہو
جہان نجم کیوان بھی دربان ہو

لٹکتے ہون وہ قمقمے متصل
ثریا جنھین دیکھ کر ہو خجل

وہ قبّے بھرے نور سے سربسر
کہ نسرین و پروین کی جھیپے نظر

بیضین

بنین ساقیِ بزمِ غلمان و حور ۔ فروزان ہو جا رو نظرت شمعِ نور
کرون حاسدون کے جگر کو کباب ۔ نظر آئے ہر جام مین آفتاب
ملے نوشِ وصلت جو ای ماہرو ۔ کرون نیشِ عقرب مین نذرِ عدو
ہٹا دون جو رخ سے وہ زلفِ سیاہ ۔ تو برجِ حمل سے نکل آئے ماہ
اُلٹ دو جو محراب مین تم نقاب ۔ تو آئے نظر قوس مین آفتاب
کرو مہر سان طرہِ جدی و ثور ۔ کہ شیرون کو لازم ہو شیرونکا طور
پڑین جو تمھارے قدم کے نشان ۔ تو رستہ بنے غیرتِ کہکشان
ہو زلفون مین اپنا دلِ پرشرر ۔ جلے منزلِ سنبلہ مین قمر
زنخ پر ہو جو گیسوِ مشکناب ۔ تو پانی بھرے دلو مین آفتاب
دکھائین وہ آنکھین جو اپنا جلال ۔ اسد سر جھکائے برنگِ غزال
یہ ہو گرمیِ وصل مین سوز و تاب ۔ کہ سرطان کو گردون بنائے کباب
وفا تم کرو ہم جفائین سہین ۔ کہ میزان کے پلّے برابر رہین
ہو تم چرخِ وحدت پہ ہو قطبِ خاص ۔ ان آنکھون مین قطبین کے ہین خواص
جگہ پاؤن پہلو مین جو آپ کے ۔ نہ ہو قطب کی طرح جنبش مجھے
ہین یہ جلوہ گر چرخ پر جو نبات ۔ تمھارے عدو پر لگائے ہین گھات

جو دکھلاؤ لب اپنے ای گلبدن ابھی خون تھوکے عقیقِ یمن
سہیلِ یمن کا بھی ہو رنگ زرد لہو لعلِ رمّان کا ہو جائے سرد
جبینِ منوّر جو دیکھے سُہا نہ سجدے سے پھر سر اُٹھائے ذرا
جو بکھریں وہ گیسو تو پھر بے سکوت دلِ زارِ یونسؑ ہو وہ زلف حوت
ہو رحمت کی جا میری آوارگی یہ جوشِ جنون اور بیچارگی
مین ہون جان بلب تم جلا لو مجھے خفا ہون ہین دم سے منالو مجھے
زمانے مین رہجائے تا یادگار تمھاری محبت مرا انکسار

بہارِ صبح

پلا آج ساقی صبوحی مجھے کہ حاصل ہو تا قوتِ روحی مجھے
کرون غرغرہ آبِ کوثر سے آج اُٹھون نشہ آلود بستر سے آج
وہ مے ہو پیون جسکو سُنکر اذان برنگِ دعائے سحر ہون روان
ستارے جو چھٹکے تھے افلاک پر وہ آتے ہین اب جا بجا کچھ نظر
نہ وہ چشمکین ہین نہ وہ شوخیان نہ وہ جھمگھٹے ہین سرِ آسمان
فراہم تھے پہلے جو انگور سے وہ اک اک کو تکتے ہین اب دور سے
سحر کا سپیدہ بھی ہی کیا غضب چھپے جاتے ہین پردۂ شب مین سب

ہوئی صبحِ خندان جو پرتو فگن / پریشان ہوئی چرخ کی انجمن

ریاضِ سحر مین جو پھولی شفق / ہوا رنگ تارون کا یکبار فق

سحر کا جو دھڑکا ستانے لگا / فلک اپنی افشان چھڑانے لگا

سُنی بادِ صبحِ چمن کی جو دھوم / کیے گل فلک نے چراغِ نجوم

ابھی کیا چمکتا تھا نجمِ سحر / ہوئی روشنی ماند اب اُسکی مگر

چمک مین نہ تارونکی ہو کیون کمی / کہ پھیکی پڑی جاتی ہو چاندنی

ستارے جو تھے زیبِ بزمِ فلک / جھپکتی نہ تھی جنکی اکدم پلک

وہ ایک ایک کرکے روانہ ہوے / سحر ہوتے ہی سب فسانہ ہوے

مگر کچھ وہ ہین رنگِ تزئینِ صبح / چنے گا اُنھین دم مین گلچینِ صبح

سو وہ بھی ہین کچھ جھلملاتے ہوے / ندامت سے آنکھین چُراتے ہوے

ستارے جو باقی رہے خال خال / نہ اُنکا رہا کچھ کسی کو خیال

جو تل کی طرح جا بجا پا گیا / اُنھین چن کے مرغِ سحر کھا گیا

فلک پر وہ کچھ روشنی صبح کی / وہ ہلکی سی مہتاب کی چاندنی

جو نجمِ سحر بھی لجانے لگا / قمر اپنا بستر اُٹھانے لگا

چھڑائی تھی مہتاب گردون نے رات / اُسی کے یہ سب پھول تھے بے ثبات

نظر کی جو گردون کی خرگاہ پر
ہوائی سی چھٹنے لگی ماہ پر

شفق مین ہی جو رنگِ صبحِ امید
ہوا جاتا ہے چہرۂ مہ سفید

کیا کاروان نے نہ شب کو مقام
پسینے پسینے تھا اس سے تمام

ستارے جو تھے جلوہ گر چرخ پر
پسینے کے قطرے تھے وہ سربسر

فلک نے یہ سب گوہرِ بے شمار
کیے فرقِ صبحِ طرب پر نثار

گرے صورتِ اشک جو خاک پر
وہ شبنم کے قطرے بنے سربسر

یہ سب مشتری ہو گئے جب نہان
بڑھائی قمر نے بھی اپنی دکان

سحر کا عمل حسبِ مرضی ہوا
خطِ کہکشان خطِ فرضی ہوا

اصول اسکے موضوعہ جتنے تھے سب
ثبوتِ سحر کے ہوے وہ سبب

ضیا صبح کی پھیلی اطراف مین
شبِ ہجر جا کر چھپی قاف مین

شفق پھول کر رنگ لانے لگی
نئی آگ دل مین لگانے لگی

کھڑی ہو الگ شمع بھی کیا اداس
پتنگونکے کچھ ڈھیر مین آس پاس

ہوئی دل جلونکے یہ غم مین تباہ
کہ اٹھنے لگا فرق سے دودِ آہ

تمام اسکی ترگی جو بالکل ہوئی
سحر ہوتے ہی شمع بھی گل ہوئی

اڑا ہر طرف رنگِ صبحِ بہار
فلک پر کھلا یک بیک لالہ زار

نمایان ہوے خوب آثارِ صبح — جہان مین ہوا گرم بازارِ صبح
ہوا صبحِ صادق کا جب دم یقین — تو بستر سے اُٹھنے لگے نازنین
کوئی شاخِ گل کی طرح جھومتا — اُٹھا کوئی ساغر کا لب چومتا
اُٹھا کوئی سرگرم حمد و سپاس — کوئی نیند کے جھونک مین بدحواس
اُٹھے شہر کے زاہد و حق پرست — اُٹھے رندِ مینا نہ ساغر بدست
شبِ ہجر سے ڈرنے والے اُٹھے — شبِ وصل پر مرنے والے اُٹھے
اُٹھے رہ نشینانِ کوے بتان — اُٹھے ساکنانِ درِ دلستان
کسی کو کوئی گدگداتا اُٹھا — کوئی مُنھ چھپا کر لجاتا اُٹھا
گجرِ صبح کا غل مچانے لگا — جو سوتے ہین اُنکو جگانے لگا
نہ جاگا پر اسپر بھی بختِ عدو — بنا جا کے سبزہ لبِ آبجو
اذانون کی آواز آنے لگی — دعا تا سرِ عرش جانے لگی
ہوا جس گھڑی کم اذانون کا شور — اُٹھا دیر سے بید خوانون کا شور
طیور آشیان سے نکلنے لگے — سمن بُو روش پر ٹہلنے لگے
رُخِ لالہ کو اوس دھونے لگی — شفق رشک سے خون رونے لگی
گل اندام کپڑے پہننے لگے — پری چہرہ بن ٹھن کے تننے لگے

یہ اٹکھیلیون پر نسیمِ سحر
اُڑی پھرتی ہی آج گل کی شمیم
جُھکا دیتی ہی سر صبا کی جھپٹ
دیا دایۂ نشو نے بے خطر
کِھلے پھول غنچے چٹکنے لگے
یہ شبنم سے تازہ ہین رخسارِ گل
یہ سبزے پہ قطرے ہین چھائے ہوے
ہوے برگِ گل حمد مین ترزبان
ٹپکتی ہی شبنم جو وقتِ سحر
جو شاخین گرین شوق مین جھوم کر
ہر اک شی پہ چھایا ہی جو رنگِ ہو
جو ہی آج گلشن مین خوشحال ہی
عجب وقت ہی یہ عجب یہ سمان
سُہانی سحر یہ سُہانی فضا
کہین نغمہ زن طوطیِ خوش مقال

کہ آتے ہین جھونکو پہ جھونکے اِدھر
کِھلاتی ہی غنچون کو موجِ نسیم
جنون خیز ہی بوئے گل کی لپٹ
ہر اک طفلِ غنچہ کو شیرِ سحر
چمن کے چمن لو مہکنے لگے
کہ انجم ہوے زیبِ دستارِ گل
کہ مخمل پہ موتی بچھائے ہوے
خدا نے بھرا موتیون سے دہان
ہوے وجد مین آکے گریان شجر
اُٹھین یار کی خاکِ پا چوم کر
ہو سکتے ہین آئینۂ آبجو
فقط بختِ خوابیدہ پامال ہی
کہ حیرت کے عالم مین ہی آسمان
یہ مرغانِ خوش نغمۂ و خوشنوا
کہین نالہ کش بلبلِ خستہ حال

اُٹھی ہر طرف چہچہون کی صدا
فغانِ عنادل نے باندھی ہوا

وہ گلزار ہین قمریان نعرہ زن
وہ صحرا مین فریادِ زاغ و زغن

غرض اپنی اپنی زبان ہین طیور
ہین سرگرم تسبیحِ ربِّ غفور

اُدھر کوڑیالا بھی ہر رنگ کا
مسطّح زمین پر کھِلا جا بجا

کھلا ہی وہ سبزے پہ یون باغ باغ
ہون دریا مین جس طرح روشن چراغ

ہر اک رنگ کے خوبصورت نگین
زمرّد کے تختے پہ دیکھے ہین

یہ ہوتا ہی گردِ سحر سے عیان
کہ آتا ہی کوئی بڑا کاروان

وہ ظلمت کا سائے ہین کچھ کچھ اثر
چھپا زیرِ دامانِ گردِ سحر

یہ دیکھا ہی تھا چشمِ ادراک نے
پڑھی آیۂ فتح افلاک نے

سُنہری شعاعون کے نیزے لیے
ہراول بڑھے لشکرِ صبح کے

شفق کے پھریرے اُڑے چرخ پر
شعاعون نے گاڑے علمہائے زر

لبِ جو تھا گہرے کا جو کچھ دھوان
چمکنے لگین اُس ہین چنگاریان

شعاعون کی جاروب نے ایکبار
کیا صحنِ افلاک کو بے غبار

ہوئی اشکِ شبنم سے تر گل زمین
پُھہارین بھی گہرے کی گرنے لگین

ہوا ختم چھڑ کاؤ کا انتظام
ہوا صاف مطلع سحر کا تمام

سنہری شعاعون کا عکس آب مین کہ جو ٹھر کرے قلب بے تاب مین
چمک کر دکھاتا ہی یہ صاف صاف کہ آئینے کا ہی بسنتی غلاف
یہ نہرون مین عکس شفق کا نشان لگی آگ پانی مین اللہ کی شان
شعاعون کی پانی پہ چنگاریان ہین سطح بلورین پہ گلکاریان
درختون کے سائے کا حوضون مین دخل کہ شیشون مین ڈھالے زمرد کے نخل
کھڑے ہین خموش اب شجر صف بصف کہ عالم ہی سناٹے کا ہر طرف
زمین و فلک پر یہ چھایا جلال کہ عاری ہوے نطق سے اہل قال
اٹھا کر طیور اپنے سر بار بار کسے دیکھتے ہین بصد انتظار
کسی کو کوئی دیکھنے کے لیے وہ جھانکا دریچے سے افلاک کے
حسینون کے جھرمٹ مین اک نازنین لب جو ہوا آ کے مسند گزین
ادا شوخی و ناز کی ساتھ مین سحر آفتابہ لیے ہاتھ مین
غرور و کرم بے نیازی و ناز شب و روز انھین سے لیے ساز و باز
نہ رندی نہ کچھ پارسائی سے کام اسے رات دن خودنمائی سے کام
قضا و قدر اسکے خدمتگزار سراپا وہ نور خداوندگار
چپ و راست اسکے جلال و جمال اک ادنی صفت دلبر بے مثال

بزار بر گیا سب نے جُھک کر سلام
وہ طائر پھر اب چہچہانے لگے
مبارک سلامت کی ہی دھوم دھام
یہ اشعار سب مل کے گانے لگے

غزل

خدایا تری تا خدائی رہے
دو عالم مین اسکی دوہائی رہے
ترا نور جب تک رہے جلوہ گر
یہی اسکی جلوہ نمائی رہے
تو جب تک شناسا رہے ذات کا
یہ آگاہِ خود آشنائی رہے
رہے تیری قدرت کا جبتک عمل
یہی اسکی فرمانروائی رہے
رہے تو بری تا ہر اک قید سے
اسے بندِ غم سے رہائی رہے
ترا ناخنِ حکم جب تک ہو تیز
یہی اسکی عقدہ کشائی رہے
ترا دستِ ہمت رہے تا بلند
یہ چارہ گرِ بینوائی رہے
ترا جلوہ جب تک نہ محدود ہو
یہی اسکے دل کی سمائی رہے
رہے وصل جب تک بقا سے تجھے
نہ اسکی ہماری جدائی رہے
رہے تا تجھے حُسن پر اپنے ناز
نثار اسپہ ساری خدائی رہے
سبھی جائے پر خالق بینظیر
طبیعت مری اسپہ آئی رہے
کوئی محو ہی گا رہا ہر کوئی
وہ دل کی طرح آ رہا ہو کوئی

ہوا آ کے پابوس باصد ادب   کہا اے بہارِ ریاضِ طرب
تو مثلِ سحر نور افشان رہے   ہمیشہ یہی شوکت وشان رہے
مین پہلے گیا کعبۂ خیر کو   سُنا خود بدولت گئے سیر کو
وہان سے حضورِ خداوندِ تخت   ہوا آ کے حاضر زہے میرے بخت
ہوا حکم کیون ہین یہ آنکھین پرآب   دیا اُسنے اک خط بجائے جواب
لیا شوق سے اور پڑھ کر کہا   کہ اے پیکِ فرخندہ پے مرحبا
بہت تیز رو اور طرار ہے   بہت اپنے فن مین تو ہشیار ہے
نہین عقلِ کل کو بھی کچھ ہمسری   تجھی کو ہے زیبا یہ نامہ بری
وہ بولا کہ اے شاہِ ملک و سریر   مین ہون کمترین بندۂ بینظیر
ہوا حرف زن یون شہِ پاکذات   ہمین نے دیے ہین اُسے یہ صفات
وہی کرنا ہے جس مین اُسکی خوشی   کہ عاشق ہے وہ اور معشوق بھی
پسند آئی ہے اُسکی عرضی مجھے   ہے دل سے قبول اُسکی مرضی مجھے
یہ مژدہ تو پہونچا اُسے زود تر   مین اُسکا ہون میرا ہے وہ نامور
کہ کچھ دنون مصلحت ہے یہی   رہے وہ مقامِ طرب مین ابھی
سپاہ الم سے رہے ہوشیار   حفاظت کرے اُسکی لیل و نہار

پھر آنا یہان جب وہ بھیجے تجھے
کہ وصل اُسکا مدّ نظر ہی مجھے

یہ سنکر ہوا بحرِ شادی مین غرق
قدمبوس ہو کر چلا مثلِ برق

ملا راہ مین ایک بحرِ روان
یہ سوچا ذرا دیر دم لون یہان

تو دیکھا کہ میرِ سعادت وزیر
لیے ساتھ اپنے سپاہِ کثیر

اسی سمت آتا ہی مانندِ موج
پریشان وخستہ مگر ساری فوج

اُسے دیکھکر شوق بے اختیار
پکارا کہ او سرورِ نامدار

یہ لشکر پہ غم کے چڑھائی ہی کیون
سفر کی مصیبت اُٹھائی ہی کیون

وہ آواز پہچان کر شوق کی
بڑھا اسپ دوڑا کے یکبار گی

بنی تھی جو حالت دکھائی اُسے
سنی اُسکی اپنی سُنائی اُسے

مجاہدات

پلا اب تو مے ساقیِ ذی کرم
کہ گھیرے ہوئے ہی سپاہِ الم

اُٹھا ساغرِ مے طبیعت سنبھال
مجھے ورطۂ بحرِ غم سے نکال

وہ مے ہو جو دکھلائے اپنی بہار
اُڑون صورتِ بوئے گل ایکبار

ہی کچھ دھوپ کا عکس کہسار پر
شعاعین چمکتی ہین اشجار پر

تری اُوس کی دھوپ کھونے لگی
ہوا بھی ذرا گرم ہونے لگی

نسیم

پرندے زمین پر اُترنے لگے ہرن طُل کے جنگل مین چرنے لگے
اُڑے کھول کر قاز و سرخاب پر گرے مرغِ آبی وہ تالاب پر
وہ کھیتون مین چڑیان بھی آنے لگین وہ چن چن کے دانے اُٹھانے لگین
ہوا پھر وہی کاروبارِ جہان ہوے لوگ مصروفِ کارِ جہان
ہوا مین ابھی تک نہین کچھ غبار رطوبت لگی اُڑنے بن کر بخار
مگر شہر مین یہ نہین آب و تاب کہ ٹیلون کی ہی اوٹ مین آفتاب
بلندی پہ کچھ دھوپ آنے لگی وہ کلسون پہ سونا چڑھانے لگی
مُنڈیرون پہ کچھ کچھ جھلکنے لگی اتر کر وہ در پر چمکنے لگی
غرض چاکِ جیبِ سحر بڑھ گیا قریب آدھ گھنٹے کے دن چڑھ گیا
ہزارون جوانانِ لشکر شکن وہین دامنِ کوہ مین خیمہ زن
وہین چھوڑ کر وہ سب اسبابِ بزم چلے ہین کسی سمت کو بہرِ رزم
یکایک کھڑے ہوگئے وہ وہین کسی نے ابھی اُنکو دیکھا نہین
اِدھر لوگ کچھ چڑھ کے دیوار پر نظر کرتے ہین دشت و کہسار پر
چمکتے ہوے خود و تیغ و تفنگ پھر اُنپر سنہری شعاعون کا رنگ
وہ زرہین چمکتی ہوئی دور سے کہ گویا بنی تھین وہ بلور سے

خوشی کے پھریرے اڑائے ہوئے
وہ ہر شخص نیزہ اُٹھائے ہوئے

وہ گھوڑے کنوتی بدلتے ہوئے
اشارون مین رُک رُک کے چلتے ہوئے

سواروں کی ہر دم اسی پر نگاہ
کہ اُٹھنے نہ پائے کہین گردِ راہ

رُکے پھر وہ کچھ دور کہسار سے
مخاطب ہوے اپنے سردار سے

وہ کہتا ہی ٹھہرو یہین آس پاس
کہ ہی سخت مضبوط بابِ سپاس

اِسے توڑنا ہی بہت کارِ سخت
کہ یہ شہر ہی شاہ کا پایہ تخت

مقامِ طرب خلد منزل ہی یہ
دیارِ محبت کا حاصل ہی یہ

حیاتِ ابد اسمین اک باغ ہی
مرے دل کو اُس باغ کا داغ ہی

ہی قصر اسمین اک عیش جاوید نام
انھین دونون سے ہی فقط مجکو کام

اسی غم مین ہی میری حالت تباہ
کہ تھی شاہ ملعون کی یہ سیرگاہ

مگر ہاتھ آنا بھی دشوار ہی
کہ چارون طرف اسکے کہسار ہی

اُدھر جائین تو ہوگی بیشک شکست
کہ ہی گھاٹیون پر بڑا بند و بست

مگر ایک تدبیر آسان ہی
کہ صحرائے وحشت مین سلطان ہی

ہمارا تمھارا وہان کیا گزر
کہ اُس جا فرشتون کے جلتے ہین پر

کرین اہل قلعے کو محصور ہم
رسد سے کرین انکو مجبور ہم

درِ قلعہ پر چل کے ہون جائیگیر — مقابل ہو کوئی تو برسائین تیر
یہ جب آب و دانہ سے ہون ناصبور — ظفر ہوگی ہم کو میسر ضرور
اِدھر آئے جو شاہ بھی قہر بین — تو جانے نہ دین ہم اُسے شہر مین
جدھر جائے وہ ہو اُدھر سدِّ راہ — رہے مستعد اس پہ اپنی سپاہ
سُنی سب نے یہ گفتگوئے عجیب — کہ تھا اُس ہنارے سے وادی قریب
وہ شور سے جو اسطرح کرنے لگے — یہ گھبرا کے فوراً اُترنے لگے
اترتے ہی پہونچے درِ قلعہ پر — کرین قلعہ بانون کو تا یہ خبر
وہ پہونچے ہی تھے در پہ مغرور سے — نظر آئی کچھ روشنی دور سے
یہ کرنین چمکتی ہین کس چیز پر — ٹھہرتی نہین اسپہ مطلق نظر
سوار آتے ہین کچھ ادھر زرق برق — سراپا ہین فولاد و آہن ہین غرق
صفائی مین آئینہ تیغ و تفنگ — پھر اُنپر شعاعون کی شوخی کا رنگ
وہ بجلی سے کچھ کم چمکتی نہین — وہ آنکھین نہین جو جھپکتی نہین
یکایک قریب آ گئے وہ سوار — مقابل ہوئے پاسبانِ حصار
ہوئی فوجِ قلعہ کو یہ آگہی — کہ فوجِ لعینان قریب آ گئی
بڑھی آتی ہے دمبدم بیشتر — پہونچتی ہے دم مین درِ قلعہ پر

نظر آتے ہین اُنکے بے طور ڈھنگ — اُسی دم بجا قلعہ مین کوسِ جنگ
زمین اُسکی آواز سے ہل گئی — سرانِ سپہ کو خبر مل گئی
دیا حکم وقفہ نہ زنہار ہو — اسی وقت سب فوج تیار ہو
یہ سن کر دلیرانِ و مردانِ کار — زرہ پوش ہو کر پئے کارزار
نکل کر درِ قلعہ سے ناگہان — ہوے فوجِ دشمن پہ حملہ کنان
چلین ہر طرف سے یہ توپ و تفنگ — شب تار و تیرہ تھا میدانِ جنگ
مفر کی کوئی راہ تکتا نہ تھا — کسی سمت کچھ دیکھ سکتا نہ تھا
بہت اُڑ گئے گر گئے سیکڑون — اِدھر سے اُدھر پھر گئے سیکڑون
مگر جوش مین آ کے بڑھتے گئے — وہ سب موت کے منھ پہ چڑھتے گئے
بہت قلعہ سے شعلہ باری ہوئی — نہ کوئی سپہ پر فراری ہوئی
کشاکش سے قلب و جگر ہل گئے — لڑائی مین آخر وہ یون مل گئے
نہ باقی رہی کوئی ترتیبِ جنگ — ہوئین بار اُسوقت توپ و تفنگ
حفاظت کو نکلے ہین جو شہر کی — بہت کم ہین تعداد مین یہ ابھی
پہونچتی گئی جن کو جن کو خبر — ہوے جنگجو آ کے بیرونِ در
ہوے آگ غصے مین اہلِ ستیز — ہوا گرم ہنگامۂ رستخیز

سر و سینہ و پہلوئے اہلِ جنگ | ہوے وقفِ گرز و سنان و خدنگ

بہت دیر تک تیر برسا کیے | گلے آبِ خنجر کو ترسا کیے

ہوے دونون جانب کے ترکش تہی | ہوئی ختم بارش بھی اب تیر کی

اُڑے مرغِ جان کچھ برِ تیر سے | بہت پھل گرے شاخِ شمشیر سے

چلی تیغ تو پشتِ زین پر رُکی | جو اُسکو بھی کاٹا زمین پر رُکی

جدائی سر و تن مین ہونے لگی | لہو سوگِ دشمن مین رونے لگی

نکالے ہوے اپنی سوکھی زبان | چلی خون پینے سوِ دشمنان

روان ہوتے ہی جان کھونے لگی | گلے مل کے اک اک کے رونے لگی

ادھر وار پر وار چلنے لگے | شرر اسکے منہ سے نکلنے لگے

سپر کو جو کاٹا تو سر پر گئی | جو منہ پر چڑھا اُسکو دو کر گئی

چلی المضاعف دمِ کارزار | کیا دو پیادون کو راکب کو چار

جو غصّے مین آکر اُبلنے لگی | لہو منہ سے آخر اُگلنے لگی

مٹایا یہانتک عدو کا نشان | ہوئی چشمِ جوہر سے خود خون فشان

چمک کر چلی وہ شرارت بھری | کسی وقت شعلہ کسی دم پری

گری صورتِ مست وہ جس طرف | ہوئی مستِ جامِ فنا صف کی صف

چلی یہ تو منہ سب کے پھرنے لگے
ہوئی آرہ جو پیتے پیتے لہو
ہوئی محض بیکار شمشیر تیز
چقاچق کی آواز آنے لگی
پڑی جن پہ اک ضرب وہ اہلِ کین
ہوے دست و پا سب کے بے اختیار
نہ حاجب ہی جوشن نہ مانع زرہ
اُدھر کے ہزاروں یلِ ارجمند
بہت دیر یہ حشر برپا رہا
نہیں ہوتی معلوم فتح و شکست
اُٹھا ہی یہ کیسا وہ گہرا غبار
بہت غور سے دیکھتے ہین مگر
قریب آتے آتے ہوا کم غبار
فصیلوں سے اتنے میں اک ہوشمند
کہ ای نوجوانان و مردانِ کار

ثمر نخلِ ہستی کے گرنے لگے
کیے قطع نخلِ حیاتِ عدو
اُٹھے گرز برپا ہوئی رستخیز
سپر ہر طرف مُنھ کی کھانے لگی
اُسی جا ہوئے گر کے نقشِ زمین
گرے گرز نیزے لیے ایکبار
سناں کھولتی ہی دلوں کی گرہ
کیے اہلِ دژ نے اسیرِ کمند
جو نیزے بھی ٹوٹے تو اب کیا رہا
ہین پر اہلِ قلعہ بہت چیرہ دست
مخاطب ہین دونوں طرف کے سوار
نہیں آتا جز تیرگی کچھ نظر
نظر آئے اُس میں علم بیشمار
پکارا یکایک بہ بانگِ بلند
وہ آتی ہی فوجِ لعین ہوشیار

لعین ابنِ ملعون کا سُن سُن کے نام
صدا آئی برجون سے یہ ایکبار
خبردار ٹھہرو نہ میدان مین
تمھین اس گھڑی ہی میسّر ظفر
ہوے نعرہ زن وہ یلانِ جری
یہین مارینگے اور مر جائینگے
قریب آگئی اب وہ فوجِ لعین
وہی تازہ دم لشکرِ نابکار
گھڑے ہر طرف سے یہ مردانِ جنگ
اُٹھائے ہین دستِ دعا جنگجو
یہ معلوم ہوتا ہی سب اہلِ دین
اُدھر کا ہراول ہی کفرانِ جنگ
اگر خیر مغلوب ہو جان کی
ہوئے خشمگین یہ ہزبرِ زیان
تو کیا ہی ترا شاہ ملعون بھی

وہ مردود بکجا ہوئے پھر تمام
کہ ای پہلوانانِ عالی وقار
نہین تو گھرے آن کی آن مین
چلے آؤ اب قلعہ مین بے خطر
کہ تا حشر یہ تو نہ ہو گا کبھی
نہ قلعہ مین پر بھاگ کر جائینگے
ہوے اہلِ وِژ سخت اندوہگین
ہوا حملہ آور یمین و یسار
ہوا اہلِ وِژ پر بہت وقت تنگ
کہ یارب ترے ہاتھ ہی آبرو
کوئی دم مین ہون نذرِ شمشیرِ کین
بڑھا اور کہنے لگا بدرنگ
ہمارے حوالے کرو وِژ ابھی
پکارے کہ او مردکِ بدزبان
نہین دیکھ سکتا سوے وِژ کبھی

منارے پر اک شخص اندوہگین — کھڑا ہی لگائے ہوئے دوربین

ہوا دیکھ کر سوئے در بیقرار — مقرر ہی یہ پہلوان قلعہ دار

ہی استادہ جسپر یہ فیروزمند — ہی نام اس منارے کا بختِ بلند

پکارا کوئی دور سے بیدرنگ — کہ بتلا تو کچھ خانِ تقدیر جنگ

وہ بولا فصیلون پہ ہی جو سپاہ — کمک کے لیے جائے اسوقت آہ

اُتر کر چلے وہ نبرد آزما — جو باہر تھے انکا بڑھا حوصلا

ابھی رستے ہی مین ہین یہ نامدار — اُٹھا پشتِ فوجِ عدو سے غبار

پکارا وہین خانِ تقدیر جنگ — کرو عرصۂ زیست دشمن پہ تنگ

کہ ہمراہ شاہنشہِ بینظیر — وہ آتا ہی میر سعادت وزیر

یہ سن کر دلیرانِ جنگی سوار — عدو پر گرے ٹوٹ کر برق وار

پس پشتِ دشمن تھے یہ اہلِ جنگ — ہوا حکم برساؤ تیر و تفنگ

گئے تیسری سمت اہلِ کمک — لعینون کو ملتی نہین راہ تک

ہوا فوجِ دشمن کا یہ قتلِ عام — کہ کشتون کے پشتے لگے ہین تمام

اجل کھینچی دوڑو مرے سرگئی — کہ ہین دوڑتے دوڑتے مرگئی

لعین ابنِ ملعون بھی مارا گیا — وہ کفران کا سر اُتارا گیا

یہ دیکھا تو لی سب نے راہِ فرار
تعاقب کنان جاتے ہین بیشمار

ظفریاب ہو کر پھرا وہ وزیر
ہوا دستِ بوسِ شہِ بے نظیر

سرانِ سپہ ہین ستایش کنان
کہ ہو فتح سلطان کی ہمعنان

یہ سن کر یہ بولا شہِ بے نظیر
مجھے لانے جسدم گیا تھا وزیر

مین اُسوقت وحشت کے عالم مین تھا
غمِ یار سے کچھ عجب غم مین تھا

وہین آگیا شوق میرا مشیر
سُنایا یہ فرمانِ مہرِ منیر

خبردار اس مین نہ غفلت کرو
مقامِ طرب کی حفاظت کرو

اُسی وقت میں سعادت کے ساتھ
روانہ ہوا شان و شوکت کے ساتھ

پہونچ کر بفضلِ خدا وقت پر
کیا فوجِ اشرار کو فی السقر

غرض سب مقاصد جو حاصل ہوئے
مقامِ طرب مین وہ داخل ہوئے

مسرت کی گھر گھر ہوئی دھوم دھام
ہوئے محوِ عیش و طرب خاص و عام

حملۂ ملعون

پلا بادہ ساقی اُٹھا رسمِ شرم
کہ ہو حسبِ خواہش مری طبع گرم

دیے جا مجھے جام تو بیدرنگ
تو پھر دیکھ میری طبیعت کا رنگ

مخالف ہو مستی مین جورِ روزگار
بطِ مے کی صورت ہو وہ بھی شکار

چھپے غار میں گرگ و یوز و پلنگ
کہ بدلا ہے قدرت نے موسم کا رنگ

ڈھکیں چوٹیاں برف سے سر بسر
کہ چاندی چڑھائی ہے کہسار پر

کھلے پھول گیندے کے وہ زرد زرد
چلی آتی ہے کیا ہوا سرد سرد

وہ گل مہندی پھولی کھلے گلفرنگ
چمکتا ہوا وہ ہزارے کا رنگ

وہ نیلم کے ساغر لیے کاسنی
وہ سورج کی ہم شکل سورج مکھی

وہ گوبھی کے پتے اکڑنے لگے
بتاشے بھی دو چار پڑنے لگے

اناروں میں کلیاں بھی لو آگئیں
وہ کیلوں کی پھلیاں بھی گدرا گئیں

بہی سیب امرود پکنے لگے
وہ شاخوں میں گوے جھمکنے لگے

وہ پک کر شریفے بھی سب کھل گئے
ٹپک پڑتے ہیں جو ذرا ہل گئے

لدی ہیں درختوں میں نارنگیاں
پھٹی پڑتی ہیں بوجھ سے ڈالیاں

ہزارے لٹکتے ہیں کیا لال لال
جڑے ہیں زمرد کے جھاڑوں میں لال

غضب عشق پیچاں کا شاخوں سے میل
وہ نازک وہ باریک پتی کی بیل

تراشے ہیں قدرت نے کیا بے مثال
کرن پھول یاقوت کے لال لال

وہ کچھ پھول سرسوں میں آنے لگے
ذرا کھیت جوبن دکھانے لگے

کہیں چھوٹے چھوٹے وہ چیری کے پھول
کہیں اودے اودے وہ السی کے پھول

نظر آتی ہی صنعِ ربِّ انام
زمرّد کی چھڑیون پہ نیلم کی شام

ہوا جب اُڑاتی ہی جنگل کی ریت
تو کیا لہلہاتے ہین گیہو انکے کھیت

عمامے کا چلتا نہین زور و پیچ
ہی سردی کے آگے دولائی بھی ہیچ

رضائی مین چھپ کر جو لیٹے ہین آج
گلوبند سر سے پلیٹے ہین آج

تھا جن جن کو نازک مزاجی پہ لاف
ہین لادے ہوے وہ بھی بھاری لحاف

بغل مین کوئی دلبرِ گلعذار
کہ سردی مین ہی بس اسی کی بہار

نہین اور جاڑے کا چارہ کوئی
اسے روئی کھوتی ہی بس یا دوئی

ہم آغوشِ دلبر ہی جو شام سے
اُسی کی گزرتی ہی آرام سے

وہ عاشق کہ جبکا نفس شعلہ بار
اُٹھین یار کی سردمہری ہی بار

گری برف ٹھری جو ٹھنڈھی ہوا
رگون مین لہو اب تو جمنے لگا

دم صبح ہی زور سردی کا اور
جدھر دیکھو ہی چائے و قہوہ کا دور

دھرے ہین وہ شیشونکے کنٹر حسین
کسی مین برانڈی کہین شام پین

پلاتا ہی بھر بھر کے ساقی ایاغ
ہوا آتشِ تر سے روشن دماغ

کوئی مست ہی کوئی مخمور ہی
کوئی نشۂ عشق مین چور ہی

چلی زور سے کیا ہوا رات کو
قیامت کا پالا پڑا رات کو

دوشالے دکھاتے ہین کیا کیا بہار — کوئی شال اوڑھے کوئی جامہ وار
جو کہتے تھے اپنے کو آتش مزاج — چڑھائے ہین دستانے ہاتھون پہ آج
گھرے تھے جو گرمی کے اندھیر مین — پڑے پاءِتابون کے اب پھیر مین
وہ گل جنکو ڈھاکے کی ململ تھی بار — نہین آج کمل سے بھی انکو عار
قبا تھی گران جن پہ تنزیب کی — پہنتے ہین اب کوٹ اچکن وہی
کہین کمرے مین تاپتے ہین حسین — کوئی ہاتھ ہی سینکتا ہی کہین
وہ رنگین کپڑے چمکتے ہوئے — انگیٹھی مین کوئلے دہکتے ہوئے
نہین بھاتی مطلق درختونکی چھاؤن — ہوا مین ٹھٹھرتے ہین اب ہاتھ پانو
نہین چھینٹ سے خالی کوئی دوکان — اُترتے ہین بانات پھلور کے تھان
نزاکت بھری لکھنؤ کی وہ فرد — کہین سرخ و سبز اور کہین زرد زرد
غرض سب کے لب پر ہی سردی کا ذکر — مگر فضلِ حق سے یہان کیا ہی فکر
فقیر اپنے کمّل مین بیٹھا ہی مست — پیاپی چڑھاتا ہی جامِ الست
ردائے نگارین ہی لطفِ مجیب — رضائی کی جا ہی رضائے حبیب
جو مجمر ہی سینہ تو دم شعلہ بار — ہین انگارے داغِ غمِ عشق یار
لگائے ہوئے سوزِ دل کا الاؤ — فقیر اپنی موچھون کو دیتا ہی تاؤ

قریب آٹھ بجنے کے پہونچے مگر ابھی تک نہین آتا سورج نظر

یہ معلوم ہوتا ہی ہی وقتِ شام قیامت کا چھایا ہی کہرا تمام

یہ لو چھپٹ گیا آن کی آن مین نکلنے لگے لوگ میدان مین

نظر آتے ہین جتنے تالاب خام وہ اوڑھے ہین کھنبی کی چادر تمام

میسّر نہین یہ بھی کپڑا اگر سنگھاڑونکے پتّونسے ڈھانکے ہین سر

وہ پانی پہ کائی بھی جمنے لگی وہ کچھ دھار دریا کی تھمنے لگی

وہ ندّی کا زورون پہ بہنا نہین وہ پانی بھی جھیلون کا میلا نہین

سون چپیتے لد کے پچھے۔ سیخ پر چلے آئے کہسار کو چھوڑ کر

کُلنگ اور سرخاب باندھے قطار گرے آکے جھیلون پہ وہ بیشمار

کنارے کنارے وہ بگلونکی صف جو اصل مموے بطین ہر طرف

برابر جو بیٹھے صفین باندھ کر کھچین جدولین صفحۂ آب پر

پئے سیر اب لوگ جانے لگے شکاری بھی جھیلون پہ آنے لگے

یکایک اُٹھا دشت سے وہ غبار ہوے لوگ حیرت زدہ ایکبار

ذرا دیر گزری ہی اسکو ابھی نظر آئی کچھ فوج اشرار کی

یہ دیکھا جو سب نے تو پھر زود تر چلے جانبِ شہر سب چھوڑ کر

پہونچتے ہی قلعے مین برنا و پیر ۔۔۔ گئے پیشِ میرِ سعادت وزیر

سُنی اُسنے جسدم یہ اُڑتی خبر ۔۔۔ تو پہونچا حضورِ شہِ دادگر

دعا دی کہ ای شاہِ فرخندہ بخت ۔۔۔ رہے تا ابد تیرا دیہیم و تخت

سنا ہو کوئی لشکرِ جنگجو ۔۔۔ ہے گھیرے ہوے شہر کو چار سو

یہ معلوم ہوتا ہے ملعون شاہ ۔۔۔ خود آیا ادھر لے کے اپنی سپاہ

سنا یہ تو وہ شاہِ فیروز بہر ۔۔۔ ہوا یون سخن سنج از روے قہر

لعین اور کفران جب آئے بہم ۔۔۔ تھے اُسوقت صحرائے وحشت مین ہم

نہ تھا تو بھی قلعہ مین ای خوش صفات ۔۔۔ مگر رکھ لی اللہ نے اپنی بات

اب اسوقت جو مصلحت ہو تری ۔۔۔ اُسی کو سمجھ عین مرضی مری

کہا اُسنے ای سرورِ سروران ۔۔۔ ہے قلعے مین اب لشکرِ بیکران

جو آتے ہین آنے انھین دیجیے ۔۔۔ ابھی سے نہ عزمِ وغا کیجیے

نہین تو یہ خدشہ رہیگا مدام ۔۔۔ پڑے روز اک جنگِ تازہ سے کام

تردّد نہ زنہار کچھ کیجیے ۔۔۔ مگر حکم اسوقت یہ دیجیے

کہ سرکردۂ فوجِ شیخ جلال ۔۔۔ رہے ہر دم آمادہ بہرِ جدال

ہے اک اور تدبیر جس سے حضور ۔۔۔ نہ باقی رہے کوئی اہلِ غرور

بڑھین جب وہ لے لے کے تیغ و تفنگ — اُنھین گھیر لین حلقے مین مردانِ جنگ

اگر نکلیے تو ہونگے وہ اک دم مین پست — ابھی سے یہ خفیہ رہے بند و بست

کرے چارون جانب سے حملہ سپاہ — نہ باقی رہے ایک بھی کینہ خواہ

طلسمِ مصیبت ہے اک راہ مین — جو بھاگین گرین سب اُسی چاہ مین

غضب کی وہان آگ ہے شعلہ زن — اُسی مین جلین خوب یہ اہرمن

غرض رائے ٹھہری مناسب یہی — کسی کو نہ اسکی ہوئی آگہی

کہا شاہ نے پھر یہ دستور سے — کہ واقف ہے تو دردِ دل سے مرے

جدائی سے گو اسکی مرتا ہون مین — مگر دن مصیبت کے بھرتا ہون مین

مقامِ طرب مین خدا کی قسم — نہین چین دل کو مرے کوئی دم

یہی جی مین آتا ہے اب اے وزیر — روانہ ہون مین سوئے مہرِ منیر

تجھے سونپ جاؤن یہ ملک و سپاہ — رہے رات دن تو بصد عز و جاہ

سنا یہ تو بولا وہ دانا وزیر — کہ کچھ یاد ہے حکمِ مہرِ منیر

ابھی آپ چندے اسی جا رہین — جدائی کا غم اور کچھ دن سہین

خدا چاہے تو جلد یکسو ہو جنگ — روانہ ہون پھر آپ اُدھر بیدرنگ

کمر بستہ بہرِ اطاعت مدام — حضوری مین حاضر رہے یہ غلام

غرض کیا مجھے عیش و آرام سے | مجھے عشق ہی آپ کے نام سے
نہ چھوڑی رفاقت کبھی آپ کی | رہا ساتھ صحرائے وحشت میں بھی
فراغت جو اس جنگ سے ہو نصیب | چلیں دونوں سوئے دیارِ حبیب
جو یہ عزم ہو پہلے یہ کیجیے | اجازت وہاں سے منگا لیجیے
اُدھر کی طلب پہلے درکار ہے | کہ بے اذن جانا بھی دشوار ہے
یہ سن کر ہوا خوش ستم پیشہ طیر | کہ تھی حکمت یہ رائے وزیر
اُٹھا کر وہیں خامۂ اشتیاق | یہ کی صفحۂ غم پہ شرحِ فراق

استعانت

مری روح و سفّاکِ رنگین عذار | گلستانِ زخمِ جگر کی بہار
رخِ رشکِ گل کا ہے مدت سے ذوق | سماتا نہیں اب مگر دل میں شوق
یہ رنگِ طبیعت یہ جوشِ فراق | تمھارے گلے ملنے کا اشتیاق
کہیں اور ہی گل کھلائے نہ اب | کہ مٹی میں اُمید مل جائے سب
کہاں تک اُٹھاؤں میں یہ بارِ غم | کہاں تک رہوں تختۂ مشقِ الم
میں ہوں جانکنی میں بچا لو مجھے | تم آکر گلے سے لگا لو مجھے
کیے گرمیِ عشق نے ہوش گم | ہوا اپنے دامن کی دو آکے تم

گر دو تم مرے گھر جو آنا قبول
لٹاؤن ہین کیا کیا تمنا کے پھول

نہین اب تحمل کا یارا مجھے
تمھاری جدائی نے مارا مجھے

گئی جان جسدم تم آئے تو کیا
مرے بعد تشریف لائے تو کیا

جوانی کو کہتے ہین اہلِ تمیز
بہارِ گلستانِ عمرِ عزیز

ملو اس جوانی ہین تم اے حبیب
یہ دن اور راتین کہان پھر نصیب

مرے مرہی جانے سے خوش ہو اگر
تو پھر کیا ضرورت نہ لو کچھ خبر

بلا سے ہین جی سے گذر جاؤنگا
کسی کو مگر خوش تو کر جاؤنگا

بلا سے تمھاری جیون یا مرون
مگر تم کو ناراض ہین کیون کرون

اٹھائے وہ صدمے کہ گھبرا گیا
لبون پر دمِ مضطرب آگیا

بنے جس طرح اب بلاؤ مجھے
رہِ آمد و شد بتاؤ مجھے

اگر میرے ملنے سے ہو تم کو عار
کسی کو کسی پر ہو کیا اختیار

دعا ہے یہی خالق ذوالجلال
عدو پر نہ ڈالے محبت کا جال

مرے بعد پھر تم کو نفرت کہان
یہ ہر وقت کا رنج و زحمت کہان

نہین ہرج واللہ میرے بغیر
مبارک تمھین باغِ خوبی کی سیر

جو تم سا بناتا مجھے کردگار
تو پھر کیا تمھین تھے مرے دوستدار

تمھارے سوا کون ہے اب شفیق ۔ مرے غم کا ساتھی الم کا رفیق
مرے حال کی ہے تمھین سب خبر ۔ کرو دشمنون سے نہ اب درگذر
مقام طرب سے نکالو انھین ۔ طلسم مصیبت مین ڈالو انھین
مری اختیاری جو ہوتی اجل ۔ تو اب تنگ نہ ہوتا یہ ردّ و بدل
کرو تم وہی جس مین تم خوش ہو یار ۔ دعا پر مین کرتا ہون اب اختصار
ہین جب تک کہ گلشن مین استادہ سرو ۔ ہین جب تک خرامان یہ کبک و تدرو
رہو چلتے پھرتے گلستان مین تم ۔ سلامت رہو باغِ امکان مین تم
کبھی شوق سے دیکھیے نامہ یہ بات ۔ پھر آنا انھین پاؤن اے خوش صفات

تائید و نصرت

پلا ساقیا ساغرِ لطفِ یار ۔ کہ ہو یار تائیدِ پروردگار
پلا بادہ ہر قید سے دے نجات ۔ کہ قائم رہون صورتِ محض ذات
گھرا ہون مین انبوہِ اوہام مین ۔ دکھا حکم نصرت خطِ جام مین
قریب آتی جاتی ہے اب دوپہر ۔ پگھلنے لگی برف کہسار پر
صدا تیہون سے نکلنے لگی ۔ ہوا بھی ذرا تیز چلنے لگی
قریب آ گئی وہ درختون کی چھاؤن ۔ ہوئے خوب قابو مین اب ہاتھ پاؤن

چرائی سے پھرنے لگے جانور ۔ وہ پانی پہ گرنے لگے جانور
وہ ہر لہر بجلی دکھانے لگی ۔ نظر پانی پر تلملانے لگی
بہت صاف ہر گوسپہر گون ۔ وہ منڈلا رہے ہین مگر کچھ زغن
درختون پہ بیٹھے ہین کچھ دور دور ۔ وہ اُڑتے ہین تالون پہ بھی کچھ طیور
ہرن اور جنگل سے نکلنے لگے ۔ وہ پی پی کے پانی اُچھلنے لگے
ہوئے آبِ شیرین سے جو بہرہ ور ۔ تو کیا کیا کلیلون پہ ہین جانور
جو سٹرکون پہ ہر دور سے تھے جابجا ۔ وہ تکتے رہے سایہ اشجار کا
نجے بارہ سب کو خبر ہو گئی ۔ کہ فرصت ملی دوپہر ہو گئی
مگر وہ پڑے ہین جو میدان مین ۔ ہین ڈوبے لڑائی کے سامان مین
یکایک یہ تو طبلِ جنگی بجا ۔ کچھارون مین کیا گونج اُٹھی صدا
کئی روز نقّارے بجتے رہے ۔ ترائی مین بادل گرجتے رہے
رہین تین دن یونہین طیّاریان ۔ فراہم ہوا لشکرِ بیکران
ہی دھوکے مین میرِ سعادت وزیر ۔ کہ شاید ابھی اور آئین شریر
اسی سے وہ دانستہ خاموش ہی ۔ مگر شاہ ملعون کو جوش ہی
اُدھر جتنے افسر تھے سب آگئے ۔ وہ قلعہ کے چارون طرف چھا گئے

بڑھے کبر جنگ اور آغا ہوا — غضب خان و خود بین و راس الربا
پکارا یہ ملعون از روئے کین — ہو لینا مجھے انتقام لعین
کرو کوششیں آج میدان میں — کرو قتل ان سب کو اک آن میں
ادھر سے بحکم شہ باخدا — بڑھے میر تسلیم و شیخ الرضا
جو یہ دونوں لشکر صف آرا ہوئے — بہم نار اور نور یکجا ہوئے
ہوئی جنگ مغلوبہ تا وقت شام — نہ نکلا مگر اس لڑائی سے کام
یونہیں جنگ مغلوبہ ہوتی رہی — اجل بخت ملعون کو روتی رہی
کٹے تین دن اور اسی رنگ سے — فریقین گھبرا گئے جنگ سے
اٹھا ہے وہ میر سعادت وزیر — یہ کہتا ہے اے خسرو بے نظیر
وہ ملعون مردود رب جلیل — سمجھتا ہے یہ ہے جماعت قلیل
اگر حکم پائیں لب شاہ سے — نکل آئیں فوجیں کمیں گاہ سے
ابھی چاشت ہے اور آغاز جنگ — پہونچ جائینگے دن ڈھلے بیدرنگ
جو لڑتی ہے اسوقت فوج قلیل — چلی آئی ہٹتی ہوئی تا فصیل
ہٹیں گے جو یہ مار کھاتے ہوئے — چلے آئینگے وہ دباتے ہوئے
جو ہو جائیں یکجا وہ مانند موج — نکل کر انھیں گھیر لے اپنی فوج

اسی دم بحکمِ شہِ نامور ‏ یہ پہونچا دی مخبر نے سب کو خبر
گھرے جس گھڑی وہ بحالِ زبون ‏ نظر آئے مور و ملخ سے فزون
ملے جب یہ دو لشکرِ بیشمار ‏ زمین پر قیامت ہوئی آشکار
کسی کو نہ باقی رہا تن کا ہوش ‏ مگر فوجِ ملعون ہوئی سخت کوش
کہ اتنے مین اک لشکرِ بیحساب ‏ کہ چہرون پہ ڈالے ہوے ہی نقاب
ہوا اہلِ قلعہ کا آکر معین ‏ یہ دیکھا تو خائف ہوے اہلِ کین
بڑھے یہ جو باگین اٹھائے ہوئے ‏ تو بھاگے وہ سب دم دبائے ہوئے
ریا او رکبر و ہوا و غضب ‏ ہوے ساتھ ملعون کے فی النار سب
جو ناری لڑائی سے زندہ پھرے ‏ طلسمِ مصیبت مین جا کر گرے
گرے اسمین جو بادلِ دردناک ‏ وہین ہو گئین ہڈیان جل کے خاک
نشان بھی ملا پھر نہ بدخواہ کا ‏ فقط رہ گیا نام اللہ کا
مگر شاہ کو ہے یہ حیرت کمال ‏ کہ آئے کہان سے یہ قدسی خصال

طریقت

چھلکا دے اب ای ساقیِ ذوفنون ‏ کہ نحن الی ربنا راغبون
نہ چھوٹا کبھی جامِ مے آجتک ‏ کہ آصبحت وامسیت خیراً معک

دیئے جا تو ساغر کہ تیرے بغیر
ہے ویرانہ مجھکو حرم ہو کہ دیر

ڈھلا دِن سنہری ہوئی سطحِ آب
پہاڑون مین چھپنے لگا آفتاب

دکھاتے ہین چوٹی وہ زرّین کھجور
گیا بھاگ کر سایہ تاڑون کا دور

چلے سوئے میخانہ آزاد رند
لگے ڈھونڈھنے آشیانے پرند

شعاعون کے ٹیلون پہ ہین کچھ نشان
چلے گاؤن کو لے کے گلّے شبان

وہ مزدور ہٹرگون سے آنے لگے
سرا کو مسافر بھی جانے لگے

کھنچا سرخ پردہ وہ افلاک پر
نہین آتا اب زرد سورج نظر

وہ جو لکّۂ ابر ہین دور تک
ہے اُن مین بھی یاقوت کی سی چمک

شفق پھول کر یہ ہوئی خون فشان
بنا عرصۂ قتلگہ آسمان

ہوا ہر طرف اک سکوت آشکار
ہوا کم ہوئی ٹھہری دریا کی دھار

جو تھوڑی سی آتی تھی بدلی نظر
وہ سونے کا پتّر بنی سر بسر

ہوا جھٹ پٹا وقت بدلا سمان
لگا کھولنے جعدِ شب آسمان

نہین بدلیون مین بھی اب وہ چمک
بنا گنبدِ سنگِ موسیٰ فلک

فلک روشنی دن کی کھونے لگا
اندھیرا سا باغون مین ہونے لگا

درخت اپنے چہرے چھپانے لگے
بخارات دریا پہ چھانے لگے

اندھیرا ہوا خوب ہر راہ مین
جلین مشعلین لشکرِ شاہ مین

اُتر کر سواری سے وہ اِک جوان
پیادہ ہوا سوئے قلعہ روان

قریب آکے اُسنے اُٹھائی نقاب
تو بولا وزیر الممالک شتاب

ارے یہ تو ہی شوق شہ کا مشیر
وہ پہونچا حضورِ شہِ بینظیر

یہ فرمایا شہ نے کہ ای غمگسار
یہ ہین کون مردانِ رحمت شعار

کہا اس مین دو شخص سردار ہین
مُہماتِ ملکی کے مختار ہین

ہین سب انکے محکوم نیرنگ و رنگ
یہ ہین نصرۃ الدولہ تائید جنگ

کہا کیون یہ ڈالے ہین منھ پر نقاب
کہا ہی یہ نامحرمون سے حجاب

گیا شوق یہ کہہ کے کہسار کو
بلا لایا ہر ایک سردار کو

گیا لیکے شہ اُنکو خلوت مین ساتھ
بٹھایا پکڑ کر محبت سے ہاتھ

اُلٹ کر نقاب اُنکے رخسار سے
ملایا وزیرِ وفادار سے

کہا شوق سے پھر کہا ای غمگسار
بیان کر جو لایا ہو پیغام یار

وہ بولا کہ ہین اوج پر اب نصیب
کہ طالب ہی خود آپکا وہ حبیب

گیا لے کے جس دم مین نامہ وہان
ہوا پھر مجھپر بہت مہربان

بہت غور سے لے کے نامہ پڑھا
بلا کر پھر ان افسرون سے کہا

اسی وقت مع اپنے لشکر کے سب
روانہ ہو سوئے مقامِ طرب

یہ کہنے لگا مجھ سے وہ عرش جاہ
یہان آنے کی ایک اقرب ہی راہ

اُسی راہ سے اُسکو لانا ادھر
کہ ہو منزلون کی اُسے سب خبر

یہ کہنا تو اُس سے کہ سب چھوڑ کر
ادھر آ طلسمِ خودی توڑ کر

جسے چاہتے ہین بُلاتے ہین ہم
نظر کر وہ اپنا بناتے ہین ہم

یہ لے اُسکو دینا تو لوحِ یقین
بتا دیگی منزل کا یہ سب کہین

مقام اوّل اُسکا ہی بابِ مجاز
یہ کہنا کُھلیگا وہان علمِ راز

ہدایت کرے لوح جس بات کی
وہان تجھکو انسب ہی کرنا وہی

جو وادیِ حیرت کی حد آئیگی
تو یہ لوح آئینہ بن جائیگی

نہ دیکھیگا کوئی تو اپنے سوا
انا الحق کی ہر سمت ہو گی صدا

وہان سے جو گذریگا ہی دشتِ ہو
نظر آئیگا ایک ہی چار سو

جو کچھ حق ہی دیکھیگا تو بس وہان
نہ ہوگا کوئی واسطہ درمیان

وہان سے ہی آگے یہی سرزمین
ملینگے یہان پہلے تجھ سے ہمین

یہان تیری نظرون مین ای مہ لقا
رہیگا نہ کوئی ہمارے سوا

بس اک عالمِ قدس ہوگا یہان
تعدّد نہ تمییز کا کچھ نشان

نہین منزلِ عشق مین انتظام ❊ ہین دکھلانے پر تجھکو سارے مقام

نہ شیطان کچھ ہی نہ طاعت ہی کچھ ❊ نہ دوزخ یہان ہی نہ جنّت ہی کچھ

نہ ہی جبر کچھ شی نہ کچھ اختیار ❊ وہی کفر ہی جو کہ ہی غیر یار

نہ ہی کفر کچھ شی نہ اسلام کچھ ❊ نہ زُنّار کچھ ہی نہ احرام کچھ

نہ ترتیب کچھ ہی نہ کچھ اختلاف ❊ ہی اضداد سے مطلعِ عشق صاف

دوئی کی کسی جا سمائی نہین ❊ یہان غیر سے آشنائی نہین

نہ اقرار ہی کچھ نہ انکار ہی ❊ جدھر دیکھیے یار ہی یار ہی

نہ مین ہون نہ تو ہی نہ ہی قال و حال ❊ مگر ای نظر کردۂ ذو الجلال

تری اس مین تعلیم منظور ہی ❊ نہین تو رہِ قدس کیا دور ہی

پلک مارنے سے کہین پیشتر ❊ مرے ساتھ ہوتا تو شیر و شکر

نہین ملتا ہر شخص کو یہ مقام ❊ کہ اس شان کا خاص حمیت ہی نام

جسے چاہین کرتے ہین ہم اُس سے میل ❊ کہ یہ سب ہی اپنی عنایت کا کھیل

نہ جسکی ہم اسمین ہدایت کرین ❊ وہ کھایا کرے تا ابد ٹھوکرین

روانہ کیے دو وزیر اسلیے ❊ کرے آئین یہ تجھکو آرام سے

کرینگے ابد تک نہ تجھ کو جدا ❊ جو وعدہ کیا ہی کرینگے وفا

سنا یہ تو وہ عاشقِ بینظیر | اٹھا حسبِ فرمانِ مہرِ منیر
وہان جتنے قلعے فلک قدر تھے | حوالے کیے خانِ تقدیر کے
مقرر کیے اپنے نائب وہان | سحر ہوتے ہی ہو گئے سب روان
ثنا خوانِ ربِّ یگانہ ہوئے | سوئے قدس پانچون روانہ ہوئے

عزم

چلے ساقیا دور گم ہون حواس | کہ جوبن دکھائے بسنتی لباس
اٹھا جامِ زرّین پلا بید رنگ | کہ عاشق کے حصّے مین ہی زرد رنگ
ڈھلے زعفرانی شرابِ نیاز | کہ مستی مین کھولون مین رازِ مجاز
وہ مور آئے آمون پہ ہی کیا سمان | چمکتی ہین پکھراج کی کلغیان
دکھاتے ہین دو چار پھول اب ببول | ہرے ہین پر دور تک پھولے سرسون کے پھول
ہی اس زرد چادر مین اتنا اثر | ادھر جا کے آتی ہین پھر نظر
دیا کس نے یہ آبِ زر بیقیاس | کہ ہر کھیت کا ہی بسنتی لباس
یہ زر بفت اور کامدانی کا کام | کیا کس نے مخمل پہ یکسان تمام
یہ مستی دکھائی ہی ہر پھول نے | کہ آنکھون مین سرسون لگی پھولنے
نظر طرفہ تر رنگ لانے لگی | ہتھیلی پہ سرسون جمانے لگی

چلی لوٹنے رنگِ عشّاق کو
طبیعت جو یہ لطف اُٹھانے لگی
سُنہری ہوئی سَن کی پکّی پھلی
گلے ہین کھجورون کے وہ چمپئی
وہ پھولا کسُم غیرتِ زعفران
سنہری امربیل کی نتھ بہول
چمکتے ہین گوندی کے پھل دور سے
چمک ہین وہ سینکو نکی ہی کیا بہار
وہ ہلتی ہی سرسے کی سوکھی پھلی
جو پہنے ہین پُکھراج کے زرد بیر
مٹر کی وہ پھلیان جو کچی تھین سب
وہ کیا کیا چمکتی ہی کمرکھ کی پھانک
وہ لیمون جو تھے کاغذی سبز تر
پہاڑی کسونجی ہی جو سامنے
وہ پہنے ہین رُوپے کی بھی ڈالیان

وہ سوجھی نہ سونجھے جو قزّاق کو
رقیبون پہ زردی سی چھانے لگی
چھڑے اور چھاگل بجانے لگی
پنھائی ہی موسم نے چمپا کلی
بنا رشکِ کشمیر ہندوستان
وہ پہنے ہی اور کیل ہی زرد پھول
کہ یہ قدرتی زرد موتی پھلے
کہ قدرت نے کھینچے ہین سونے کے تار
لٹکتی ہی سونے کی یا پچلڑی
دکھاتے ہین سونے کے جگنو کنیر
دیئے زر کے جوشن اُنھین کسنے اب
بٹھائی ہی قدرت نے کُندن کی ٹونک
لٹکتے ہین اب بن کے تعویذِ زر
بلاق اسکو سونے کے کسنے دیئے
سُنہری امربیل کی بالیان

وہ گنیدے کی شاخین جو ہین سبز فام
ہوئی زرد پک کر پھلی سیم کی
خزان بھی ہی گو بعض اشجار کی
وہ چمپا کہ خجلت دہِ لاجورد
اُٹھائے ہوئے ہاتھ سورج مکھی
ہوئی الفت ایسی اسے مہر کی
جو داؤدی کے زرد غنچے کھِلے
وہ پہنے ہوئے سبز پتّے کہین
ہری گود ھ کیلے کی تھی جو اُدھر
لیئے جامِ زرّین بصد آب و تاب
پپیتے کو۔ امرود کو۔ شکلِ ورد
سُنہرے جو گوبھی ہین پھول آئے ہین
چھڑک کر زبرجد کے کونڈون پہ شیر
وہ پھولون پہ ہر سمت چھایا بسنت
عجب مست خوشبو ہی مور ونمی آج

ہین لٹکائے کُندن کے جھُمکے تمام
چمکتی ہین گیا بجلیان چمپئی
وہ ہلتے ہین پتّے سنہرے ابھی
ملا گیا ہی جھومرا اسے زرد زرد
دکھاتی ہی سونے کی وہ آرسی
کہ بڑھ بڑھ کے کندن کے کنگن بنے
کرن پھول انکو کہان سے ملے
گلِ اشرفی کی حمائل حسین
بنی جھاڑ پکھراج کا سر بسر
وہ کیا زرد زرد آج پھولا گلاب
دیے گیندے کس شوخ نے زرد زرد
کٹورے یہ سونے کے اوندھائے ہین
اُٹھایا ہی بیسن کا کس نے خمیر
وہ بلبل بھی گاتے ہین کیا کیا بسنت
کہ پرہیز گارون کا بدلا مزاج

درختوں سے وہ اُتری آتی ہی دھوپ — زمین پر بھی سونا چڑھاتی ہی دھوپ

پڑا زرد کرنون کا عکس آب مین — ہوا زرد پانی بھی تالاب مین

جو اڑتی ہین مرغابیان کچھ اُدھر — اڑاتی ہین پیلو وہ ہرتال پر

لیئے جاتے ہین آج اہلِ عقول — کوئی زعفران کوئی ٹُن کوئی پھول

بسنتی ہی یہ جامۂ ہر بشر — کہ ہلدی بھی شرماتی ہی دیکھ کر

ہی معشوق یا صاحبِ درد ہی — جسے دیکھئے زرد ہی زرد ہی

نہ کیون اتنی زردی پہ ہو عقل دنگ — یہ چھایا ہی اُڑ اُڑ کے عاشق کا رنگ

مگر دم محبّت کا بھرتا ہوا — وہ جاتا ہی وہ سیر کرتا ہوا

لیئے ہی کسی کی محبت مین جوگ — وہ سنتا ہی بس جوگیا اور بروگ

غضب ہو گا اُسکا رُخِ دلپذیر — ہی پروانہ جیسے شمع کا بینظیر

وہ کندن سا چہرہ دمکتا ہوا — وہ گورا بدن کیا چمکتا ہوا

بسنتی فقط ایک تہبند پاس — سجیلے بدن پر غضب کا لباس

رفیق اُسکے کیا کیا محبت شعار — حسین وطرحدار و عالی وقار

مزاج اُسکا ہردم سنبھالے ہوئے — وہ سانپ آستینون مین پالے ہوئے

جبین سے عیان فرِّ شاہنشہی — فقیری مین بھی صولتِ خسروی

بھرا ایک دل مین کسی کا نیاز — پر اسپر بھی ہر لحظہ سر گرم ناز
یہ معلوم ہوتا ہی کوئی امیر — ہوا زلفِ جانان کا تازہ اسیر
جو چلتا ہی وہ نو گرفتارِ غم — اُٹھاتا ہی کس نازکی سے قدم
چلا اس ادا سے وہ شاہِ چگل — کہ بس پیس ڈالے دو عالم کے دل
جو کہتا ہی کوئی کرم کیجیے — ذرا دیر ہمائے مین دم لیجیے
تو کہتا ہی وہ ہنس کے اے بیخبر — جمیگا یہ آسن درِ یار پر
کُھلا اسپہ ایسا بسنتی لباس — کہ سورج ہوا دیکھکر بد حواس
اثر عشق کا اتنا پیدا ہوا — اُسے جسنے دیکھا وہ شیدا ہوا
بہت دیکھکر جلوہ شائق ہوئے — بہت نام ہی سُن کے عاشق ہوئے
زمانہ کُل اُسکا بروگی بنا — خدا جانے یہ کون جوگی بنا

باب غفلت

پلا ساقیا ساغرِ جم نشان — دکھا مجھکو نشہ مین سیرِ جہان
کہان کی حیا اور کیسا حجاب — دیئے جا تو بھر بھر کے جامِ شراب
پلا دے مئے وصل کے خم کے خم — کہ ہون ذوق و مستی مین یہ ہوش گم
شفق نے جو چھڑکا فلک پر شہاب — اُٹھا خون مین ڈوب کر آفتاب

اثر نیند کا صبح کھونے لگی ۔ تجلی رخِ مہر دھونے لگی

سحر مل کے غازہ ہوئی خندہ زن ۔ لگی پھوٹنے زعفرانی کرن

ہوا جادہ پیما شہِ بینظیر ۔ جلو مین وہی اُسکے چارون مشیر

بلا گردِ اقبالِ فیروز مند ۔ لگائے ہوے چترِ بختِ بلند

۔۔ شاہِ زمانہ اسی شان سے ۔ چلا جا رہا ہی عجب آن سے

نظر آیا وہ ایک بابِ بلند ۔ رفیقون سے بولا وہ اقبالمند

یہ کیسی عمارت ہی کیا نام ہی ۔ بھلا اسکا جنگل مین کیا کام ہی

وہ بولے کہ ہی کوئی شہرِ حجاب ۔ اُسی کا ہی یہ بابِ غفلت مآب

کہا کسکے ہی زیرِ فرمان یہ شہر ۔ ہوے حرف زن یون وہ فیروز بہر

کہ اسکا بھی حاکم ہی مہرِ منیر ۔ پرای عاشقِ صادقِ بینظیر

وہان کا ہی کچھ اور ہی انتظام ۔ نہین منزلِ عشق سے اُسکو کام

کہا شہ نے دیکھونگا مین بھی اسے ۔ یہ سنکر یہ کی عرض اصحاب نے

کہ ہی شاہِ راہِ محبت قریب ۔ اُدھر جانے سے ہوگی رحمت نصیب

نہ تُنہا رجائین اُدھر کو حضور ۔ کہ پھر اس طرف سے پڑیگا ضرور

وہ اک راہ ہی دور و تاریک تر ۔ بہت کم نکلتے ہین اُس سے بشر

کہا شاہ نے یہ مرے دل مین ہی
کہ سب دیکھون جو پہلی منزل مین ہی

یہ کہکر چلا سوئے شہرِ حجاب
بڑھے آگے یارانِ حکمت مآب

اُدھر کے ارادے جو کامل ہوے
وہ سب بابِ غفلت مین داخل ہوے

نظر کی جو پھر کر ادھر اور اُدھر
تو اک دوسرے کو نہ آیا نظر

جو پیش آئی راہِ امید و ہراس
پریشان ہوئے پانچون شکلِ حواس

چلا شوق پر سوئے مہرِ منیر
یہ سمجھا ملیگا وہین بینظیر

حجاب

پلا ساقیا بادۂ راستان
کہ مستی مین ڈوبی ہو یہ داستان

وہی بے حجابی کا اسلوب ہو
کہ نشّہ مین دیدارِ محبوب ہو

وہ مَے دے کہ مجنون جواہر کا ہون
سر آمد مین اس دورِ آخر کا ہون

کہان تک یہ تعبیر یہ قال و قیل
کہ پیشِ نظر ہی مقامِ خلیلؑ

ہر اک شعلۂ عشق گلنار ہو
کہ مجھپر یہی نار گلزار ہو

جلائیگی کب تک تجلّی مجھے
محبّت ہی دیگی تسلّی مجھے

کھلے دل پہ وہ شانِ تنزیل کی
ضرورت نہ رہجائے تاویل کی

نہ دکھلائے جو منھ ابھی بے نقاب
ضروری ہی اُسکے لئے کچھ حجاب

نہ ہو حسرتِ دید مین کچھ قصور
ازل سے ہی باہم یہی چھیڑ چھاڑ
کہان تک تمنّا مین پروانہ ہو
ابھی دور ہی گو زمانِ وصال
طلب گو بہت ہو مگر غم نہ ہو
ہون ظاہر مین بھی ویسی ہی کامیاب
یہ لو دس بجے سب کو فرصت ہوئی
وہ گھوڑون کی ٹاپین ستاتی نہین
وہ ہل چل نہین شہر و بازار مین
وہ مہتاب کی آسمان پر نمود
وہ کرنون کی شبنم کے اندر بہار
لرزتی ہی پانی پہ یہ چاندنی
وہ لہرین کہین تلملاتی ہوئین
وہ کنکرے مین ریزے سے بلّور کے
نہین نام کو بھی کہین تیرگی

تو ظلمت بھی ہو جاتی ہی عین نور
کہ لیلی پکڑتی ہی مجنون کی آڑ
نہ ہو یہ تو لطفِ تماشا نہ ہو
مگر دیکھ تو لون مکانِ وصال
کہ رویا بھی رویت سے کچھ کم نہ ہو
مرا خواب بھی ہو محمدؐ کا خواب
عشاؤ عشا سے فراغت ہوئی
وہ اب بگھیان آتی جاتی نہین
ہوے لوگ مصروف گھر بار مین
ہٹے ہین کواکب سے چرخِ کبود
اُڑایا ہی چاندی کا گویا غبار
کہ دریا مین بجلی کی ہی روشنی
چمک آئینے کی دکھاتی ہوئین
کہ ذرّے چمک جاتے ہین نور کے
کہ عکسِ تجلّی ہو سائے مین بھی

روان ہی یہ چارو طرف موجِ نور | کہ اُڑتے ہین دن کی طرح کچھ طیور

قمر کے مقابل ہین جو جانور | گزرتا ہی آتا ہی فورًا نظر

شعاعون کی اللہ رے تیزیان | قمر کے وہ جوبن کی نوخیزیان

مگر چھوٹے چھوٹے ستارے ہین ماند | کہ آج اپنے جلوے مین پورا ہی چاند

شعاعون کا وہ جگمگانا کہین | ستارون کا آنکھین چرانا کہین

نہ تنہا رہے تا کہ ماہِ تمام | رہا منتخب انجم کا اہتمام

ہوا حکم جو اور موجود ہون | حجابِ تجلّی مین مفقود ہون

گرا چھن کے پتّون سے نورِ قمر | کہ ہیرے کے ٹکڑے پڑے ہین اُدھر

ہوا اچّھے کاری کا یہ اہتمام | کہ مرمر پہ ہی سنگِ موسیٰ کا کام

یہ سائے مین اوراق سے نور کے | کہ گل سنگِ موسیٰ پہ بلّور کے

صفا بام و در مین سمائی ہوئی | درختون پہ حیرت سی چھائی ہوئی

یہ کہتا ہے ہر اک شجر کا سکوت | فَسُبْحَانَہُ الَّذِی لَا یَمُوْت

نہین پھرتے گو پھرنے والے ابھی | مگر بھونک اُٹھتے ہین کتّے کبھی

کبھی چہچہاتے ہین کچھ کچھ طیور | کہین شور کوّون کا ہی دور دور

ستارے جو رہ رہ کے ٹوٹے اُدھر | وہ مہتاب کے پھول تھے سر بسر

ہوئی چاندنی یہ تجلی فشان | کہ ہی عالم وجد مین آسمان

غزل

مزا دیتی ہی بام پر چاندنی | کہ بنتی ہی حدِ نظر چاندنی
ہو یارب یہ کس ماہ کا جذبِ حُسن | گری عرش سے فرش پر چاندنی
نہین آج کوٹھون پہ شمع وچراغ | رہیگی یہ نہین رات بھر چاندنی
مگر بنبہ داغِ حسرت ہی یہ | ہی روزن مین جو مختصر چاندنی
صفا بنیر موجِ ہوا تک ہوئی | ہوئی ضو فشان کسقدر چاندنی
یہ کس ماہِ کامل کی ہی جستجو | کہ رہتی ہی گرمِ سفر چاندنی
زمرد بناتی ہی ہر برگ کو | ہوئی کیمیا گر مگر چاندنی
کھلے چاندنی اور بیلے کے پھول | اِدھر پھول اُجلے اُدھر چاندنی
زمین و فلک محو ہین بینظیر | ہی اسوقت کیا رنگ پر چاندنی
ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی وہ نازک خرام | کرے جھک کے بیداری اُسکو سلام
یہ تاثیرِ خُنکی دکھانے لگی | کہ بے نیند بھی نیند آنے لگی
ہوا اہلِ وجدان پہ طاری یہ حال | چلی سیر کرنے کو روحِ خیال
عمل کر چکا جب یہ بدرِ منیر | مسخر ہوا خواب کا بینظیر

تو کیا دیکھتا ہی کہ اک بام ہی — اک جسکا عروجِ و فا نام ہی
ہین اُس بام پر ہون تماشا کنان — کئی اونٹ اتنے مین آئے وہان
کہ سب تیز دندان و خونخوار ہین — مرے در پئے رنج و آزار ہین
اکیلے کھڑا ہون مین بے یار و خویش — وہ گھیرے ہوے بام کو گرد و پیش
بہت کچھ وہ احمق اُچکتے رہے — در و بام سے سر ٹپکتے رہے
کہ دل کی ہوس ہم نکالین ابھی — اسے پائین تو مار ڈالین ابھی
نہ پہونچے مگر تا سرِ بام وہ — رہے اپنی کوشش مین ناکام وہ
مگر دام حیرت مین ہی بینظیر — کہ تنہا ہوا مین بلا مین اسیر
کیا ورد فورًا درودِ شریف — تو اُسدم بحکم خدائے لطیف
نظر آیا اک پیرِ قدسی خصال — سفید اُسکا جامہ سفید اُسکے بال
وہ چہرہ منوّر کشادہ جبین — وہ پاکیزہ طلعت وہ پاکیزہ دین
وہ خضرِ مصیبت قوی اُسکے ہاتھ — وہ نوری طبیعت خدا اُسکے ساتھ
اُسے دیکھ کر اسقدر بیقرار — یہ بولا بحکمِ خداوندگار
زمین سے اُٹھا کر کلوخِ گلی — تو پڑھا اسقدر یا کہ گویا ابھی
ہوا پر اُسے پھینکدے ایکبار — نظر آئے تا شانِ پروردگار

خبر دیگا تجھکو وہ اس راز کی ۔ عطا ہوگی طاقت بھی پرواز کی

یہ کہکر نہان ہو گیا مردِ پیر ۔ ہوا کاربندِ عمل بےنظیر

ہوا پر ہوا جس طرف کو گزر ۔ وہین تھے زمین پر وہ اربابِ شر

سوئے ارض رُخ بھی وہ کرتا نہین ۔ کسی سرزمین پر اُترتا نہین

اگر کچھ بھی آثار ظاہر ہوے ۔ وہ موذی وہین آکے حاضر ہوے

ہوا اک طرف کو گزر ناگہان ۔ کہ جز آب و سبزہ نہین کچھ وہان

ذرا دور ہی ایکِ بابِ بلند ۔ نظارہ فریب اور خاطر پسند

کہا اُسنے دل مین کہ اُترون یہان ۔ جو بدخواہ پہونچین تو پھر ہون وہان

اُترنے کے جو نہین ارادے کیے ۔ قدم اُسکے سبزہ نے سر پر لیے

ٹہلتا ہوا وہ مہِ ارجمند ۔ گیا تا درِ باغ و قصرِ بلند

عمارت مصفا رفیع و وسیع ۔ مرصّع بہ نقش و نگارِ بدیع

وہ شاہانہ آراستہ دل پسند ۔ ضرورت سے زائد وہ پھاٹک بلند

کھلا ہے وہ دروازہ لیکن وہان ۔ نہین جز خدا ایک بھی پاسبان

کہ اتنے مین وہ مردم آزار سب ۔ قریب اُسکے پہونچے بہ قہر و غضب

ہوے حملہ آور جو اُس ماہ پر ۔ وہ داخل ہوا باغ مین بےخطر

پھر چاہا بحکم خدائے غیور ہوا پر اُڑون پھر مثالِ طیور
کہ پھاٹک کا ہی بند کرنا محال ملے ایک دو سے بھلا کیا مجال
مگر سوئے در جو اُٹھائی نظر تو کیا دیکھتا ہی کہ وہ اہلِ شر
کھڑے ہین سراسیمہ بیرونِ باب نہ معلوم چھایا ہی کیون اضطراب
نہین کوئی مانع پر آتے نہین ادھر کو نظر بھی اُٹھاتے نہین
ہوئے کامیابی سے جو ناامید لرزتے ہین وہ خوف سے شلِ بید
محافظ ہو جسکا خدائے جلیل اُسے کیا کرے کوئی دشمن ذلیل
فرشتے نہ معلوم کیا کہہ گئے جہان تھے وہ موذی وہین رہ گئے
چمن سے پھر آگے بڑھا بےنظیر تو دیکھا کہ اک قصر ہی دلپذیر
تکلّف کے اسباب کیا کیا نہین مگر کوئی انسان اُس جا نہین
وہ کُل قصر کا قصر ہی یہ سجا نگاہین ٹھہرتی نہین جا بجا
مگر ایک کمرہ ہی اس شان کا نمونہ ہی جو حق کے احسان کا
زری کے وہ پردے لٹکتے ہوے وہ جھالر مین گوہر چمکتے ہوے
جواہر کی گلکاریان بیشتر مرصّع وہ سقف اور دیوار و در
بچھا وسطِ کمرہ مین ہی اک پلنگ ہو صبحِ صفا دیکھکر جسکو دنگ

مسہری پہ سوتی ہی اک نازنین — بہت کم سنی پر نہایت حسین

بدن پر ہی اُسکے عروسی لباس — مگر اور کوئی نہین آس پاس

مسہری پہ بیٹھا وہین بینظیر — کہا ای خدا اے علیم و قدیر

یہ حیرت کا عالم ہی یا کوئی خواب — مجھے علم دے اسکا یارب شتاب

یہ حالت ہی پیدا شک و ریب کی — کہ آئی صدا الہمِ غیب کی

یہ تیرا امکان ہی یہ تیری عروس — جو ظاہر ہی نام اسکا رشکِ شموس

ترے ماہ کا حُسن نایاب ہی — یہ خورشیدِ عالم جہان تاب ہی

یہ سن کر خوشی سے جگانے لگا — خوشی مین یہ اشعار گانے لگا

غزل

جگہہ دی اُنھے خاطرِ یار مین — کمی کیا ہی مولا کے دربار مین

یہ کس سے ملے ہین وہ خلوت مین آج — اشارے ہین کچھ اہلِ اسرار مین

اگر چشمِ حق بین سے دیکھے کوئی — وہی جلوہ ہی خویش و اغیار مین

ملیگا کسی دن خریدار بھی — جو یوسف کو لائے ہین بازار مین

بس اب خانہ آباد ای رنجِ ہجر — بہت دن رہے ہے تیری سرکار مین

خدا جانے کیا اُس صنم نے کہا — گرہ دی برہمن نے زنّار مین

وہی شکل ہر شی مین آئی نظر ۔۔۔ یہ حیرت بڑھی شوقِ دیدار مین
پھرے مدتون دشتِ وحشت مین ہم ۔۔۔ پر اُلجھا نہ دامن کسی خار مین
کہان تک ہوا و ہوس بینظیر ۔۔۔ ازل سے ہی ضد عشق و افکار مین

تعبیر

پلا ساقیا وہ صداقت کا جام ۔۔۔ کہ ہو عینِ انوار میرا کلام
یہ لذت ہو عشقِ خداوند کی ۔۔۔ کہ جس سے خجل ہو ڈلی قند کی
وہی مے پرستی کا اسلوب ہو ۔۔۔ یہ دلدادہ محبوبِ محبوب ہو
مرے جذبِ کامل کا ہو یہ اثر ۔۔۔ کہ لیلیٰ رہے قیس کی ہم سفر
یہانتک ترقی ہو انوار کی ۔۔۔ تجلّی ہو چارون طرف یار کی
نہین کشفِ روحی مین نزدیک و دور ۔۔۔ ہو تصدیق کے ساتھ رویت ضرور
پکارون مین وادی مین اُسکو اگر ۔۔۔ زبان بن کے گویا ہون برگِ شجر
وہ حالت دے فیضِ الٰہی مجھے ۔۔۔ نظر آئے ہر سو خدا ہی مجھے
کرون وجد مین جسکی جانب خطاب ۔۔۔ اُسی کی زبان سے مجھے دے جواب
مین ساغر بکف ہون وہ ساقی رہے ۔۔۔ شک و ریب مطلق نہ باقی رہے
وہ مرجع ہو گو میری ہر بات کا ۔۔۔ نہ ہو پر تعین کہین ذات کا

کمالِ یقین پر نہ گم ہون صفات | کہ لازم نہ آئے کہین قیدِ ذات

اگر رب ہی وہ خلق مربوب ہی | تو عالم مین جو کچھ ہی محبوب ہی

لگاتار تو دل کو آرام دے | چھلکتا ہوا جام پر جام دے

جو اپنے سوا کچھ نہ پائے کوئی | کسے شان اپنی دکھائے کوئی

مسمّٰی کے رو سے معزّ و مذل | اُسی ذاتِ واحد سے ہین متصل

یہ حسنیٰ ین ظاہر ہین ہین نام کو | کہ تا خلق پہچانے انعام کو

پسند آئی اُسکو جو سعی و رجا | کیا ہم کو محتاج اسباب کا

متاعِ صفا ہو کہ جنسِ قبول | نہین بے طلب ممکن اُسکا حصول

نہ ہو جمعِ اسباب مین جو قصور | جزا اُسکی دیگا مسبِّب ضرور

مشیّت ہی جب عینِ اسباب ہو | تو کیونکر نہ طالب شرفیاب ہو

فلک رونقِ شب جو کھونے لگا | قمر مائلِ خواب ہونے لگا

یہ سارے نجوم و مہِ ضَوفشان | کسی کے رہے رات بھر پاسبان

جو سیّارے گردون پہ چلتے رہے | برابر وہ پھیرے بدلتے رہے

ثوابت بھی مشعل لیے چار سو | رہے ہر جگہ ماہ کے روبرو

سرِ شام ہی سے یہ جاگا کیے | سوِ ماہ ہیبت سے تاکا کیے

جو غافل ہوے وہ ہوئے برطرف — کہ مہتاب کی تھی نظر ہر طرف

رہے تا سحر تو یہ سب ہوشیار — پر آنکھون مین آنے لگا اب خمار

ہوا غلبۂ نوم کا جو ہجوم — جھپکنے لگے دیدہائے نجوم

ستارون کے پہرے جو آخر ہوئے — سپیدے کے آثار ظاہر ہوئے

شعاعون کی آمد کی پھیلی جو دھوم — لجانے لگے ماہتاب و نجوم

ضیا صبح کی جو پیامی ہوئی — نمودِ سحر کی سلامی ہوئی

اُٹھا ہر طرف سے یہ شورِ اذان — کہ موجِ ہوا بھی ہی موجِ فغان

اُسی عالمِ خواب سے ناگزیر — اُٹھا عالمِ وجد مین بے نظیر

فراغت ہوئی حفظِ عادات سے — نماز و دعا و مناجات سے

وہان ہی کوئی مردِ صاحب کمال — کیا اُس سے باصد ادب عرضِ حال

کہا اُسنے امرِ الٰہی ہی یہ — خدا کی طرف سے گواہی ہی یہ

تری راستی ہی وہ بارم بلند — کہ پیشِ خدا ہی نہایت پسند

عروجِ مراتب کی ہی یہ دلیل — علو دیگا تجھکو خدائے جلیل

وہ اُشتر ہین دنیا کے گردن فراز — اُٹھائینگے سر وہ بجائے نیاز

کوئی مردِ قدسی ہی وہ مردِ پیر — محافظ ہی تیرا بحکمِ قدیر

ہی غوثِ زمانہ وہ صاحب کمال / تجھے دیگا اُسکی جگہ ذوالجلال

ہی پرواز تیری جہانگردیان / عدو کے مقابل ہین پامردیان

ستائینگے اشرار تجھکو بہت / گھلائینگے افکار تجھکو بہت

ہو الذکر یعنی خدا ہی قریب / تجھے ہوگی ہر جا کرامت نصیب

وہ سبزہ جو رحمت ہی اللہ کی / مٹا دیگا سب خستگی راہ کی

وہان کچھ دنون ہوگا جب تو مقیم / تو پہونچینگے اُس جا بھی وہ سب لئیم

وہ پھاٹک ہی شان اُس فلک جاہ کی / جو رکھتی ہی صورت ترے ماہ کی

محافظ ہو خود جسکا ربِ امین / وہان پاسبان کی ضرورت نہین

وہ موذی جو پھر آکے یکجا ہوئے / بحکمِ خداوند پسپا ہوئے

تجھے دیکھکر داخلِ باب وہ / خود اپنے لئے ہونگے بیتاب وہ

ندامت سے اس درجہ کھو جائینگے / عدو بھی ترے دوست ہو جائینگے

خدا کی طرف سے ہو جب مطمئن / کریگا وہان عیش تو رات دن

اُسی طرح دیکھیگا وہ قصر و باغ / جہان ہوگی وہ گوہرِ شبچراغ

بہت پارسا اہلِ عصمت ہی وہ / زمانے مین خورشید طلعت ہی وہ

یہ مطلب ہو تنہا ہی جو وہ حسین / کہ اُسکے مقابل کوئی کچھ نہین

برستے ہین انوارِ پروردگار — ہوتا اُسکی پاکیزگی آشکار

گل و لالہ ہین مخلصین و شفیق — وہ سارے جواہر ہین تیرے رفیق

سفر مین بہت خاک اُڑائیگا تو — اُسے ایک مدت مین پائیگا تو

بٹھا کر اُس آئینہ کو روبرو — کریگا تو اللہ سے گفتگو

دکھائے جو وہ روئے روشن تجھے — ملے شان تمیز احسن تجھے

رہے حفظِ آداب پر گو نظر — وہی ذات ہر شی مین ہو جلوہ گر

جو ہون ایک دو دل تو راحت ملے — تعدد مین بھی لطفِ وحدت ملے

تجھے اب یہ لازم ہوا ہے باخبر — تلاشِ جواہر پہ باندھے کمر

اُٹھا کچھ دنون بارِ رنج و تعب — کہ ملتا نہین کچھ یہان بے طلب

بہت راس آئیگا عشقِ حبیب — مدد غیب سے ہوگی تجھکو نصیب

کریگا خدا ہر طرح کامیاب — بہت ہی مبارک ہے تیرا یہ خواب

اشتیاق

پلا ساقیا جام حسنِ خیال — کہ ممکن ہمیشہ خدا ہر محال

وہ چاہے تو آتش کو پانی کرے — شفق کو مئے ارغوانی کرے

بنے بحرِ مواج چشمِ حباب — سما جائے اک جام مین آفتاب

جسے چاہے وہ جسم بے سایہ ہو — مجازی حقیقی کا ہمسایہ ہو

وہ قدرت دکھائے تو یہ بھی ہو کم — کہ انسان ہو عینِ وجودِ اتم

وہ چاہے تو قطرہ سمندر بنے — ہر اک ذرہ خورشیدِ خاور بنے

ہون اک بوند یہ آسمانون کے خُم — دوائر ہون سب ایک نقطے مین گم

جہان چاہے دکھلائے وہ شانِ ذات — جسے چاہے بخشے وہ اپنے صفات

وہ چاہے تو ہر خار گلنار ہو — وہ چاہے تو ہر شعلہ گلزار ہو

وہ چاہے تو محبوب شیدا بنے — وہ چاہے تو مجنون ہی لیلا بنے

جو چاہے کرے وہ سمیع و بصیر — بیدہٖ علیٰ کُلِّ شیٔ قدیر

نہین اُسکی قدرت سے مطلق یہ دور — تعیُّن مین ہو لاتعیُّن کا نور

وہ چاہے تو ہو اُسکے امکان مین — خدا خود نظر آئے انسان مین

جو اسدرجہ بندون سے مانوس ہو — تو پھر کوئی کیا اُس سے مایوس ہو

اگر اپنی قدرت ہویدا کرے — وہ جو چاہے اک کُن سے پیدا کرے

ہر اک دل کا ہی رازدان وہ علیم — فسبحان ربِّ العزیزِ الحکیم

اگر صدقِ دل سے ہو عرضِ نیاز — یقیناً خدا ہی بڑا کارساز

اُسی کی عنایت حصولِ مرام — اُسی کے ارادے پہ سارا نظام

بڑی اُسکی قدرت بڑی اُسکی شان | اِذا قالَہٗ کُن لِشئٍ فکان
جو کچھ اُس سے بندہ تمنا کرے | نہ ہو خلق بھی تو وہ پیدا کرے
وہی ہر یقین ہو وہی ہر خیال | کہ غیرِ وجودِ خدا ہو محال
دلون کی حفاظت ہو عین صفا | نہ تسبیح و سجّادہ و بوریا
نہ ہو جس سے دشمن بھی آزردہ دل | ہو محبوبِ عالم وہ شاہِ چگل
مگر وہ جسے دے یہ حق الیقین | تو لیلیٰ ہو اُسکے لیے سب کہین
رہے تا کہ تمیزِ صیّاد و صید | ہو مجنون کی اُلفت مین لیلیٰ بھی قید
ہو دل سے جو کچھ ہو زبانی نہ ہو | کہ مقصودِ محبوبِ فانی نہ ہو
وہ اَوْفُوا بِعَہْدِی پکارے اگر | تو مجنون مشقّت پہ باندھے کمر
ادا ہو قصنا فرض و واجب کے ساتھ | محبّت ہو حفظِ مراتب کے ساتھ
جو چاہے رُلانا وہ بیداد سے | خدائی ہو الٹ دون مین فریاد سے
مٹائے اگر امتحاناً مجھے | نہ یاد آئے فریاد و شیون مجھے
نہ ہو وصل مین کم یہ سوزِ فراق | بڑھے اور بھی دمبدم اشتیاق
ڈھلی دو پہر ایک بجنے لگا | اذان کی مساجد سے اُٹھی صدا
تھے سرگرمِ قیلولہ جو پاکباز | وضو کر چکے وہ برائے نماز

ترقی پہ گرمی کا گو پایہ ہی
جماعت کے پابند اہلِ نیاز
جو سنّاٹہ گلیون مین تھا ہر طرف
روانہ ہوا بینظیرِ حزین
نہین کچھ خبر شہرِ محبوب کی
عجب شوق ہی یہ عجب اشتیاق
نہ رہبر نہ کوئی دل آرام ہی
ہوا ترکِ احباب کا گو ملال
جہان جز خدا ہو نہ کوئی رفیق
جو قطعِ علائق مین وہ مرد ہی
وہ جز یار رب سب کو سمجھا فضول
تمنّا ہی جو وصلِ دلدار کی
جو یک سوئی اُسنے میسر ہوئی
کسی کی طلب یا کسی کا خیال
کسی کی عداوت نہ اُلفت رہی

اگر زیرِ دیوار کچھ سایہ ہو
چلے جلد مسجد کو بہرِ نماز
وہ ہونے لگا یک قلم برطرف
رفاقت مین افضالِ ربّ آئین
لگی ہو مگر دل سے مطلوب کی
کہ توام ہین جس مین وصال و فراق
خدا ہی مگر خضرِ ہر گام ہی
محبّت مین پر کیا کسی کا خیال
وہان غیر کیا ہو رفیقِ طریق
محبّت کے میدان مین فرد ہی
تو کیا ترکِ دنیا سے ہو تا ملول
خوشی ہو اُسے ترکِ اغیار کی
نہ کچھ فکر جز فکرِ دلبر ہوئی
ذرا دل مین پائے جگہ کیا مجال
وہ جسکا تھا اُسکی محبت رہی

امیدون سے ہر وقت ردّ و بدل … زبان پر کبھی جوش مین یہ غزل

غزل

صدائے ازل عالمِ جان مین ہون … مین آوازِ نادی بیابان مین ہون

کہون کیا تماشے ہین کیا سامنے … مین پُتلی ہون ہر چشمِ حیران مین ہون

مین ہر قلب مین ہون کسی کا خیال … کسی کی نظر چشمِ دوران مین ہون

کسی کی محبت کی ہے یہ صدا … کہ مین جان ہر جسمِ بیجان مین ہون

کبھی مین بھی ہون سرفرازی مجھے … خمِ نازِ اُس زلفِ پیچان مین ہون

ہے زنجیرِ دل کس کی موجِ خیال … کہ آزاد بھی ہو کے زندان مین ہون

مجھے چاہِ کنعان کی حاجت نہین … اسیر ایک چاہِ زنخدان مین ہون

کہان ہے وہ رنگِ بہارِ جہان … [illegible] مین ہون

مین جو کچھ ہون سو ہون مگر بےنظیر … سراپا وفا چشمِ جانان مین ہون

روائی

پلا ساقیا ساغرِ اشتیاق … کہ لذّت سے خالی نہین یہ فراق

ترقّی پہ ہر دم رہے شوقِ دید … کہ ممکن نہین جستجو بے امید

دیے جائے خوش علی الاتّصال … کہ جو دُھن بندھے ہو اُسی مین کمال

یہی ہی اگر جوشِ وحشت مجھے ‏— مرا گھر بھی ہی دشتِ غربت مجھے
ہون گو صدمۂ ہجر سے چور چور ‏— سفر سے بہلتا ہی کچھ دل ضرور
مین کیون آتشِ غم سے جلتا رہون ‏— خُمِ مَی کی صورت اُبلتا رہون
بنا مست کب تک رہون مضمحل ‏— مگر بالِ پرواز ہو جوشِ دل
تموّج ہو یہ نشۂ بادہ کا ‏— نہ جھگڑا ہو تسبیح و سجّادہ کا
جدھر سے نکل جاؤن مست و خراب ‏— دمِ جادہ ہو موجِ کیفِ شراب
مرے ہاتھ مین دے وہی جامِ جم ‏— کہ از عرش تا فرش ہو اک قدم
یونہین دَور پر دَور چلتا رہے ‏— کسی طرح تو دل بہلتا رہے
جھکا مہرِ گردون جو بہرِ رکوع ‏— ہوے جمع مسجد مین اہلِ خشوع
جو دیکھا کہ ہوتا ہی اب دن تمام ‏— لگے سنتین پڑھنے ہر خاص و عام
اِدھر اور اُدھر جتنے تھے منتشر ‏— جماعت کے آکر ہوے منتظر
بنایا جو قاری کو سب نے امام ‏— تو صف بندیون کا ہوا اہتمام
پھر اتنے مین تکبیر ہونے لگی ‏— جماعت کی تدبیر ہونے لگی
غرض عصر پڑھ کر بصد آرزو ‏— لگے کرنے باہم دگر گفتگو
کہ گھنٹی بجا کر کسی نے کہا ‏— نہ گاڑی کے آنے مین وقفہ رہا

جو پچھم کا ہو جانے والا چلے — ٹکٹ ماسٹر سے ٹکٹ آ کے لے
سُنی جس گھڑی یہ صدائے طرب — کھڑے ہو گئے ہو کے طیّار سب
اسی فکر مین محو تھا ہر کوئی — ذرا دیر مین اور گھنٹی ہوئی
وہ سیٹی ہوئی ریل آنے لگی — دُھوان دور سے کچھ دکھانے لگی
قلی جلد سگنل گرانے لگا — وہ پائنٹ کوئی ملانے لگا
جو سڑکون کے پھاٹک بھی آنے لگے — ہری جھنڈیان سب دکھانے لگے
ہوا لینا دینا ٹکٹ کا بھی ترک — نکلنے لگے آفسون سے کلرک
جو انجن کے تیور بدلنے لگے — مسافر یکایک سنبھلنے لگے
مقامِ توقّف پہ ٹھہری جو ریل — تو ہونے لگی کچھ عجب ریل پیل
کہین لوگ اُترنے مین گرنے لگے — کہین خوانچے والے پھرنے لگے
کوئی لے کے لوٹا چلا بہرِ آب — پکارا کوئی لاؤ پانی شتاب
کوئی رفعِ حاجت کو دوڑا اُدھر — کسی نے نمازین پڑھین مختصر
پر اتنے مین سب ہو چکین گھنٹیان — رُکے کوئی دم پھر یہ مہلت کہان
ہوئی ریلوے کمپنی یہ خسیس — کہ دس کی جگہ بھر دیے بیس تیس
ہے گو دوسرے مین بھی یہ ازدحام — مگر پہلا درجہ ہے خالی تمام

اُسی مین روانہ ہوا بینظیر ‏— خمِ زلفِ جانان کا تازہ اسیر
اُدھر تو ہوئی ریل گاڑی روان ‏— اِدھر ہین یہ اشعار وردِ زبان

غزل

وہ بے پردہ صورت دکھاتے نہین ‏— نگاہ مین پھرتے ہین آتے نہین
بڑھے اسقدر گر کے ہم عشق مین ‏— کہ انکی نظر مین سماتے نہین
چھپے ہین حجابِ تصور مین وہ ‏— یہ مطلب کہ پردہ اُٹھاتے نہین
کوئی اُن سے اتنا بھی کہتا نہین ‏— ستائے ہوؤن کو ستاتے نہین
ہوئی اور پامالیون سے نمود ‏— بناتے ہین مجھکو مٹاتے نہین
بجھائینگے کیا اُنکا غصہ یہ اشک ‏— کہ دل کی لگی جو بجھاتے نہین
بچھاتے ہین داغِ محبت حسین ‏— نگہ بوالہوس کو لگاتے نہین
نہین کس کے لب پر وفا کا گلہ ‏— نہین ہین جو کچھ دل مین لاتے نہین
جو گزری وہ گزری مگر بینظیر ‏— یہ قصہ کسی کو سناتے نہین

سیر

پلا ساقیا راحِ ریحان سرشت ‏— کہ ہو موجِ مے زلفِ حورِ بہشت
نمونہ ہے قدرت کا ہر مہ جبین ‏— تعالی اللہ حسنِ جمال آفرین

وہ مے دے ملے چشمِ بینا مجھے
ہو مست ایسی مری چشمِ نم
چلوں جوشِ مستی میں یوں جھوم کر
اگر نشہ مین گرم رفتار ہوں
پھنسے جذبِ دل مین وہ رشکِ پری
یہ پیدا ہو سوزِ نہان مین کمال
مزا کچھ انھیں سرد آہوں مین ہی
نہ جب تک ملے وہ مرادِ دلستان
وہ مے دے کہ جو امتحان ہو مرا
مجھے لغزشوں سے بچاتا رہے
شفق پھولی کچھ پو بھی پھٹنے لگی
سہانی ہی کس درجہ تاروں کی چھاؤں
بچھائے ہوئے مرگ چھالے فقیر
وہ جوگی بھی دھونی رمائے ہوئے
وہ سیلے وہ جوڑے چمکتے ہوئے

کہ جسے بادہ مشکل ہی جینا مجھے
کہ حیران ہو چشمِ غزالِ حرم
اٹھے بیخودی خاکِ پا چوم کر
قیامت پکارے مین طیار ہوں
ہین دل دیکھے سیکھ بن رہِ دلبری
تمنا ہو شمعِ حریمِ وصال
کہ اک پیاری صورت نگاہوں مین ہے
کسی گل سے ملتا ہے یہ دل کہاں
خدائے جہاں پاسبان ہو مرا
تصور مین جلوہ دکھاتا رہے
سیاہی شبِ غم کی چھٹنے لگی
ٹہلنے کی خاطر نکلتے ہین پانوں
لبِ نہر تڑکے سے ہین جا بجا
ہین پوجے مین آسن جمائے ہوئے
وہ کانوں مین مندرے لٹکتے ہوئے

وہ گھنٹے بجاتے ہوئے برہمن — ہین تھانون مین کس طرح نعرہ زن
نہانے کو وہ نازنینانِ شہر — چلی آتی ہین کس طرح سوے نہر
وہ تھالی مین سیندور چندن لیے — کوئی آرہا ہی عجب آن سے
بنارس کی وہ ریشمی ساڑیان — وہ گھونگھٹ لٹکتا ہوا الامان
ہر اک کی نئی دھج نیا ڈھنگ ہی — لبِ گنگ اسوقت کیا رنگ ہی
نزاکت سے کوئی لچکتی ہوئی — ادھر آرہی ہی جھجکتی ہوئی
جو اشنان کرتی ہی وہ اک پری — ہی اُسکی نظر کیا ہی جادو بھری
جو اُلٹے ہی گھونگھٹ کو وہ اک حسین — ہی کس درجہ اُس گل کی ساڑی مہین
جو بینشِ نظر وہ پریزاد ہی — عجب اُسکا حُسنِ خداداد ہی
وہ آتی ہی جو مُسکراتی ہوئی — قیامت کا چھل بل دکھاتی ہوئی
جسے دیکھیے وہ پری حور ہی — نہ سنبھلے اگر قلب معذور ہی
جو چھپ چھپ کے وہ دیکھتی ہی ادھر — چبھوتی ہی در پردہ ننو نیشتر
نہا کر جو نکلی ہی وہ سیمتن — ہوئی بھیگ کر ساڑی جزوِ بدن
وہ آنچل سے چہرہ چھپائے ہوئے — نگاہین کسی سے لڑائے ہوئے
وہ آتی ہی اک شوخِ رنگین لباس — کہ ہر فعل جسکا محبت اساس

وہ گل ناز سے آرہی ہی ادھر چلے جیسے اٹھلا کے بادِ سحر
کوئی سر سے آنچل اُتارے ہوے وہ آتی ہی سینہ اُبھارے ہوے
وہ ہر بار ٹھکرا کے سیڑھی کوئی سُناتی ہی جھنکار پازیب کی
نہائے ہوے وہ جو آتا ہی غول غضب کے سب اعضا ہین اُنکے سڈول
وہ بھیگے ہوے بال بکھرے ہوے وہ چہرے بہت صاف نکھرے ہوے
کسی کا وہ گورا چھریرا بدن کوئی دھان پان اور رشکِ سمن
کوئی زلف ڈالے ہوے دوش پر کسی کی نزاکت سے دُوہری کمر
کسی کا وہ اِترا کے چلنا کہین کسی کا وہ گر گر سنبھلنا کہین
بہت شوخ و مغرور ظاہر مین سب لدین سر سے پا تک جواہر مین سب
کوئی لو لگائے خدا کی طرف نگاہین جھکین پشتِ پا کی طرف
کٹوری مین کوئی لیے پھول پان کھڑی ہی وہ مندر مین مندر کی جان
کسی کا حیا سے سرِ پاک خم کہ عصمت بھی کھائے اُسی کی قسم
زمین پر نظر وہ گڑوئے کوئی کدورت کو خاطر سے دھوئے کوئی
چیترنی کوئی تو کوئی پدمنی کوئی ان مین رادھا کوئی جانکی
مہادیو کو جل چڑھا کر تمام چلی جاتی ہین اپنے گھر شاد کام

وہ بانکی رسیلی کوئی خوش نظر
لجاتی ہوئی آرہی ہو ادھر
کوئی منزلِ عشق کی خوش خرام
کہ چیلے ہون جسکے کرشن اور رام
چلین گھر کی جانب جو وہ جھوم کر
تجلّی بڑھی اُنکا مُنھ چوم کر
نظر آئی جو شانِ پروردگار
تو نکلا زبان سے یہ بے اختیار

غزل

یہ مانا کہ سب میرے سر جائیگی
محبت مگر نام کر جائیگی
ذرا دیکھ ساقی نشیب و فراز
چڑھی ہے تو اک دن اُتر جائیگی
کٹی عمر اب تک تو اُمید مین
کسی طرح یہ بھی گزر جائیگی
ہٹے گی بھلا وصل سے کیا ہوس
طبیعت نہین یہ جو بھر جائیگی
نہ ٹھہرے گی یہ نو بہارِ شباب
اِدھر آئیگی اور اُدھر جائیگی
شفا دیگی اُنکی ادا کیا مجھے
نہ مرنے کا الزام دھر جائیگی
یہی ہے اگر اُنکی چشمِ عتاب
تو ساری خدائی کدھر جائیگی
لکھونگا انھین حالِ قطعِ امید
یہ عرضی بہت مختصر جائیگی
بگڑنے دو قسمت یہ کوہ مظیر
وہ جسدن ملین گے سنور جائیگی
ملا اتفاقاً وہان ایک مرد
محبت کا عاشق طلبگارِ درد

مقام اُسنے پوچھا تو اسنے کہا
ہی مسجد مسافر کا گھر یا سرا

تکلّم سے جو اُنس پیدا ہوا
وہ اسکی لیاقت کا شیدا ہوا

کہا اُسنے آخر بصد التجا
مرے گھر مین ہون آپ رونق فزا

کہون کیا جو وہ مرد مشتاق ہی
عجب صاحبِ حُسنِ اخلاق ہی

محبّت سے گھر مین اُتارا اُسے
بٹھایا بہ لطف و مدارا اُسے

ضرورت کے اسباب و سامانِ عیش
مہیّا کیے وہ جو ہین جانِ عیش

شب و روز خدمت مین سرگرم ہی
دل اُسکا کہین موم سے نرم ہی

یہ ہر لحظہ ہمراز و ہمدم بنا
کہ آخر وہ عاشق کا محرم بنا

یہ بولا تب اُس مرد سے بے نظیر
کہ غربت مقدّر مین ہی ناگزیر

تلاشِ جواہر مین جاؤنگا مین
خدا چاہے تو جلد پاؤنگا مین

کبھی رُخ جو سوئے خدا کیجیے
مرے حق مین دل سے دعا کیجیے

کہا اُسنے ای مردِ میدانِ عشق
شب و روز سر در گریبانِ عشق

پھریگا کہانتک تو اس راہ مین
نہ لغزش گرا دے کہین چاہ مین

ضروری ہی اللہ والون کا ساتھ
ہین دستِ خدا بالیقین جنکے ہاتھ

سُنا ہی کہ آتے ہین کل میرے پیر
بڑے غیب دان ہین وہ روشن ضمیر

عجب کیا جو مل جائے اُسکا نشان
تو جسکے لیے چھانتا ہی جہان

مگر مست رہتے ہین دن رات وہ
دکھاتے ہین لاکھون کرامات وہ

ہی ظاہر بہت کچھ خراب و پلید
حقیقت مین ہین غیرتِ بایزیدؒ

وہان ذکر کچھ غیرِ وحدت نہین
حواس و خرد کی ضرورت نہین

وہ رندانہ پھرتے ہین ہر دیس مین
چھپائے ہین خود کو اسی بھیس مین

غرض اُسنے تعریف کی اسقدر
کہ ممکن ہی انسان سے جسقدر

اسے ہی جو اُسپر بڑا اعتماد
جگہہ دل مین کرنے لگا اعتقاد

ہی جو صاحبِ حُسنِ ظن بےنظیر
ہوا اُسکے دامِ ثنا مین اسیر

یہ سمجھا کہ اکثر بزرگانِ دین
دیارِ ملامت کے ہین رہ نشین

مرا دوست ہی بیمروّت شعار
بیان کرتا ہی تجربہ بار بار

ہین اللہ والے تو دینگے دعا
نہین تو ہی نقصان ہی کیا مرا

ہوا اُنکی آمد کا جو اہتمام
تو یہ بھی مناسب ہی سمجھا قیام

آمد

پلا ساقیا بادۂ بیخودی
کہ محمود ہی جادۂ بیخودی

ہین مقبولِ یزدان جو اہلِ یقین
کسی کا فریب اُنپہ چلتا نہین

جسے کرتا ہو وہ اخص الخواص / حفاظت مین رکھتی ہو تائیدِ خاص
مگر ہو جو سر تا قدم خیر و نور / وہ کیا جانے شیطان کے مکر و زور
نہ جانے تو کس طرح ہادی بنے / وہ کیونکر شریعت کا نادی بنے
وساوس سے شیطان کے آگاہ ہو / تو سالک کا وہ ہادیِ راہ ہو
یقین کر کے اللہ والا اگر / عزازیل کا ہو کوئی ہم سفر
اُسے اجرِ نیت ملیگا ضرور / بچائیگا لغزش سے ربِّ غفور
ابھی ساقیا مصلحت ہی یہی / کہ دیکھون شرارت مین اشرار کی
جو ہو جائیگا تجربہ چشم دید / تو ان سب سے پھر ہو گی نفرت مزید
وہ مَے دے کہ ہو گو بہت کچھ ملال / نہ کم ہو مگر جستجو کا خیال
مزا درد کا میری آہون مین ہو / کوئی پیاری صورت نگاہون مین ہو
ہو تابان وہی آفتابِ جلال / کہ رشکِ سحر ہو یہ شامِ ملال
بڑھی تیرگی آٹھ بجتے ہین اب / کہ ظلمت کی چادر ہی بالائے شب
نہ ٹھہرا کوئی دم بھی گو ماہِ نو / سیاہی مین کچھ کچھ ہی تارون کی ضو
ہوے لوگ مشغول سامان مین / جلین مشعلین آن کی آن مین
شبِ قدر ہی اُنکو گویا یہ رات / سجائی گیی نو بجے تک برات

ہراک قسم کے ساز باجے تمام — چلے پیشوائی کو لے کر پیام
ڈہل چنگ و قرنا و طنبور و دف — ہراک کی جماعت جدا گانہ صف
انار اور مہتاب پھول بان — غبارے جنہیں دیکھے سارا جہان
دو رویہ جہانتک کہ منظور تھا — لگائی گئیں چرخیان جابجا
ملا کچھ بھی شائستہ موقع جہان — بٹھائے گئے گولے واسطے وہان
بہت دور اسٹیشن اُس جا سے تھا — مگر روزِ روشن ہی کل راستا
جونہیں ریل آئی نظر دور سے — تو پیدل یہ سب بھاگے مزدور سے
کئی دوڑ کر گاڑی پر چڑھ گئے — بہت اپنی تیزی مین کچھ بڑھ گئے
غرض یہ بڑی آن سے بان سے — اُتارا سبھون نے بڑی شان سے
بہت دوڑ کر گرد پھرنے لگے — بہت جُھک کے سجدے مین گرنے لگے
چلے پالکی لے کے جسدم کہار — چلے ساتھ پیدل یہ دیوانہ وار
انار اور گولے لگے چھوٹنے — فقیری کی قسمت لگی پھوٹنے
سخاوت جو اسراف کا نام ہو — تو بدنام کیونکر نہ اسلام ہو
یونہین شور و غوغا مچاتے ہوے — چلے ڈھول تاشے بجاتے ہوے
یہ مطلب کہ واقف ہون برنا و پیر — بڑے کوئی پہونچے ہوے ہین فقیر

دنا دن جو گولون کی گونجی صدا — تو کہنے لگے پیر جی مرحبا

کہین چرخیان پھلجھڑی ہی کہین — ہر اک شیطنت پر ہزار آفرین

مکان تک یہ نقشے یہی طور تھے — جو پہونچے یہان جلسے ہی اور تھے

بڑھین بہر پابوس جو رنڈیان — لگے پوچھنے خود وہ نام و نشان

کسی نے کہا بائی دھومن ہی یہ — یہ مُنّی یہ حیدر ہی چھٹّن ہی یہ

مرتّب ہوئی بزم رقص و سرود — بھری زر سے ہر ایک مطرب کی گود

جو حجرے مین داخل ہوے پیر جی — دیا حکم خاصہ منگاؤ ابھی

وہان خاص کچھ لوگ جو رہ گئے — اسی مین جو کہنا تھا سب کہہ گئے

ہوا تخلیہ جس گھڑی ناگزیر — تو اُسدم بلایا گیا بےنظیر

محبت سے شفقت سے اعزاز سے — بٹھایا گیا وہ بڑے ناز سے

تصنّع کا نقشہ جمایا گیا — عجب حُسنِ اخلاق پایا گیا

معمّون مین مطلب ہوا سب بیان — یہ مطلب کہ ہو غیب دانی عیان

اشارون مین جب کہہ گئے حال سب — کہا اپنا قصّہ سُناؤ تم اب

ہوا معتقد وہ خجستہ صفات — نہ سمجھا کہ خاصے مین تھی خاص بات

بہت کچھ تھا گو حالِ طولِ امل — پڑھی اُسنے بیساختہ یہ غزل

غزل

اُنھین دل بھی ہم دے چکے جان بھی ۔ نہ ابتک ہوئی جان پہچان بھی
نکلتا ہی دل توڑ کر تیرِ یار ۔ نکلجائے شاید کچھ ارمان بھی
کبھی کوئی بیڑا ہی خوش ہوکے دین ۔ ہی کافی مجھے مان کا پان بھی
ستاتے ہین بتلاکے وہ طرزِ جور ۔ جفا بھی ہی درپردہ احسان بھی
وہ آفت ہین غولِ بیابانِ عشق ۔ کہ لاحول پڑھتا ہی شیطان بھی
مرے دل سے پوچھو وہ کیا چیز ہین ۔ حسین یون تو ہین اور انسان بھی
کہانتک اُٹھاؤن کڑی عشق مین ۔ کہ مشکل سے مشکل ہی آسان بھی
کسی تیر افگن کا تھا یادگار ۔ نہ ٹھہرا مگر دل مین پیکان بھی
ہی کیا چاکِ دامن کا غم بےنظیر ۔ نہ ہوگا کسی دن گریبان بھی
یہ سُن کر ہوا دنگ وہ مردِ پیر ۔ یہ سمجھا کہ بیشک یہ ہی بےنظیر
یہ ٹھانی عداوت سے یا چاہ سے ۔ کسی طرح پھیرون اسے راہ سے
کہا مجھکو معلوم ہی وہ مقام ۔ ملے گی جواہر سے تجھے لاکلام
مگر ہو تو پہلے ہمارا مرید ۔ رہے کچھ دنون ساتھ بھی اے سعید
ہمین آزمانا ہی تجھکو ضرور ۔ نہین تو جواہر نہین تجھ بھی دور

یہ سوچا کہ یہ نوجوان ہی ابھی | کسی سے ذرا ہو تو دل بستگی
جو گھر جائیگا عیش و آرام مین | پھنسا لونگا آخر کسی دام مین
ملیگا جو آزادیون کا مزا | نہ چھوڑیگا پھر خود یہ دامن مرا
حسینون کی صحبت فراغِ معاش | مٹادیگی خاطر سے اُسکی تلاش
مگر سُن کے پیری مریدی کا نام | وہ بولا کہ ای پیرِ عالی مقام
مرید اُسکو پاکر مین ہونگا ضرور | مجھے اپنا خادم ہی سمجھین حضور
مریدی سے اسوقت قاصر ہون مین | مگر ساتھ رہنے کو حاضر ہون مین
پکڑ کر وہین ہاتھ بولا پلید | کہ بس ہو چکے تم ہمارے مرید
مروّت سے بولا نہ کچھ وہ حزین | وہ سمجھا پھنسا دام مین یہ حسین
ہر اک سے یہ بکتا تھا وہ مردِ پیر | سنا ہوگا تم نے کوئی بینظیر
بڑا فلسفی اور صاحب کلام | ہوا آج میرا مرید و غلام
مگر وہ عجب رنگ مین مست ہی | فریب اُسکے آگے نہین کوئی شی
جو عاشق ہین محبوبِ وہّاب ہین | کہ کذّاب آخر کو کذّاب ہین
وہ گو ان مکائد سے ہی بے خبر | محافظ ہی پر داورِ داد گر
مشیّت نے چاہا کہ آگاہ ہو | نہ مغضوب ہو تا نہ گمراہ ہو

پھرے رہزنوں سے تو ہادی بنے — خدا کی شریعت کا نادی بنے
جو ہو فرد تہذیبِ اخلاق مین — وہ ہے قابلِ قدر آفاق مین
کسی پر ہو جو رحمتِ ذوالجلال — صفاتِ حمیدہ ہین نفسِ کمال
صفا ہو جہان تک کہ امکان ہو — ہے کامل جو انسان انسان ہو

اِغوا

پلا ساقیا بادۂ جوشِ دل — کہ بھر جائے حسرت سے آغوشِ دل
ہم امنگین یکایک اُبھرنے لگین — تمنائین بیچین کرنے لگین
یہ ہے بارہ دریا کی اے مہ جبین — اسی جوش مین ہو نہ لغزش کہین
ترا فیض مجھکو سنبھالے رہے — یہ رندی خدا کے حوالے رہے
کرے رہزنی لاکھ کوئی حسین — جو ثابت قدم ہین بھٹکتے نہین
ازل سے لگاؤ ایک لیلیٰ سے ہے — مری زندگی اس تمنا سے ہے
نہ جب تک ملے وہ مرا گلعذار — کوئی گل ہو آنکھون مین ہے میری خار
مگر ہے جہان موقفِ امتحان — ہے ٹھوکر کا غم ہر قدم پر یہان
رہے ہمنشین کوئی صاحب جمال — ہے اغوائے شیطان یہ سارا خیال
بُری گو یہ افہام و تفہیم ہے — تو حافظ ہو تو حُسنِ تعلیم ہے

محبت ہو جس گل سے بس ہی وہی
وہی ہم نشین ہم نفس ہی وہی

مجازی سے ہو عشقِ کامل اگر
جمالِ حقیقت بھی آئے نظر

جو رازِ حقیقت سے ماہر ہوا
وہ آداب دانِ مظاہر ہوا

خلافِ شریعت ہو جو فعل و قول
عمل تو جدا ذکر سے آئے ہَول

شریعت پہ ثابت قدم ہو جو ماہ
خدا اُسکی عصمت کا ہوگا گواہ

جو آہر کے حق مین یہ فرمان ہی
وفا اور عصمت کی وہ جان ہی

ہو جس گل سے تسکینِ ظاہر مری
وہ لیلےٰ بنے گی جو آہر مری

جو ہو ہدیۂ خاصِ ربِّ امین
وہ عصمت بنانے سے بنتی نہین

نہ بھولیگا مجھکو وہ نقشہ کبھی
مگر امتحان ہو رہا ہی ابھی

ہی جس گل کی فرقت سے دل پاش پاش
حسینوں مین کرتا ہون اُسکو تلاش

تو پھر کیا ضرورت ہی ای باشعور
کہ ان گلرخون سے رہون دور دور

جو دریا مین رہکر بجھائے نہ پیاس
حقیقت مین ہی مرد ای حق شناس

رسُول و خدا سے محبت رہے
خلافِ شریعت سے نفرت رہے

خبر لیگا وہ فرد و قادر مری
یقیناً ملیگی جو آہر مری

نہ ہو جسکو خلق و خدا سے حیا
نہین اُسمین اک ذرہ ایمان کا

شرافت ہی غیرت ہی انسان کی — حیا ہی ہی معیار ایمان کی

جو ہی کچھ بھی بے غیرت و بے حیا — اُسے شرمِ دنیا نہ خوفِ خدا

جسے بد روش دیکھوں اے ذی شعور — ہوں صحبت سے اُسکی اُسی دم نفور

خدا کی شریعت کو جو چھوڑ دے — محمدؐ کے ہر عہد کو توڑ دے

وہ عہدِ محبت نباہے گا کیا — اُسے چاہیں ہم پر وہ چاہے گا کیا

دکھادوں مگر تجربے سے ضرور — خلافِ شریعت ہی سب مکر و زور

یہی طرز شہرت بڑھانے کی ہی — یہ سب فکر دنیا کمانے کی ہی

سماعی کرامات سے الحذر — نہو جس مین کچھ راستی کا گزر

نہین کیا خدا قادرِ ذوالجلال — جو رحمت سے دے ہم کو سچا کمال

وہ حق ہی تو ناحق سے کیون کام لین — فریبی کا ہم کس لیے ساتھ دین

نہین اس سے مجبور ربِ جلیل — جو کر دے مجھے بنظیر و عدیل

پہر اسوقت ہم عہدِ شیطان ہونہین — ٹہرادون اُسے تو مسلمان ہونہین

نہین سمجھے قادر ہی رحمان کو — جو محدود کرتے ہین فیضان کو

نہین جز شریعت کوئی اور چیز — کسی پر جو ہو ختم اے باتمیز

جو کرتے ہین خود پر ولایت تمام — تو کیا تھے وہ مہدی علیہ السلام

مگر حسبِ فرمانِ محبوبِ رب ‏ ضروری ہی خیر القرون کا ادب
پر اس سے یہ لازم نہین ای غیور ‏ ہر اوّل ہو آخر سے اشرف ضرور
یہ ممکن ہی اکثر سے ہون بڑھکے ہم ‏ جو حامی ہو یزدان کا فیضِ اتم
بڑے خود غرض اور کم حوصلہ ‏ بجھاتے ہین طالب کا جو ولولہ
محبّت کا اوّل سے ہمدم ہو نہین ‏ ازل سے صفائے مجسّم ہو نہین
نہین غم کوئی دیکھے کیسا مجھے ‏ جو جیسا ہی دیکھیگا ویسا مجھے
نہین فکرِ تسخیرِ شہر و دیار ‏ مگر ہان بتائید پروردگار
ہین اتنا تو خود کو مسخّر کرون ‏ نہ کچھ فکر جز فکرِ دلبر کرون
خلافِ اوامر نہ عامل ہون ہین ‏ وفا خود یکا ریگی کامل ہون ہین
نواہی سے نفرت جو نیّت ہین ہو ‏ تو پھر کیون کمی حق کی رحمت ہین ہو
ڈرے جو خدا سے نہان و عیان ‏ خدا اُسکا رہتا ہی خود پاسبان
خدا جسکا ہر حال ہین یار ہو ‏ وہ گلخن ہین جائے تو گلزار ہو
خدا نے تو سب کچھ بتایا مجھے ‏ مگر حُسنِ ظن نے پھنسایا مجھے
جو اُدھر کو حق سے جو کرتا طلب ‏ تو بے وقفہ دیتا مجھے میرا رب
جو ارشاد فرمائین اب پیر جی ‏ بہر حال کرنا ہی مجھکو وہی

ضرورت یہان تا اسم اعظم کی ہی ۔ کہ شیطان صورت مین آدم کی ہی

وہی اسم آیا جہان تا زبان ۔ نہین اُسکا چلتا ہی کچھ بس وہان

مگر ہی یہ تاثیرِ رنگِ حجاب ۔ کہ بھولا وہ اسمِ جلالت مآب

مگر ہان مجھے کب بھلائیگا تو ۔ بڑے وقت پر کام آئیگا تو

کرین سحر یہ ساحرانِ ذلیل ۔ محافظ ہی میرا خدائے جلیل

گراتے ہین یہ بادلِ دردناک ۔ سنبھالیگا مجھکو خداوندِ پاک

کنوئین کھودتے ہین مری راہ مین ۔ یہی سب گرینگے اُسی چاہ مین

خدا سے جو مین مانگتا ہون تجھے ۔ ملیگا تو اِنشآءَ ربّی مجھے

دعا ہی خدا سے مری ای حبیبؐ ۔ ترے فیض سے ہو جواہر نصیب

وہ محبوب صورت ہمایون شیم ۔ خدا جسکی عصمت کی کھائے قسم

ابد تک وہ مجھسے محبت کرے ۔ رسولؐ و خدا کی اطاعت کرے

ہو سارہ صفت صاحبِ آل بھی ۔ ولی اُن مین ہون اہلِ اقبال بھی

یہ سب دیگا وہ قادرِ ذوالجلال ۔ ابھی تو نے مجھے چاہِ غم سے نکال

حکیم و صمد ہی خداے جہان ۔ ضرور اس مین کچھ مصلحت ہی نہان

چھپی ظلمتِ شب پسِ کوہسار ۔ سحر کا سپیدہ ہوا آشکار

وہ خیرٌ مِّنَ النَّوم کی خوش صدا ۔ وہ آنکھوں مین نیند اور ٹھنڈی ہوا
وہ گرجو نکے گھنٹون کی بانگِ بلند ۔ وہ ناقوس کی صوتِ خاطر پسند
عنادل کہین چہچہانے لگے ۔ طیورِ سحر حمد گانے لگے
غرض صبح سناٹہ کھونے لگی ۔ سڑک پر بھی ہل چل سی ہونے لگی
مرتّب ہوئی پھر وہ بزمِ طرب ۔ اکٹّھے ہوے وہ شیاطین سب
نماز اور قرآن نہ ذکرِ حدیث ۔ کرامت کا راوی بنا ہر خبیث
معاذ اللہ اس جھوٹ پر یہ عزیز ۔ نہ کہتا تھا کوئی بجز چشم دید
کہی ایک خادم نے اُسدم یہ بات ۔ تھکی ہی اسوقت حضرت کی ذات
جو چلتے ہین پیدل بجز وہ حشم ۔ نہین گرد آلود ہوتے قدم
یہ سُن کر کہا ایک نے یا اخی ۔ نہین سمجھے حضرت کو تُم بھی ابھی
ہین گونڈے مین وہ جو فلان صوبہ دار ۔ وہ بیٹے کے مرنے سے تھے بیقرار
وہان آپ نے جلوہ دکھلا دیا ۔ مرے سامنے جا کے زندہ کیا
تھی برسات مین گھاگھرا زور پر ۔ عبور اُس پہ پیدل کیا بے خطر
سہالی[*] مین اک شخص کی مان مری ۔ پڑی اُسپہ یون ہی نظر سرسری
وہ فی الفور اُٹھکر شتابان ہوئی ۔ یہ قدرت وہان بھی نمایان ہوئی

[*] موضع مضافات لکھنؤ

کئی مردے اسطرح زندہ کیے ۔ بہت کام قدرت سے اپنی لیے
کہا ہم سے پھر جانتے ہو مجھے ۔ خدا ہون ہین پہچانتے ہو مجھے
یہ سنتے ہی وہ سب اُدھر کو پھرے ۔ سوِ پیر سجدے مین فوراً گرے
کہا پیر جی نے کہ صد مرحبا ۔ ازل سے ہو تم لوگ اہلِ وفا
غرض معجزون مین جو اک بات تھی ۔ وہان اُس سے زائد کرامات تھی
اسی طرح فی الجملہ وہ بے ادب ۔ کرامت بیان کرتے ہر روز و شب
سنا جب یہ افسانۂ دلپذیر ۔ ہوا اور بھی معتقد بےنظیر
ہوا تھا نہ کچھ بھی ابھی تجربا ۔ کیا کم سنی نے اسیرِ بلا
مگر تھا نہ ایمان مین جو خلل ۔ مسلمانِ کامل تھا وہ خوش عمل
کہا پیر سے سب نے بالاتفاق ۔ ہمین اسکا تقوی گذرتا ہی شاق
کرامات مین تو پھنساتے ہین ہم ۔ اسے عبدِ مخلص بناتے ہین ہم
ہی صاحب یقین یہ خجستہ صفات ۔ نہین جانتا جھوٹ ہی کوئی بات
جو کامل ہوا معتقد یہ حضور ۔ خدا آپ کو مان لیگا ضرور
نہ چھوڑیگا جب تک یہ تقوی مگر ۔ اسے اس مزے کی نہ ہوگی خبر
بڑی محنتون سے بنایا گیا ۔ یقین اسکو ایسا دلایا گیا

یقین ہی نہ اب یہ کسی جا اڑے / کہین آپ تو آگ مین گر پڑے

حسین اور قابل ہی یہ نوجوان / زر و زن ہین دونون مہیّا یہان

جو شامل ہوا یہ کسی کام مین / پھنسا لائیگا سیکڑون دام مین

جو حضرت کا خادم ہی مردود شاہ / اسے جلد کردیگا وہ روبراہ

جمیلہ ہی جو اُسکی دختِ حسین / نہین مثل رکھتی وہ زہرہ جبین

ہزارون ہین حضرت کے ایسے فقیر / جو رکھتے ہین ایک ایک ماہ منیر

مگر ہی جمیلہ جو حضرت کی خاص / وہ دشمن ہی زاہد کی عصمت کی خاص

اسے بھیجئے نزدِ مردود شاہ / یہ کہدیجئے جلد ہو روبراہ

یہ کہدیجئے اس سے ای مہ جبین / نہ جب تک بلاؤن ہین رہنا وہین

یہ تقویٰ بہر نوع توڑے گی وہ / اسے پاکدامن نہ چھوڑے گی وہ

جو اُٹھ جائیگا اُسکے دل سے حجاب / ملیگا حسینونسے خود بے نقاب

تو رستے پہ اُسکو لگائین گے ہم / اسے خاص محرم بنائین گے ہم

ہوے متفق جو مریدین و پیر / بلاکر کہا اُس سے ای بے نظیر

تو فرزند ہی اپنی اولاد ہو / ترے حق مین اپنا یہ ارشاد ہی

فلان شہر مین جا تو نزدِ فلان / نہ جب تک لکھین ہم تو رہنا وہان

تکلف نہ کرنا کسی بات کا — تمھارا ہی گھر ہی وہ ای باصفا
مرید ایک ہمرہ کیا دیکے خط — کہا اس سے ہوگا بہت غم غلط
اُسے ساتھ اُسکے روانہ کیا — مکاں تک کا اپنے نشانہ کیا
چلا ساتھ اُسکے وہ محوِ نیاز — زبان پر یہ جاری بسوز و گداز

غزل

ہین اک حال پر قہر و رحمت مین ہم — یہ بیخود ہین کس کی محبت مین ہم
پریشان ہی غم سے خیالِ حبیب — نہ غم تھا جو ہوتے مصیبت مین ہم
نہ تسکین نہ کچھ اختیاری ہی وصل — الٰہی پڑے کیسی زحمت مین ہم
بدلتا رہا رنگ کیا کیا فلک — نہ بدلے کبھی رنج و راحت مین ہم
ملا ہجر مین جو ریاضِ جنان — تو سمجھے کہ ہین دشتِ غربت مین ہم
ہوئے خاک آلودہ الماس وار — رہے صاف طینت کدورت مین ہم
کہانتک یہ رونا بس ای دردِ دل — کہ ڈوبے ہین حسرت ہی حسرت مین ہم
نہ پروا کسی کی نہ اپنی خبر — عجب مست ہین اپنی حالت مین ہم
سراپا بنے ہین جو تصویرِ ناز — سمائینگے کس کی طبیعت مین ہم
مجازاً تو عاشق ہین اک ماہ کے — خدا جانے کیا ہین حقیقت مین ہم

یہ قصہ بہت طول ہی بےنظیر | کبھی پھر سنائینگے فرصت مین ہم

سفر

پلا بادہ اے ساقیِ گلبدن | کہ ہی حسنِ صورت ہی توبہ شکن
پھرے جو نگاہون مین تجھسا حسین | لبھائے مجھے کیا کوئی نازنین
جو القا ہو منجانبِ ذی الجلال | اُسے پائے کیا پھر کسی کا جمال
جو امر بھی اک امرِ خلّاق ہی | ازل ہی سے جو میری مشتاق ہی
کہین امرِ حق مرشدِ پاک ہی | کسی جا وہ مصداقِ لولاک ہی
کہین ہی فقط شانِ تمیزِ ذات | کہین جلوۂ امّہاتِ صفات
رہے شاملِ حال فیضانِ حق | ہر اک شی مین دیکھون وہی شانِ حق
مگر حسنِ تمیز ہو اس قدر | کہ حفظِ مراتب پہ رکھون نظر
نہ تمیز ہو تو وہ الحاد ہی | جو بیخود ہی ان سب سے آزاد ہی
جسے لطفِ تمیز حاصل ہوا | وہ کامل ادب دان و واصل ہوا
ستائے بہت گو کسی کا فراق | شریعت پہ غالب نہ ہو اشتیاق
ہون گو حسن مین رشکِ ماہِ تمام | خبیثات ہین مومنون پر حرام
وہ عصمت پسند اور خود پاک ہی | جو عصمت نہ ہو حسن سب خاک ہی

مگر عینِ نسیان یہ انسان ہی ۔ بڑے معرکے کا یہ میدان ہی
ہی جوشِ جوانی کی منزل کڑی ۔ ترا فیض درکار ہی اس گھڑی
تو للہ ساقی بچانا مجھے ۔ محبت مین حق کی رچانا مجھے
جو اسوقت خوفِ خدا ہو مجھے ۔ نہ معلوم پھر کیا مین جانون تجھے
جہان ضبط مین کچھ بھی تاخیر ہو ۔ مرے سامنے تیری تصویر ہو
وہ مردے کہ مغلوبِ شیطان نہون ۔ جو آخر کے آگے پشیمان نہون
چلا ریل مین جس گھڑی بےنظیر ۔ تو رخصت ہوئے اس سے وہ سب شریر
مگر چلتے چلتے یہ سمجھا گئے ۔ بس اک شعر حافظ کا فرما گئے
اگر گویدت کن بہ مے جامہ تر ۔ کہ سالک نباشد ز رہ بے خبر
یہ کہنے کو تو کہہ گئے بے حیا ۔ نہ سمجھے کہ سالک کا مطلب ہی کیا
چلی ریل تو ٹھیک ہی دوپہر ۔ ہوا کے ہین ذرات رشکِ شرر
وہ صرصر کی آتش فشانی کی دھوم ۔ شرر ریز ہر سمت بادِ سموم
جھلستا ہی منھ جھانکیگا کوئی کیا ۔ مگر موجِ شعلہ ہی معر...
گڑی دھوپ کا اسقدر ہی اثر ۔ کہ ہر گاڑی ہی گلخنِ شیشہ...
جو رستے مین ملتی ہین کچھ ندیان ۔ ہی سوکھی زبان موجِ ریگِ...

بڑی سے بڑی ندّی پایاب ہی — ہوا خود حرارت سے بیتاب ہی
فلک کی طرف کوئی تکتا نہین — زمین کو کوئی دیکھ سکتا نہین
لگائی ہین کچھ خس کی جوٹٹیان — تو خیر اُس سے کچھ سرد ہین کھڑکیان
مگر کوئی تختہ جہان چھو گیا — تو رخسار مین پڑ گیا آبلا
یہ گرمی ہی یا قہرِ پروردگار — کہ ہر سمت ہی العطش کی پکار
قدم گرم پٹڑی پہ جمتے نہین — کہین پائون انجن کے تھمتے نہین
عرق مین نہایا ہوا ہر بشر — مِسین زیرِ سایہ پسینے مین تر
نہ گھبرائے گرمی سے پھر کیا کوئی — ہوا گرم آتی ہی پنکھے سے بھی
گیا ننو کے اوپر جو اسدم شمار — تو پارے کو ہی سترہ پر قرار
تپِ عشق اُسپر فراق و سفر — ملی جیتے جی اُسکو گویا سقر
غشی سی جو طاری ہوئی ایکبار — کہا رو کے ای میرے پروردگار
مین ہر وقت تیرا گنہگار ہون — ندامت سے لیکن نگونسار ہون
مرے حال پر رحم کر ای رحیم — فراقِ جواہر سے ہی دل دو نیم
نہ جب تک ملے وہ سراپا بہار — مین تجھ سے جدا ہون مرے کردگار
اُسی گل مین تیرا ملے رنگ و بو — اُسی پردے مین تجھ سے ہو گفتگو

وہ شے مانگتا ہون مین اب یاغنی | کہ جو تو نے اب تک کسی کو نہ دی
تو قادر ہی خلاق و رحمٰن ہی | مین کیا چیز ہون کیا مری آن ہی
گناہون سے فرصت نہین یکنفس | عنایت کا تیری بھروسا ہی بس
نہ مجھسا بھی ہوگا کوئی بے ادب | اِن اعمال پر تجھسے ایسی طلب
مگر تو ہی قادر کریم و رحیم | ترے آگے کیا شے گناہِ عظیم
نہ تھا حسنِ تمئیز لیلیٰ مین بھی | تھا اک داغِ ظاہر زلیخا مین بھی
نہین کوئی عالم مین ایسا صمد | برابر جسے چاہے ہر نیک و بد
عزیزِ جہان ہر نمط ہی تو ہی | کہ محبوبِ کامل فقط ہی تو ہی
حسین دے وہ بیمثل ای ذوالکرم | کہ تو جسکی عصمت کی کھائے قسم
ہر اک شے پہ قادر تری ذات ہی | ترے سامنے یہ کوئی بات ہی
تو چاہے تو صورت مین آئے نظر | تو چاہے تو بے قید ہو جلوہ گر
تو مجبور ہرگز نہین ای غفور | کوئی شے نہین تیری قدرت سے دور
ندامت سے تعظیم سے عجز سے | جھکائے ہون سر مین ترے سامنے
بحقِ جلال و کرم ای کریم | وہ دلبر دے باحسنِ فوزِ عظیم
یہ سوزِ درون تابشِ آفتاب | نہ ہو پھر مجھے کس طرح پیچ و تاب

گناہونکی گو میرے شامت ہی یہ
جو بیوقت بارش ہوا ی ذوالجلال
ہین مجبور ہم تو ہی ذی اختیار
بس اب رحم کر ای خدائے انام
زبان پر دعا دل مین ہی اضطرار
نمایان ہوئی دور سے تیرگی
درختون پہ سناٹہ پیدا ہوا
ہوا مین بڑھا حبس شورش بڑھی
کہ اتنے مین جھونکے بھی آنے لگے
زمین و فلک پر یہ چھایا غبار
بنا صحنِ محشر کا تختہ وہ بن
غضب کی قیامت کی آندھی چلی
بظاہر تو مایوس ہی ہر بشر
یکایک جو کڑکا ہوا برق کا
ہی تسبیح خوان اُسکی کل کائنات

ترے قہر کی اک علامت ہی یہ
ترے فضل سے ہو مبارک یہ فال
گنہگار ہون مین تو آمرزگار
بحقِ محمدؐ علیہ السلام
یکایک ہوا فضلِ پروردگار
اُسی سمت وہ رفتہ رفتہ بڑھی
غبار ایک جانب ہویدا ہوا
یکایک مگر کوئی ندی چڑھی
درختون کی گردن جھکانے لگے
کہ یہ وقت ہی رشکِ شبہائے تار
گرے دور جا جا کے نخلِ کہن
کہ رفتار سے رُک گئی ریل بھی
مصیبت کا یہ خاتمہ ہی مگر
تو دی رعد نے بھی گرج کر صدا
دیا جسنے ظلمت کو آبِ حیات

بڑے زور سے مینھ برسنے لگا
کسی کے لیے جی ترسنے لگا

اُسے فضل مین دیر لگتی نہین
نہو اُس سے مایوس کوئی حزین

وہ امطارِ باران وجوشِ کرم
وہ لب پر دعا دل مین شوقِ صنم

وہ سیلابِ صحرا وہ ٹھنڈھی ہوا
اِدھر اور اُدھر خوب پانی بھرا

وہ ہر بوند مین لطفِ پروردگار
جو عاشق کے دل سے مٹاوے غبار

جو معشوق بدظن ہو تو فکر کیا
ہی عاشق کا جلنا جلالِ خدا

یہ آثارِ رحمت ہین کیا دلپذیر
ہوا جس سے راحت گزین ہمنظیر

یہ سمجھا کہ رحمت ہی رحمت کے بعد
بہت عیش ہی کچھ مصیبت کے بعد

جمیلہ

پلا ساقیا جامِ مے بیدھڑک
وَقُلْ لَا تَخَفْ اَنْتَ اِنِّیْ مَعَکْ

بچے اُس سے کیونکر کوئی الامان
ہی حبل الشیاطین گروہِ زنان

مگر ہان عنایت تری یار ہو
تو خوبی سے بیڑا مرا پار ہو

نہ ہو غرقِ عصیان کسے تاب ہی
یہان جامِ مے عینِ گرداب ہی

وہ کیا ہوتے ھَمَّتْ بِہٖ سے رہا
کہ ہی جنکے حق مین وَھَمَّ بِھَا

وہ فیضان تیرا تھا رحمت تری
وہ احسان تیرا وہ قدرت تری

پلا جام نو ہاتھ مین ہاتھ دے — تو للہ اس دم مرا ساتھ دے

یہ مانا کہ بیکس ہون بے یار ہون — ہین واللہ ساقی وفادار ہون

تجھے گو نہین کچھ مری احتیاج — نہین کسکو لیکن تری احتیاج

کرے جب تو ہر دم یہ مجھپر کرم — پھسلنے نپائے کسی جا قدم

تو اپنا نہ تجھے کیون نہ جانونگا مین — ابد تک یہ احسان مانونگا مین

عجب شان سے آج جاتی ہو ریل — کہ صرصر کو پیچھے ہٹاتی ہو ریل

مسرت مین سیٹی بجاتی ہوئی — دھوئین دشت غم کے اڑاتی ہوئی

اندھیرا پہاڑون کے اندر کہین — چڑھائی کہین اور چکر کہین

وہ ٹھنڈی ہوا اور بادل کی سیر — وہ سرسبز وادی وہ جنگل کی سیر

قدم سست و آہستہ دھرنا کہین — پہاڑون پہ چڑھکر اترنا کہین

مقام ایسے دو چار پائے گئے — جہان دو دو انجن لگائے گئے

کہین کوئی دریا کہین کوئی جھیل — کہین سلسلے کوہ کے مستطیل

کہین سیکڑون فٹ وہ سڑکین بلند — نہ تا فرط پستی سے پہونچے گزند

بلندی پہ جسوقت آتی ہو ریل — سمان دور تک کا دکھاتی ہو ریل

برنگ خطوط ریل کوہسار — کہین چشمے جاری کہین مرغزار

کہین کوسون جنگل ہی ساگون کا — کہین دور تک جھاڑیان جابجا

کہین سبزہ ہر دو طرف موجزن — کہین پھر رہے ہین ہزارون ہرن

بنے ہین جو قلعے سرِ کوہسار — ہین کیا جانے کس عہد کے یادگار

پہاڑون کے اندر ہی رستہ جہان — وہان دن کو روشن ہوئین بتیان

اسی طرح چڑھتی اُترتی ہوئی — چلی مرحلے قطع کرتی ہوئی

جو سگنل نظر آگیا ایک بار — لگی سیٹیان دینے بے اختیار

جو رستے مین تھے چھوٹے چھوٹے مقام — کسی جا نہ اُسنے کیا کچھ قیام

یونہین شہرِ مقصود تک جابجا — کوئی دس منٹ کو توقف کیا

غرض اب وہ اسٹیشن آیا نظر — کہ تھا جسکی خاطر یہ سارا سفر

تو گاڑی سے اُترا وہین بےنظیر — روانہ ہوا شہر کو ناگزیر

کرایے کر گاڑی پہ پہونچا وہان — کہ اُس خط پہ تھا جسکا نام ونشان

جو ہمراہ آیا ہی بہر قیام — یہ بیٹا ہی اُس شخص کا لاکلام

ملا خط اُسے اُسنے کھولا پڑھا — بغلگیر ہونے کو آگے بڑھا

مسرت سے دل ہو گیا باغ باغ — پھرا مثلِ پروانہ گردِ چراغ

ذرا بھی توقف نہ رکھا روا — اُسی وقت گھر مین اُسے لیگیا

نظر آئی مسند پہ اک پیرزال — سپید و سیہ اسکے سب سر کے بال
قریب اسکے بیٹھی ہی اک نازنین — کہ جنّت سے اتری کوئی حورِ عین
سراپا نزاکت مجسّم بہار — برس چودھوان جوبنون کا ابھار
قیامت کا نقشہ سلیقہ غضب — اداؤن مین خوبی کے انداز سب
نہ کیون دل کو اس زلف سے ہو لگاؤ — بگڑنے مین بھی جسکے لاکھون بناؤ
وہ ترچھی نظر دل کو جو کھل گئی — کلیجے پہ گویا چھری چل گئی
وہ لاکھا لبِ لعل پر پان کا — مِسّی اسپہ گویا شفق مین گھٹا
وہ برقِ تبسّم جو دل پر گرے — تو آنکھون مین تصویرِ محشر پھرے
وہ اعضا سڈول اور کاٹھی درست — سجیلا چھریرا بدن چاق و چست
تناسب بھی ہر عضو مین بیقیاس — غضب گورے پنڈے پہ دھانی لباس
وہ صورت دل آویز زاہد فریب — میانہ وہ قد مثلِ گل جامہ زیب
تر و تازہ رخسار مانندِ گل — اُن آنکھون مین کیفیتِ جامِ مُل
خط و خال موزون و مژگان دراز — وہ حُسنِ خداداد تصویرِ ناز
جہانسوز وہ خندۂ زیرِ لب — وہ شوخی بلا کی وہ چتون غضب
وہ باریک لب اور پتلی کمر — وہ چہرہ کتابی رسیلی نظر

وہ ناگن سی چوٹی وہ افعی کا من — وہ موبافِ زرّین مین دُرِّ عدن
وہ آنکھین بڑی اور خاطر پسند — زنخدانِ باریک و بینی بلند
وہ پیوستہ ابرو کشادہ جبین — وہ ہر بات غیرت دہ انگبین
پڑی کیل ہیرے کی اُس ناک مین — جو ہر دم دلِ خلق کی تاک مین
نگاہون مین بجلی کی چالاکیان — اداؤن مین قاتل کی بیباکیان
زمرّد کے بُندے لٹکتے ہوے — وہ موتی کے مالے چمکتے ہوے
صفائے گلو کا کرون کیا بیان — کہ جس سے عیان سرخیِ رنگِ پان
وہ جوہی کے گجرے وہ سیوتی کے ہار — وہ بیساختہ پن کی اُس پر بہار
وہ گدرائے پھل نخلِ اُمّید کے — ثمر گلشنِ عیشِ جاوید کے
کلائی مین بلّور کی چوڑیان — طلائی جڑاؤ بھی کچھ بے گمان
جواہر کے جس مین نگینے جڑے — مناسب قرینے سے چھوٹے بڑے
غرارے مین ساقِ بلورین نہان — مگر شمع فانوس مین ضو فشان
کفِ دست و پا اسقدر نازنین — کہ رنگِ حنا کی ضرورت نہین
سراپا ضیا جملہ تنویر وہ — مگر حُسن و خوبی کی تصویر وہ
اُدھر وہ صنم رشکِ ماہِ منیر — اِدھر اپنے عالم مین یہ بینظیر

یہ تاثیر الٹی ہویدا ہوئی
اسے دیکھتے ہی وہ شیدا ہوئی

وہیں باپ نے خط دیا پیر کا
وہ سمجھی نوشتہ ہی تقدیر کا

یہ لکھا ہوا ای بانوئے خوش جمال
مجھے دیکھنا ہی تمھارا کمال

کیا ہی اسے مین نے اپنا پسر
حقیقت سے لیکن نہین باخبر

کوئی غیر حق اس جہان مین نہین
مکین کے سوا کچھ مکان مین نہین

وہان بھی وہی ہی یہان بھی وہی
مکان بھی وہی ہی زمان بھی وہی

نہ چھوڑیگا جب تک حرام و حلال
نہ ہوگا میسر اسے یہ کمال

رہے گو معاصی سے معصوم یہ
رہیگا لذائذ سے محروم یہ

جو آزاد ہو تو ہو ذی اختیار
کہ یہ نیک و بد کچھ نہین زینہار

کسی ماہ کو خواب مین دیکھ کر
یہ پھرتا ہی اس کے لیئے در بدر

وہ ہی خواب کی بات خواب و خیال
ہی توبہ شکن پر تمھارا جمال

یہ ممکن نہین ای مری دلستان
نہ پھسلے تمھین دیکھکر یہ جوان

ہی ذی فہم و لائق بڑا یہ حسین
کوئی اس سے بہتر جہان مین نہین

جو محرم ہمارا ہوا یہ نگار
پھنسا لائیگا دام مین بیشمار

اشارے پہ اپنے لگاؤ اسے
جہان تک بنے تم بناؤ اسے

اسے کر دو اس راز سے آشنا
یہ جلوہ ہے سب ذات ہی ذات کا
کم و بیش ہوتی نہین کوئی شَے
مظاہر سے ہرگز نہین حق جُدا
ہین اللہ ہون جان لیگا مجھے
نہ جو اسکی خاطر مین ہم آئینگے
یہ دیہات و قصبات کے جاہلین
سکھائیگا جب یہ حرام و حلال
جو مرضی کا اپنی نہ پانا اِسے
مِرے حکم مین کچھ نہ تاخیر ہو
جو بن جائے محرم بنانا اسے
جمیلہ ہو تم اور جمیلہ ہی نام
پڑھا خط تو اُٹھکر قدم پر گری
جو بوڑھے ہوئے مرشدِ رازدان
کہا آپ حضرت کے دلبند ہین
محبت مین ہین مان بہن سب روا
تو پھر عیب دنیا مین کس بات کا
حرام و حلال امر موہوم ہی
یہ سمجھا تو پھر ہے خدا ہی خدا
کسی طرح تو مان لیگا مجھے
بنے کام سارے بگڑ جائینگے
کسی امر سے آشنا ہی نہین
ہی پھر دام مین انکا پھنسنا محال
تو فورًا ٹھکانے لگانا اِسے
بس اسکے مٹانے کی تدبیر ہو
نہین تو اسی دم مٹانا اِسے
اسے کر لو اپنا فقط والسلام
کہا دل مین اب میری قسمت پھری
تو مجھکو دیا یہ حسین نوجوان
خداوندِ نعمت کے فرزند ہین

مبارک ہوں ہم کو قدم آپ کے | یہ گھر آپکا اور ہم آپ کے
بڑی شان و عزّت سے المختصر | بٹھایا اُسے مسندِ ناز پر
کوئی دو بجے دن سے وہ تا بہ شام | مسرّت سے باہم رہے ہمکلام

تقویٰ

پلا ساقیا جام لا یحزنون | وقُل اِنَّ حزبی ھُمُ الغالبون
مجھے جوشِ مستی سے کیا خوف و بیم | لقد جاءَ نصرُ العزیزِ الحکیم
جو ہیں عارفِ امر و منشائے ذات | ھُم الحافظون معَ الحافظات
جو ہیں صاحبِ حکمتِ کاملہ | ھُو راھبُ الشّھوۃِ الباطلہ
نہ کیوں ہر گھڑی خوفِ حق ہو فزوں | لا الاولیاءُ ھُمُ المتّقون
پلا مے مٹا غیرِ حق یکقلم | واکشِف عنِ الفکرِ حُجبَ الظُّلَم
لقد ضلّ فی وادِ عشقِ الملک | فادھِقن کاسادِھاقاً معک
محبت اُسی ذات کی فرض ہی | جو ربُّ السّمٰوٰتِ والارض ہی
وہ مے دے ان آنکھونسے دیکھوں یقین | ھُو اللہ ربّی معَ المتّقین
دے جا اُسی راحِ اطہر کا جام | والحقنی بالصّالحینَ الکرام
وہ مے دے تلافیِ مافات ہو | مگر سب سے برتر مری بات ہو

جو خلوت مین غالب رہون نفس پر — اَنَا الْاٰنَ مِنْكَ بِحُكْمِ الْخَبَر
نہ جب تک تو ساقی ہواے شانِ رب — گزر جاؤن دریا سے مین خشک لب
مظاہر کی ہر شان پہچان لون — نتائج کو ہر شان کے جان لون
ترا عہد پورا ہو جس شان مین — جگہ دون اُسے قلب مین جان مین
ہو گو نہین دریا مین مسکن مرا — نہ بھیگے کوئی تارِ دامن مرا
یہ دل تجھکو اتنا تو پہچان لے — مجھے دل سے ابلیس بھی مان لے
نہ کیون نقش دل ہو تری ہر حدیث — فَلَا يَسْتَوِي الطَّيِّبُ وَالْخَبِيْث
مبارک ہی جو حق سے ملتا نہین — ضلالت کے رستے پہ چلتا نہین
وہ سنتا نہین اہلِ شر کی صلاح — کہ ہرگز نہین کارِ بد مین فلاح
مبارک ہی وہ اور قوی دست ہی — خدا کی شریعت مین جو مست ہی
جو باطل ہی وہ حق کا ہمسر نہین — ریاکار و صادق برابر نہین
ہی ناراست ہر جا بحالِ زبون — وَاَصْحَابُ صِدْقٍ هُمُ الْفَائِزُوْن
ہی بدکار بنجر زمین کا درخت — نہ پھل پھول اُسمین نہ بیخ اسکی سخت
نکوکار ہی پُر گل و پُر ثمر — جو رحمت کی نہرون پہ ہی تازہ تر
ابد تک بحکم خداوندگار — ترقی پہ رہتی ہی اُسکی بہار

شرارت کے بندے بہت ہون مگر — نہ پہونچیگا نیکون کو ان سے ضرر

خدا دیکھتا ہی سعیدون کی راہ — ہی کافی وہی صادقون کا گواہ

عدالت مین کیونکر چلیگا یہ زور — ندامت شرارت کا پھل ہی ضرور

جو کہتے ہین حق سے رہائی نہین — انھین صدق سے آشنائی نہین

اٹھاتے ہین جو زحمتِ امتحان — وہ ہوتے ہین محبوبِ ربِّ جہان

سنبھالیگا مجھکو خداوندگار — مین غافل ہون لیکن وہ ہی ہوشیار

وہ اہلِ دغا کو پرکھتا نہین — کہ باطل کو حق دوست رکھتا نہین

ہی پیغامِ رحمت بہی امتحان — مگر شرط ہی استقامت یہان

نکلتا نہین کام رحمت سے جب — تو اُس وقت مصلح ہی قہر و غضب

دیا جسنے ہم کو یہ سب ملک و مال — ہی یکتا وہی قادرِ ذوالجلال

جو کچھ چھین لیگا تو دیگا وہی — خبر آخرِ کار لیگا وہی

مین تکیہ کرون کیون کسی بات پر — توکل ہی میرا اُسی ذات پر

کرون کیا مین پروائے اہلِ ہوس — خداوند میرا محافظ ہی بس

جو سوتا بھی ہون ہین بعیشِ تمام — هُوَ الحَافِظُ الَّذِی لَا یَنَام

نہین غم جو دشمن تنومند ہی — خداوند میرا خداوند ہی

مسبب یہ ہی جنکا پورا یقین — وہ محتاجِ اسباب ہوتے نہین

یہ ناکس ہین سب کس لیئے جوش ہین — خدا جلد لائے انھین ہوش ہین

سمجھتے ہین شب دن کو دن رات کو — ہنسی مین اُڑاتے ہین ہر بات کو

امانت کو یہ جانتے ہی نہین — صداقت کو پہچانتے ہی نہین

ہدایت کرے بھی جو کوئی غیور — تو ہوتے ہین اُسکے مُخالف ضرور

بداندیش کا گو قوی ہاتھ ہی — خداوندِ غالب مرے ساتھ ہی

یہ ٹھٹھے کرین ہی خدا منتقم — لَیَستھزِئُ اللہُ اِنّ بِہِم

کہانتک یہ باطل کو رکھین گے دوست — جدا ہوگا قدرت سے خود مغز و پوست

خدا نے جو بخشی ہی عزّت مجھے — پکاریگی خود اُسکی قدرت مجھے

مبارک ہی وہ عبدِ ربِّ عظیم — کسی سے نہ ہو جسکو امّید و بیم

گناہون سے کانپے وہ مانندِ بید — خدا کی نظر مین ہو تا رو سپید

صداقت مین ہر دم تو عمل کرے — خداوند ہی پر توکّل کرے

نہین پیشِ حق دخلِ غمّاز کو — وہ سنتا ہی باطن کی آواز کو

اُسے جو پکارے سنیگا ضرور — کہ ہی ذات اُسکی سمیع و غفور

نہو دوست اپنا کوئی ہم نفس — ہمارا خدا ہم کو کافی ہی بس

نہ بھولا مجھے آج تک وہ کبھی | وہی دیکھا اہلِ صفا دوست بھی
بجے بارہ تو نصف شب ہو گئی | خدا کی خدائی بھی سب سو گئی
یہ چھٹکی ہوئی چاندنی ماہ کی | نمونہ ہے قدرت کا اللہ کی
یہ سناٹا بھیگی ہوئی رات کا | دکھاتا ہے پرتو اُسی ذات کا
ملی ہیں جو سڑکوں سے گلیاں تمام | وہاں کوچہ بندی کا ہے اہتمام
جو ہیں پہرے والوں کو ڈر گشت کا | اُٹھو جاگو کی آ رہی ہے صدا
سرِ بام سوتا ہے ہر منتظم | نگہبان تا بندِ ربِّ قدیر
جمیلہ اُدھر دوسرے بام پر | جہاں اُسکی ماں اور اُسکا پدر
مگر ایک دروازہ ہے درمیان | ہے جس راہ سے آمد و شد وہاں
وہ سب گھر کا گھر مائلِ خواب ہے | جمیلہ مگر سخت بیتاب ہے
اُسے سیج پھولوں کی بھاتی نہیں | کسی طرح سے نیند آتی نہیں
شکایت بہت بختِ واژوں سے ہے | پریشاں خود زلفِ شبگوں سے ہے
یہ کہتی ہے رو رو کے ای جانِ زار | کئی سال سے ہوں یونہیں بیقرار
مگر تو بدن سے نکلتی نہیں | یہ بدقسمتی بھی بدلتی نہیں
نہیں حکمِ مرشد جو کر لوں نکاح | مگر یہ مرا وصل سمجھے مباح

یہان جب سے آیا ہی یہ نوجوان
لئے ہین مرے ہوش وتاب وتوان

شریعت سے آگے یہ بڑھتا نہین
کسی داؤن پر میرے چڑھتا نہین

پدر اور مرشد ہین دونون خفا
کہ اب تک نہ مقصود حاصل ہوا

یہ نامرد ہی یا جوانمرد ہی
اسی کا مجھے رات دن درد ہی

برادر پدر مشفق ہین بہم
نمانے تو دین قند ہین اسکو سم

اگر اسکا اک بال بیکا ہوا
مزا زندگانی کا پھیکا ہوا

غضب ہی مرون جسپہ ہین ناصبور
اُسے قتل کروائون اپنے حضور

یگانے مرے گو مری جان ہین
مگر اسکے ناخن پہ قربان ہین

ہین خلوت مین بھی ساتھ اسکے رہی
وہی بے حجابی وہی دل لگی

مگر یہ نہ ہرگز مخاطب ہوا
بدن چھونے پر بھی نہ راغب ہوا

بڑا پاکدامن ہی گو یہ حسین
پر امر حقیقت سے ماہر نہین

نہین جانتا ذات ہی ذات ہی
حلال وحرام ایک ہی بات ہی

کہین راز وحدت کو یہ جان لے
خدا ہی جو کہنا مرا مان لے

مگر آج جاتی ہون اُسکے حضور
نہ مانیگا تو جان دونگی ضرور

غنیمت ہی اب وصل ہو یا وصال
محبت مین آخر کہانتک ملال

مین اسکی ہون میرا ہو یہ یا نہو — چلی ٹھان کر دل مین اس بات کو
وہ آہستہ پہونچی اُسی بام پر — جہان سو رہا ہی وہ گل بے خبر
مقابل ہی گو اُسکی صورت کے چاند — مگر حسنِ باطن کے آگے ہی ماند
عجب سادگی ہی عجب نور ہی — وہ غفلت مین بھی حق سے معمور ہی
بظاہر تو سوتا ہی وہ دلفگار — بدلتا ہی پر کروٹین بار بار
جواہر کی جانب کو ہی چشمِ دل — وہی نارِ غم قلب مین مشتعل
جو چونکا تو دل سے کیا یہ کلام — کہ ہی حکمِ حضرت سے اسجا قیام
نہ معلوم کس دن بلائین گے وہ — نشانِ جواہر بتائین گے وہ
نہ اب تک کھلا کچھ یہ رازِ نہان — کہ برسون سے کیون قید ہون مین یہان
سمجھتا ہون سب کچھ خردمند ہون — مگر عہد کا اپنے پابند ہون
مٹا دے نہ مجھے گو غمِ انتظار — پھرونگا نہ اقرار سے زینہار
عریضہ جو لکھتا ہون بہرِ حصول — تو لکھتے ہین ہوتے ہو کیون نا صبور
توقف کرو تم وہین تا طلب — اُسی جا جواہر کو پاؤ گے اب
اُسے لے کے ہمراہ آنا اِدھر — بہت گزری اب رہ گئی مختصر
جو سوتا تو دیکھا یہی خواب مین — لگی آگ پھر جانِ بیتاب مین

نہ سمجھا کہ شیطان ہین پیر جی — شیاطین کی جان ہین پیر جی

جہان پر یہ قرآن مین مضمون ہی — فَاِنَّ الشَّیَاطِیْنَ یُوحُوْنَ ہی

بتاتا ہی ہم کو یہ ذکرِ جلی — کہ ہین اولیائے شیاطین بہی

نہ جب تک ہو تائیدِ پروردگار — کوئی اِنسے بچتا نہین زینہار

اُسی خوابِ راحت مین ہی بینظیر — کہ بستر پہ بیٹھی وہ ماہِ منیر

نزاکت سے اُسکو جگانے لگی — وہ آہستہ شانہ ہلانے لگی

کھلی آنکھ اُسکی تو گھبرا گیا — جمیلہ کو دیکھا تو شرما گیا

کہا اس گھڑی ای بتِ مہ لقا — اکیلے مین آنا مناسب نہ تھا

یہ بھیگی ہوئی رات سنسان ہی — کمین گاہ مین دزدِ ہر آن ہی

نہ جبتک معاون ہو وہ ذوالجلال — بچے کوئی شیطان سے کیا مجال

کہا اُسنے شیطان کیا چیز ہی — ابھی تک تمہین اسکی تمئیز ہی؟

نہین کوئی شی ذاتِ حق سے جدا — حقیقت مین ہی سب خدا ہی خدا

وہی حرف مین لفظ و مطلب مین ہی — وہی ہم مین تم مین وہی سب مین ہی

اُسی کے مظاہر اُسی کا ظہور — حقیقت مین ظلمت بھی ہی عینِ نور

بری ہی وہ مقدار و تعداد سے — معرّا ہی تجدید و ایجاد سے

جو اللہ ہوتا نہین بیش و کم — کسی امر کے کیون ہون پابند ہم
کرو قدر اس وصل کی چاہ کی — یہ خواہش بھی خواہش ہی اللہ کی
یہانتک ہو انسان خود ہی سے جدا — کہ ہر فعل اپنا ہو فعلِ خدا
کہانتک تکلّف کہانتک حجاب — اُٹھو جلد ہون وصل سے کامیاب
کہانتک غمِ شادمانی نے مجھے — کہ دوبھر ہوئی زندگانی مجھے
محبت مین وحدت کا ہی بس کمال — ہین دنیا کے جھگڑے حرام و حلال
جو تم رازِ وحدت سے آگاہ ہو — تو جو کچھ ہو اللہ ہی اللہ ہو
اگر اب بھی کچھ تم کو انکار ہی — تو لونڈی بھی مرنے کو تیّار ہی
قسم پیر و مرشد کی کھاتی ہو مین — ابھی رات مین جی سے جاتی ہو مین
یہ سُن سن کے بیتاب ہی بینظیر — جواب اُسکو دینا پڑا ناگزیر
کہا کیا یہ مرشد کی تعلیم ہی — اُنھین کی یہ افہام و تفہیم ہی
کہا ہان جہان تک مجھے یاد ہی — یہ سب ہم کو حضرت کا ارشاد ہی
بہن بھائی مان باپ میرے تمام — عقیدہ یہی رکھتے ہین لا کلام
یہ سُن کر اُسے دل مین آیا خیال — کرون اس سے ملکر مین دریافتِ حال
کہا واقعی امر تو ہی یہی — کہ اسوقت جو بات تم نے کہی

نہین نیک و بد کچھ بھی ای ہوشمند — اسی پر ہو تم سب کے سب کاربند
کہا ہان جو محرم ہین اس راز سے — نہین کہتے وہ غیر کے سامنے
خدا اسنے مجھے تم پہ پشیدا کیا — تو یہ راز مین نے ہویدا کیا
جو حضرت کا خادم ہی خاص الخواص — اُسی کے لیے ہی یہ تعلیمِ خاص
بہ اعلان یہ راز کہتے نہین — کبھی ساتھ منکر کے رہتے نہین
اسی واسطے تم کو بھیجا اِدھر — کہ اس راز سے جلد ہو باخبر
تو وہ تم کو اپنا خلیفہ کرین — یہ گدی تمھین سونپ دین تب مرین
یہ لاکھون مرید اور مجھسی حسین — مقدر مین تیرے ہین ای نازنین
اگر رازِ وحدت کو تو جان لے — اُسی دم خدا پیر کو مان لے
یہ سُنکر پھر اُلفت سے اُسنے کہا — بہن اور بیٹی بھی ہونگی روا
کہا اُسنے ہان اسمین کیا فرق ہی — اُسی بحرِ وحدت مین سب غرق ہی
کیا پیر و مرشد نے جب سرفراز — دیا مجھکو بھائی کو از راہِ ناز
وہ جو پوچھنے پر بتاتی رہی — قسم پیر و مرشد کی کھاتی رہی
یہ سُن کر ہوا وہ تاسف کنان — کہ اتنے برس ہوگئے رائگان
مین ان ساری باتون سے انجان تھا — وہ آدم کی صورت مین شیطان تھا

کہا اُس سے لو تم یہ پھولون کا ہار ذرا سونگھ کر دیکھو اس کی بہار
معطّر ہوا بوے خوش سے دماغ تو اُسدم قریب اُسکے لایا چراغ
جلی ناک پیچھے ہٹی کھا کے طیش ملا خاک مین سب وہ ارمانِ عیش
الگ ہو کے بولی یہ کیا تھا مگر کبھی مجھ سے پہونچا تھا تم کو ضرر
کہا میری پیاری حق آگاہ ہی ہر اک شی مین اللہ ہی اللہ ہی
ہوئی بوے گُل سے تو فرحت تمھین مگر آگ نے دی اذیّت تمھین
وہان کیون خداوند بھایا تمھین یہان کیون خدا نے جلایا تمھین
یہ کیسا خدا تھا وہ کیسا خدا خدا تم بھی تھین پھر یہ کیا ماجرا
خدا ہی خدا کو جلاتا ہی کیون گِلا پھر خدا لب پہ لاتا ہی کیون
مناسب جو سمجھا وہ مین نے کیا خدا مین بھی تھا مجھ سے پھر کیا گِلا
گل و آتش و سوز و بوے طرب اُسی ذاتِ واحد کے جلوے ہین سب
سُنا یہ تو گھبرائی وہ لالہ فام کہا آگ کا تو جلانا ہی کام
کہا اُس نے جھلّا کے او بیوفا وہ تیرا خدا اب کہان چلدیا
سمجھتی ہی تو ذات ہی ذات ہی کہان سے پھر آتش کا اثبات ہی
جو تمئیزِ سوز و مسرّت ہوئی اُسی دم ہوا شانِ وحدت ہوئی

نہین گو جدا ذات سے کوئی چیز — مظاہر مین لازم ہی حسن تمیز
سمجھ بوے گل کو تو حسن عمل — جمال خداوند عزّ و جل
وہ آتش ہی اعمال بد ای حسین — ظہور جلال خدا کے مبین
نہ ہو جو تمیز ظہور صفات — سمجھ مین نہ آئیگا منشاءِ ذات
جو ہر شی وہی ہی اثر بھی وہی — مظاہر کا نفع و ضرر بھی وہی
عمل جو ہمارے مناسب نہین — ہمین اتّباع اسکی واجب نہین
ہمین کیا غرض جو بہتر ہون پھول — کرین آگ کو چھو کے دل کو ملول
یہ جملہ عجب رنگ دکھلا گیا — کہ وہ پھول سا چہرہ کمھلا گیا
ٹپکنے لگی شرم ہر بال سے — ندامت ہوئی اسکو اعمال سے
بندھین ہچکیان دم الٹنے لگا — کہا مجھ سے بدتر کوئی ہوگا کیا
رہی غرق عصیان مین جب اسطرح — تو اب پاکدامن بنون کس طرح
کہا اسنے اب تک تو نادان تھی — ہدایت کی باتون سے انجان تھی
کیا جسکے اغوا سے تو نے گناہ — وہی ہی گنہگار پیش الٰہ
اگر اب بھی تو دل سے توبہ کرے — اسی طرح سے راستی پر مرے
کریگی سمجھ کر نہ جو تو گناہ — تو بے داغ ہوگی حضور الٰہ

مگر نیک و بد کی ہمین کیا خبر
نہ جب تک کہے داورِ داد گر

اسی واسطے حق نے بھیجے رسول
کہ بتلائین وہ شانِ ردّ و قبول

پڑھاتا تھا گو فلسفہ یہ سبق
مگر اُس مین حجت نہ تھی پیشِ حق

قیاسی جو کچھ داد و بیداد تھی
وہ اپنی طبیعت کی ایجاد تھی

جو نازل کیا حق نے اپنا کلام
اوامر نواہی بتائے تمام

اُسے دل سے مانا جو اُسنے کہا
نہ ہم پر کچھ الزام باقی رہا

ہے قولِ حکیمان پہ اسکو شرف
کہ نسبت ہے اسکی خدا کی طرف

جو دونون کا مطلب ہے تہذیبِ نفس
تو حکمِ خدا سے ہو تادیبِ نفس

ہے کیا پیشِ حق فلسفی کو جواب
ہمارے لیے تو ہے حجت کتاب

یہ ایمان کے حق مین ہے اذنِ عام
مٹاتا ہے پچھلے معاصی تمام

نہ جب تک کوئی حق سے واقف ہوا
نہین اُسپہ الزام ایمان کا

تو کیون رنجِ عصمت سے مغموم ہے
ابھی تک تو واللہ معصوم ہے

انھین پر ہے سب اسکا بارِ گناہ
بنے جو ترے سامنے روسیاہ

مگر جان کر اب نہ کرنا ستم
تو ہوگا بہت تجھپہ فضل و کرم

کسی مردِ صالح سے کر لے نکاح
کہ النسب ہے حق مین ترے صلاح

کہا تم سے بہتر ملیگا کہاں
اسی فکر مین ہوگئی نیم جان
نہ اول سے ہوتی اگر مین فدا
تمھین قتل کرتے یہ اہلِ دغا
یہ کہکر اٹھا لائی فرمان وہ
پڑھا تو ہوا کیا پریشان وہ
کہ اک غول کے حکم پر اتنے سال
مین بیکار بیٹھا رہا خستہ حال
کہا ای جمیلہ تجھے کیا خبر
کہ کس غم سے ٹکڑے ہی میرا جگر
دعا ہی یہی میری اللہ سے
کرون عقد پہلے اسی ماہ سے
خدا جانے ملتی ہی وہ کب مجھے
توقف نہین زیب لیکن تجھے
گزر جائے گی نوجوانی تری
تو کس کام کی زندگانی تری
اگر چاہتی ہی خدا کی رضا
تو کر جلد سامان تو عقد کا
کوئی کیا ترے خاندان مین نہین
نہ ہو تو نہ ہو کیا جہان مین نہین
کہا اسنے مین سخت معذور ہون
خدا جانتا ہی کہ مجبور ہون
برادر پدر عقد کیونکر کرین
یہی جب ترے عشق کا دم بھرین
نہ ہو بھی انھین عقد سے گو ملال
مگر پیر و مرشد کا ہوگا خیال
دھنے اور جولاہے نا ہوشمند
اسی سے ہین مرشد کے خاطر پسند
سمجھتے نہین کچھ حلال و حرام
منے ڈھونڈھتے رہتے ہین صبح و شام

شب و روز یہ مجمع فاسقین
پھنساتا ہے دیہاتیون کو یون نہین

بہت ان مین کنجڑے ہین قصاب ہین
شرافت ہین جو دُرِّ نایاب ہین

وہان سینکڑون اہلِ خرقہ بھی
عجب گت بنائی ہے اسلام کی

ہین دو چار جلّاد بھی ناسپاس
مگر خنجرِ شمر ہے جنکے پاس

مرے باپ کے مثل بھی کچھ شریف
ہوے کرکے بیعت سراسر کثیف

خدا کا ہوا مجھپہ احسان آج
کہ نکلا مرے دل سے شیطان آج

مرے باپ بھائی بھی اے مہ جبین
یقین ہے کہ ہون دل سے اہلِ یقین

کہا مجھکو باور نہین اے صنم
کہ آزاد یا ہند ہوتے ہین کم

مگر اے جمیلہ تو سمجھا انھین
رہِ راست کا حُسن دکھلا انھین

خواصِ مظاہر سمجھ لین اگر
تو ہرگز نہ حد سے بڑھین بیشتر

حقیقت کو اپنی اگر جان لین
بہشت اور دوزخ کو پہچان لین

ظہورِ صفاتِ خدا کی تمیز
سکھاتی ہے خاصیتِ جملہ چیز

جسے حُسنِ تمیز دے ذوالجلال
وہ محبوبِ عالم ہے صاحب کمال

یہ سُن کر جمیلہ روانہ ہوئی
مریدِ خدائے یگانہ ہوئی

جگا کر کہا ماں سے یہ حال سب
وہ بولی کہ برحق ہے فیضانِ رب

جو مرغ و مزعفر نہ کھانے کو ہو
کھلائے کوئی جو کی روٹی اگر
غرض اپنے مطلب کی گھاتین ہین سب
ہین کیون امر حق سے پریشان ہوتن
ہدایت کرونگی ترے باپ کو
پسر اور خاوند سے جو کہا
رہ پیر و مرشد سے پھرتی ہی تو
بد و نیک کے دام مین آگے ہم
یہ سب جلوہ پیر ہی لا کلام
اگر تو نے پھر بات اسکی سنی
تو آئیگا اب راہ پر وہ شریر
جمیلہ نے ہنس کر کہا ای پدر
نہونگے کبھی ہم تمہارے خلاف
بڑا فرق ہی اصل اور فرع مین
کہا مان نے بھی مصلحت ہی یہی

تو پہچان سودا رہے پیر کو
خدا اس مین ہرگز نہ آئے نظر
ظہور قیامت کی باتین ہین سب
ترے ساتھ مین بھی مسلمان ہون
اگر اسکے دل مین ہو کچھ یا نہ ہو
تو دونون یہ بولے کہ او بیحیا
کنوئین مین ضلالت کے گرتی ہی تو
مزے چھوڑ دین سارے دنیا کے ہم
نہین ذات حق مین حلال و حرام
تو جیتا نہ چھوڑونگا تجھکو کبھی
اسے مار ڈالین گے ہم ناگزیر
نہین تم سے زائد کوئی معتبر
کہا آزادیون کا طریقہ ہی صاف
جو اسمین مزے ہین کہان شرع مین
کہ ہو تم و دختر فکر اس راہ کی

نہ ہو اسکی تعزیر مین کچھ قصور — نہین تو یہ رسوا کریگا ضرور

کہا باپ نے پھر ز راہِ نفاق — عقیدے سے اسکے کرین اتفاق

ملین اس سے ہم اسطرح راتدن — کہ ہر نیک و بد سے رہے مطمئن

نہ سمجھے وغا جب کسی بات کو — مٹا دین اسے ہم کسی رات کو

ہماری وفا کا نہو کیون یقین — کوئی وجہ شبہے کی ابتک نہین

یہ کہکر اُٹھے وہ قریبِ سحر — کہا اُس سے اے فخرِ جنسِ بشر

ہمین جیسی تعلیم دی پیر نے — دکھائے وہی رنگ تقدیر نے

سمجھتے گناہون کو جو ہم گناہ — تو ہرگز نہ کرتے خدا ہے گواہ

جو ہونا تھا وہ ہو چکا آج تک — ہدایت دی اللہ نے یک بیک

کھلا ہے درِ توبہ حق ہے غفور — ہم اب توبہ کرتے ہین ربّ حضور

جرائم سے اپنے پشیمان ہین — خدا جانتا ہے مسلمان ہین

ملے آپ سے سب سے مُنھ موڑکر — کہان جائین اب آپ کو چھوڑکر

محبت سے ملیے کرم کیجیے — ہمین دل سے اپنا سمجھ لیجیے

کہا آپ کا سب یہ احسان ہے — نہین تو کفِ خاک انسان ہے

بھرے لوگ دنیا مین [illegible] کی بھی — گنا ہو [illegible] خالی نہین [illegible] اک بھی

کوئی راستی پر جو ہو مستقیم — یقیناً خدا ہی غفور الرحیم
یہ سُنکر اُٹھے دونون وہ ناسپاس — وہ مان اور بیٹی رہین اُسکے پاس
جمیلہ کی مان نے کہا اے نگار — ہمین جان کا اپنی ہی اختیار
پسر اور خاوند فاسق ہین سب — خدا جانتا ہی منافق ہین سب
یہ شہوت پرستی سے مانوس ہین — ہم انکی ہدایت سے مایوس ہین
جو کہنے کا حق تھا وہ ہم کہہ چکے — ملامت کی ایذائین سب سہہ چکے
خبر ہو ذرا بھی جو اس بات کی — تو ہم کو یہ جیتا نہ چھوڑین کبھی
ہماری طرف سے ہین گو مطمئن — ہین درپے مگر آپ کے رات دن
ہون جب قیدِ فجّار رہین اسطرح — تو عصمت ہماری بچے کس طرح
جو چاہین گے اب یہ جمیلہ کا وصل — تو ممکن ہی اُسوقت کسطرح فصل
ستم بے حیاؤنکے ابتک سہے — شب و روز ہم انکے بس مین رہے
جو ایمان فیضانِ حق نے دیا — تو بے عصمتی سے بچائے خدا
یہ کہکر بہت روئین بے اختیار — تو بولا وہ خاص خداوندگار
اگر عہد مین اپنے سچّی ہو تم — تو رو رو کے کیون ہوش کرتی ہو گم
دعا مانگتا ہون مین پیش خدا — کہو تم بھی آمین بصد التجا

یہ آنکھوں کی دیکھی ہی حق ہی گواہ — کہ عصمت ہی مقبول پیش آلہ

حکایت

مرے ایک مخلص کی زوجہ حسین — سہ چار وہ جس سے ہو شرمگین
سراسر وفا اور عفت نشان — کہ خاوند اسکا تھا کچھ بدگمان
مگر حق جو چاہے کہ نیکی کرے — مصیبت کے پردے مین راحت بھرے
نہ تھا مرد گھر مین کوئی زینہار — کہ پہونچی خبر اسکو یہ ایک بار
جو ہی اس محلے مین تیری عزیز — لبون پر ہی دم اسکا ای خوش تمیز
کہاری سے اسنے کہا جلد جا — کرائے کا یکہ ابھی جا کے لا
مقفل کیے گھر کے کمرے تمام — کہاری کو چھوڑا پئے انتظام
اکیلی روانہ ہوئی وہ ادھر — کہا مین ابھی آتی ہون دیکھکر
نہین ہندوؤن مین جو پردے کی قید — نہ سمجھی وہ تقدیر کا مکر و کید
پڑی یکہ والے کی جو نہین نگاہ — ہوئی عشق مین اسکے حالت تباہ
وہان سے محلہ تھا وہ چار میل — جہان جا رہا تھا وہ مرد ذلیل
بری پر جو مائل تھا وہ بدنظر — تو یکے کو موڑا نئی راہ پر
شناسا تھی رستے کی وہ دلستان — کہا اس طرف جا رہا ہی کہان

کہا بن رہی ہو سٹرک ای حسین | کسی کو اِدھر جانے دیتے نہین
یہ رستہ بھی کچھ پھیر کھا کر مگر | وہین پر نکلتا ہی ای سیمبر
کسی طرح آخر بہ مکر و دغا | اُسے ڈھاک کے بن مین وہ لیگیا
اکیلے مین اُس سے یہ کی گفتگو | مرے وصل پر جلد راضی ہو تو
نہ ہوگی اگر مجھپہ تو مہربان | ترا کون فریادرس ہی یہان
ابھی دل کی حسرت نکالونگا مین | جو بولے گی تو مار ڈالونگا مین
کہا اُسنے سُن تو سہی او لعین | خدا کا تجھے خوف ہی یا نہین
یہ کہکر دعا کی بصد اضطراب | مرے رام میری خبر لے شتاب
مرے دل مین آیا ہو جو بدخیال | تو سمجھون یہ اُسکا ہی مجھپر وبال
مگر غیرِ شوہر پہ ای دادگر | نکی مین نے رغبت سے ہرگز نظر
ہی عصمت کا دشمن مری یہ خبیث | فَھَل مِن مُغیثٍ فَھَل مِن مُغیثٍ
جو نکلی دعا دل سے بے اختیار | تو حامی ہوا فضلِ پروردگار
ہویدا ہوا ایک مارِ سیاہ | اُس اندھے پہ ڈالی غضب کی نگاہ
اُچک کر کلائی پہ اُسکی گیا | وہ ہاتھون کو لپٹا بحکمِ خدا
جو مشکین بندھین عقل چکرا گئی | یہ سمجھا کہ بیشک قضا آگئی

زمین پر گرا وہ گیا دل مین کانپ ‌‌ ‌ کہ سینے پہ لہرا رہا تھا وہ سانپ

جو دیکھی یہ تائید پروردگار ‌ ‌ ہوئی اُسکی رحمت پہ دل سے نثار

وہ پہیون کے آخر نشان دیکھکر ‌ ‌ سڑک کی طرف کو چلی بے خطر

جو پہونچی سڑک پر تو کوئی نہ تھا ‌ ‌ ذرا دیر لیکن توقّف کیا

کہ اتنے مین اک گولن آئی وہان ‌ ‌ کیا اُسنے اُس سے یہ قصّہ بیان

وہ جاکر بلا لائی دو چار کو ‌ ‌ خبر دی اُنھون نے جمعدار کو

کھڑے تھے وہ سب ہمرہ جمعدار ‌ ‌ اُسی طرح سینے پہ بیٹھا تھا مار

کسی شخص نے پھر زراہِ صواب ‌ ‌ بلا بھیجا شوہر کو اُسکے شتاب

جو آنکھونسے شوہر نے دیکھی یہ بات ‌ ‌ کہا گر کے قدمونپہ اے خوش صفات

سزاوارِ عالم فخر یہی ہے تو ‌ ‌ کہ عورت نہین کوئی دیبی ہے تو

یہ کرپا تھی سب رام کی اے نگار ‌ ‌ ہوتا مجھپہ عصمت تری آشکار

منگایا جمعدار نے اک پلنگ ‌ ‌ اُٹھایا گیا تب وہ بے نام و ننگ

عدالت مین آیا اُسی طرح سے ‌ ‌ ملی اُسکو پھانسی بری طرح سے

زن و شو نے مِل کر سر مار پر ‌ ‌ اُلٹایا بہت کچھ وہین سیم و زر

سزا کا جو حاکم نے ذمہ لیا ‌ ‌ اُسی دشت کی سمت وہ چلدیا

غرض اس سے یہ ہے کہ اے خوش جمال — ہمارا محافظ ہے وہ ذو الجلال

ہر اک شے پہ قدرت ہے خلّاق کو — وہ چاہے تو سم عینِ تریاق ہو

یہ کہکر جو رو رو کے مانگی دعا — ہوئی جلد مقبولِ پیشِ خدا

تضرّع نے پیدا کیا یہ اثر — کہ فورًا ہوئی بد دعا کارگر

اُسی دن وہ تپ مین ہوئے مبتلا — مرے چند دن مین بحکمِ خدا

جمیلہ نے اُس گل کی حسبِ صلاح — کیا اک صحیح النّسب سے نکاح

پھر اُسنے خبر دی کہ ہر شہر مین — پھنسی ہین مری بہنین اس قہر مین

شب و روز کرتی ہین فعلِ حرام — گراتی ہین کتنے حمل لا کلام

جو نرمی سے اُنکو ہدایت کرین — عجب کیا جو وہ حق کی طاعت کرین

ضلالت کا ان کی اگر چارہ ہو — تو اپنے گناہون کا کفّارہ ہو

کیا ہے اُنھین پیر جی نے فقیر — کہ شیطان کا ہمزاد ہے وہ شریر

یہ کہتا ہے اگلون کو عیّار تھے — نبی اور ولی سب ریاکار تھے

جو تھے متفق چند اہلِ نکات — بنائے ہوئے ہین یہ سب معجزات

تو ہم بھی کرامت بنائین نہ کیون — بہم مل کے سب کو پھنسائین نہ کیون

ہین یک رائے و یکدل یہ اہلِ دغا — کوئی کید کو انکے سمجھے گا کیا

مزے لوٹنے کے لیئے بد خصال
اُٹھاتے ہین قیدِ حرام و حلال

کتابین لکھی جاتی ہین بیگمان
نہین جسمین ہین کچھ راستی کا نشان

کہین عقد خود دختِ سلطان سے ہے
کہین جنگ سلطانِ ایران سے ہے

کہین شیفتہ دخترِ دار روس
مسلمان ہو کر بنی ہے عروس

معاذ اللہ اور اسپہ یہ بھی مزید
مریدان کا سلطان عبد الحمید

یہ مشہور تاریخ کے واقعات
نہین ڈرتے لکھتے ہوئے یہ رُواۃ

کہین انکا بیر الالم مین گزر
کہین جنگ مین شاہ جن پر ظفر

کہین شہر سورت کی رانی سے عقد
کہین کالی دیبی بھوانی سے عقد

یہ تاکید ہر دم مریدین پر
جو کچھ جی مین آئے لکھو بے خطر

اسی فکر مین ہے جوان و مسن
کرامت گڑھی جاتی ہے رات دن

ہوئین طبع پھر کرکے چندہ کتاب
مریدین تا اُس سے ہون فیضیاب

پدر انکے عالم نہ درویش تھے
وہ اک سیدھے سادھے حق اندیش تھے

ہے معلوم اُنکا نشانِ مزار
اُسی جا ہے اک جھیل پر برقرار

مگر قبر فرضی بنا کر وہان
کئی سال سے ہین پرستش کنان

یہ مطلب کہ جسدن مرین پیر جی
ہو اُنکی پرستش کا میلا یہی

وہ بہنین ہماری جو ہین دام مین ۔ وہان جمع ہوتی ہین اس کام مین
ہین گو مختلف شہرون کی وہ مکین ۔ شناسا ہی آپس مین ہر مہ جبین
وہ اس امر کو کیسے سمجھین پلید ۔ برادر پدر اُنکے جب ہون مرید
وہی جب نہ سمجھین حرام و حلال ۔ تو نسوان سے ہی حفظِ عصمت محال
نہ مانین بھلا کیسے مردون کی بات ۔ کہ ہی ناقص العقل نسوان کی ذات
یہ کہکر کتابین اُٹھا لائی وہ ۔ دوبارہ مگر طیش مین آئی وہ
کہا مین بھی کرتی ہون عزم سفر ۔ یقینًا خدا دیگا ہم کو ظفر
مگر آپ کچھ بھی نہ منھ سے کہین ۔ بظاہر انھین رہزنو نہین رہین
نہین جانتے آپ سب کا نشان ۔ یہ زحمت اُٹھاؤنگی مین بے گمان
جو پوچھیگا بھی مجھ سے کوئی شریر ۔ مین کہدونگی حضرت کے ہین یہ فقیر
غرض مشورے کرکے بایکدگر ۔ مہیّا کیا اُسنے زادِ سفر
کہا پھر یہ شوہر سے بنجا فقیر ۔ عجب کیا ہو فضلِ خداے قدیر
جو پوچھے بھی کوئی بہ قول و قسم ۔ تو کہنا کہ خادم ہین حضرت کے ہم
نکالین جو بہنون کو ہم چاہ سے ۔ صلہ اسکا پائین گے اللہ سے
یہ سن کر ہوا مستعد بےنظیر ۔ سفر اُسکو کرنا پڑا ناگزیر

اسی جہد و کوشش مین پہونچے جہان — وہ ٹھہرے کرائے کا لیکر مکان
جمیلہ نے کارِ نمایان کیا — ہر آزاد کا تازہ ایمان کیا
دکھا کر انھین حُسنِ زہد و صلاح — کیا سیکڑون جوگنون کا نکاح
جو مردون مین ساعی ہوا بینظیر — ہوے باپ بھائی ہدایت پذیر
خدا کی عنایت جو شامل ہوئی — انھین سعیِ مشکور حاصل ہوئی
ملی پیرجی کو یہ جس دم خبر — کہ دونون ہین اس قصد سے ہم سفر
اُنھون نے روانہ کیئے کچھ مرید — کہ سم مِل کے خادم سے دین وہ پلید
بنے آکے خادم وہ دونون یہان — دکھائے عقیدت کے لاکھون نشان
ملے خادمون سے بہ مکر و دغا — بہت مال و زر دیکے راضی کیا
جو یونہین تھا حکمِ قضائے الٰہ — ہوا جسم کمّل کی صورت سیاہ
سفر مین جو زحمت نمایان ہوئی — جمیلہ بہت کچھ ہراسان ہوئی
کیا مدّتون جا کے گھر مین علاج — درستی پہ آیا جب اُسکا مزاج
وہان سے روانہ ہوا بینظیر — گیا دوسرے ملک کو ناگزیر
وہان بھی جو حکمِ الٰہی ہوا — دوبارہ اسیرِ تباہی ہوا
دیا سنکھیا ایک مردود نے — بچایا مگر ربِّ معبود نے

اطبا نے بہرِ سکون جو کہا ۔ وہان دو برس سے زیادہ رہا

زہے حکمتِ ذی الجلالِ قدیم ۔ کہ سیاح یون جبر سے ہو مقیم

اقامت مین وہ مصلحت ہو نہان ۔ ہو جسکا عوض راحتِ جاودان

وہان تھا کوئی عاشقِ ذوالجلال ۔ کہ فی الحال اُسکا ہوا تھا وصال

اُسے دوست رکھتا تھا خلّاقِ فرد ۔ کہ تھا عبدِ مخلص خدا کا وہ مرد

زن و دختر اُسکی وہین ہین مقیم ۔ اسیرِ کمندِ بلائے عظیم

جو عصمت ہی دختر کی مقبولِ رب ۔ اُسے طیّبہ گھر مین کہتے ہین سب

جو محرم ہی دونون کا اک نوجوان ۔ ہی غربت مین اُنکا تشفّی کنان

کہون کیا ہی کس فکر مین وہ لعین ۔ کہ برہم ہی جس سے خدائے امین

سُنی اُس ضعیفہ نے جسدم یہ بات ۔ کہ آیا ہی اک مردِ قدسی صفات

وہ سمجھی کہ چلیے ذرا اُسکے پاس ۔ عجب کیا جو ہو چارۂ درد و یاس

غرض ساتھ محرم کے پہونچی وہان ۔ اقامت گزین ہی وہ غمگین جہان

بیان کر کے رودادِ رنج و محن ۔ دعا کی ہوئی منتظر پیرزن

کہا پھر کہ دعوت بھی کیجے قبول ۔ کہ مسرور ہو میری جانِ ملول

رُکا دل مین لیکن شہِ بینظیر ۔ نہون تا کہین پھر بلا مین اسیر

کہا اُسنے ای مادرِ مہربان | جواب اسکا پھر دونگا مین بےگمان
یہ سُن کر یہ سمجھی وہ کلفت نصیب | کہ دعوت نمائی سمجھ کر غریب
کہا خیر پھر آکے پوچھونگی مین | اجازت کسی طرح سے لونگی مین

تضرُّع

پلا ساقیا راحِ فوز الکریم | وَقُلْ اِنَّمَا لَمْ یَکُنْ عَظِیْم
سزاوارِ نفرین ہین گو فاسقات | مگر قابلِ قدر ہین صادقات
وہ توبہ بھی کرلین جو ای حق نشان | ہی باقی دمِ مرگ تک امتحان
رہی ہون فواحش مین جو رات دن | کوئی کس طرح اُنپہ ہو مطمئن
اگر اُنسے نفرت طبیعت مین ہو | نہ کیون جستجو انکی خلقت مین ہو
تو الدتناسل ہی منشائے ذات | تو رہبانِ شہوت بنین کیون ثقات
جو شہوت پرستی نہ مقصود ہو | تو کیون عشقِ صادق نہ محمود ہو
خبیثات ہو جائین گو طیبات | پر اُن مین کہان اہلِ عفت کی بات
خدا دے کسی کو جو حُسنِ تمیز | تو قدرت کی ہی ہر ودیعت عزیز
ہو افراط و تفریط کا پر خیال | کہ النسب ہی ہر امر مین اعتدال
سیہ فام با عصمت و با وفا | یقیناً ہی مقبول پیشِ خدا

حسینہ جمیلہ جو بدکار ہو — خدا اُس سے کیونکر نہ بیزار ہو

جہان حُسن کے ساتھ ایمان ہی — خداوند کا خاص فیضان ہی

خجل کیون ہو وہ پیشِ پروردگار — کہ نیت پہ اعمال کا ہی مدار

جسے ایسی محبوبہ دے ذوالجلال — اُسے دونون عالم مین پھر کیا ملال

جو حفظِ شریعت پہ ہو مستقیم — بچاتا ہی اُسکو خدائے عظیم

نہین زہد و تقویٰ کا بھی اعتبار — سب اُسکی عنایت کا ہی کاروبار

نہ منظور طالب نہ مطلوب ہی — وہی جسکو چاہے وہ محبوب ہی

مگر ہم پہ واجب ہی اے باخبر — کہ مضبوط و قائم رہین عہد پر

اُسے اپنی رحمت کا ہی اختیار — مگر ہم نہ باغی بنین زینہار

کوئی دو بجے رات کو بالیقین — تہجد کی خاطر اُٹھے متقین

فلک کیا تجلی سے معمور ہی — ستارون پہ کچھ اور ہی نور ہی

جو غافل ہین بیدار ہوتے نہین — مگر اہلِ انوار سوتے نہین

اُٹھے طالبِ وصل کس چاہ سے — یہی وقتِ خلوت ہی اللہ سے

ہو کیا اس سے بہتر زمانِ سداد — پکارے خدا جس گھڑی یا عباد

ہوے جسقدر اولیا انبیا — ملا اُنکو اسوقت جو کچھ ملا

عبادت مین ہر فرد مشغول ہی
جو فارغ ہوا ذکر سے بےنظیر
کہان ہر تو ای جلوۂ ذوالجلال
تجھے مین نے پکڑا ہی سب چھوڑ کر
فَاَقْدِمْ عَلٰی بِنُوْرِ الْوِصَالْ
عطا حمد مین مجھکو وہ مجد ہو
نہ شوقِ حرم ہی نہ پروائے دیر
نہ جب تک ہو تو دلبرِ دلنواز
نہ مونس ہوا جو ترا فیضِ روح
جو مریم کی خاطر تھی ہو ذوالجلال
جہان رحمین کا لفظ منصوص ہو
تجھے قلبِ ماہیت آسان ہی
نہ جب تک ترا لطف ہو جانِ جان
جو نیت کا سچا نہین بالیقین
سراپا گنہ ہو جو کوئی غریب

یہ حقا عجب وقت مقبول ہی
یہ کہتا ہی رو رو کے پیشِ قدیر
دکھاوے جو اہر مین اپنا جمال
نہ مایوس کر مجھکو مُنھ موڑ کر
کہ ممکن نہ آگے ترے ہر محال
ستایش کرون مین تجھے وجد ہو
مگر جان لب ہون مین تیرے بغیر
دمِ تیغ ہی مجھکو میرا انباز
رہے اس سے محروم خود لوط و نوح
تو ممکن کیا تو نے امرِ محال
وہ تطہیرِ کلی بھی مخصوص ہو
کہ ہر شی پہ قادر تو رحمن ہی
حسین ہو کوئی لاکھ وہ شی کہان
کسی طرح وہ پاک دامن نہین
جو تائب ہو ڈر کر تو کر دے حبیب

اگر دے کسی کو تو حُسنِ مآب
تو ہر داغِ عصیان بنے آفتاب

مظہر ہو جو اور قدسی خصال
ترا نور پائے وہ اے ذوالجلال

تو جس دل کو چاہے منوّر کرے
گنہگار کو پاک و اطہر کرے

جو سر تا قدم رجس و مغموم ہو
تو معصوم کردے تو معصوم ہو

تو ہر شے کا خالق حکیمٌ علیم
تو ہر شے پہ قادر علیٌ عظیم

جہان اپنا جلوہ نمایان کرے
سراپا گنہ کو سلیمان کرے

خذف تیرے پرتو سے الماس ہو
جواہر ہو وہ جسکے تو پاس ہو

یہ اِنّا فتحنا سے ہمپر کھلا
نہین کوئی قدوس تیرے سوا

ہو پھر کون جز تیرے ایسا نگار
اُٹھائے جو سچّی محبّت کا بار

ترا سب پہ دھوکا ہی دھوکا رہا
اسی دُھن مین کیا کیا نہ صدمہ سہا

تری ذات ہر شے مین تو جملہ نور
دکھا دے جو اہر مین شانِ ظہور

ترے آگے کیا رتبہ اعجاز کا
ترا در محل ہی بڑے ناز کا

وہ ہی کون جو تیرا بندہ نہین
ترے سامنے سرفگندہ نہین

جو تو روسیاہی کو کردے جمال
کہے عیب اُسکو کوئی کیا مجال

ولیؑ و نبیؑ جنکے مشہور ہین
ترے آگے سب محض مجبور ہین

مشیت کا تابع تو جب سدم گہے ۔ تو بندہ گنہگار کیونکر رہے
جو اپنی طرف کرلے منسوب تو ۔ ہنر کردے ہر فعلِ معیوب تو
غرض کیا ہو تقوے پہ نازان کوئی ۔ جسے چاہین پی ہو سہاگن وہی
ہی منعم تو ہی حق تعالیٰ ہی تو ۔ الٰہی بڑا دینے والا ہی تو
یہ تاثیر و ماہیتِ جملہ شی ۔ بد و نیک سب تیرے قبضے مین ہی
تو چاہے تو قدرت سے ہو زہر شہد ۔ تری شان سے دور ہی نقضِ عہد
کیا تونے اَوْفُوا بِعَہْدِی خطاب ۔ ہی اُوفِ بِعَہدِکُم اُسکا جواب
ترا عہد ای فرد ٹوٹا نہین ۔ کہ تو اپنے وعدے مین جھوٹا نہین
کہین جلوۂ ذاتِ مطلق ہی تو ۔ کہین جامعِ باطل و حق ہی تو
کسی جا تو اپنا ہی مسجود ہی ۔ کہین خلق و عالم کا معبود ہی
کہین مظہرِ شانِ لولاک ہی ۔ کہین جلوۂ مرشدِ پاک ہی
ہی پر مظہرِ اُنس باقی ابھی ۔ مرا گھر ہی بے جام و ساقی ابھی
اگر تو سنبھالے نہ میرا مزاج ۔ تنفّر کا میرے نہین کچھ علاج
ہوا ہی مجھے تجربہ بار بار ۔ وفادار ہرگز نہین اک نگار
جو میرا نہو وہ مین جس پر مرون ۔ تو خود کو اُسے کیون حوالے کرون

ترے فیض سے جان تمیز ہون
ترا شکر ہی مین بڑی چیز ہون

یہ میخانہ و بربط و جام ہو
مجھے کیا خبر کسکے حصے مین ہو

فضائل دیئے تو نے جو ای غنی
سوا تیرے کیا اُنکو جانے کوئی

کسی کو مین بھید اپنا دیتا نہین
دغا باز کا نام لیتا نہین

تو اب تو ہی عارف ہو معروف ہو
تو ہی میرا واصف ہو موصوف ہو

تو ہی جملہ اعیان کا عین ہی
طبیعت مگر سخت بیچین ہی

جو حفظ مراتب مظاہر مین ہی
مری شکل تسکین جواہر مین ہی

اسی اُنس کی تھی یہ جنت مین سیر
کہ آدم تھے بیچین حوا بغیر

جو بیچین یون قلب ناکام ہو
نہ معلوم کیا اُسکا انجام ہو

الٰہی کہانتک مین تنہا رہون
جواہر کی خاطر تڑپتا رہون

نہ جب تک ملائے تو ای ذوالجلال
ملاقات ظاہر ہی یکسر محال

ابھی تک تو قائم ہون مین عہد پر
نہین غیب کی بعد اُسکے خبر

یہ حسرت ہی مجھکو بعیش تمام
رہون تا ابد تجھ سے مین ہمکلام

ترا سوز غم میری آہون مین ہو
نہ جز تیرے کوئی نگاہون مین ہو

نہ ہو استقامت جہان عہد مین
یقینا وہان زہر ہی شہد مین

مجھے جس سے تسکین ظاہر نہین
وہ زنہار میری جو اہر نہین

توہی جب ء عاشق کا ہوا ہے نگار
تو پھر کیا کسی کا مجھے اعتبار

ہین یوسف صفت چاہ ماتم مین ہون
ہون خورشید پر ظلمت غم مین ہون

تجھے رفع کلفت جو منظور ہو
یہ ظلمتکدہ خانۂ نور ہو

اٹھادے مرے دل سے غم کا حجاب
نکل آئے پردے سے تا آفتاب

سوا تیرے عاشق کو چاہیگا کون
یہ عصمت یہ الفت نباہیگا کون

نباہے کوئی کیا مرے عہد کو
تصوّر جہان غیر کا شرک ہو

نہ جب تک بچائے تو اے ذوالجلال
ہے انسان سے حفظ عصمت محال

گرے منھ کے بل سیکڑون راہ مین
بہت چاند ڈوبے اسی چاہ مین

اگر حسن و عصمت ہین یکجا کہین
کوئی اس سے بڑھکر جہان مین نہین

جہان الفت غیر کا ہے اثر
وہ جھوٹی محبت ہے اے دادگر

یہان شرک ہے غیر کی گفتگو
ہے اک دل کو بس ایک ہی آرزو

اگر روح روح محبت بنے
تو باہم نہ کیون تا قیامت بنے

جو ہین زندۂ عشق مرتے نہین
کبھی موت سے خوف کرتے نہین

جہان دو دلون مین بہم راہ ہے
محبت نہین ہے وہ اللہ ہے

ہو گو غرب مین ایک اک شرق مین
مگر وصلِ کامل ہے اس فرق مین

فنائے بد و نیک ہے اس جگہ
قریب و بعید ایک ہے اس جگہ

تو ہی کھولدے جسکی چشمِ یقین
وہ دیکھے کہ جز حق یہان کچھ نہین

جدھر دیکھتا ہون اُٹھا کر نظر
تری ذاتِ باقی ہے بس جلوہ گر

جسے چاہتا ہے تو دیتا ہے نور
پھسلتے ہین کم ظرف لیکن ضرور

توقف مین کرتا ہون تا امتحان
نہ تا محنتِ عقد ہو رائگان

نہ دیکھا زمانے مین ایسا کوئی
امانت مین جسنے خیانت نہ کی

ذرا جسکی نیت مین فرق آگیا
حقیقت مین خائن وہ لکھا گیا

جو ڈوبا ہوس اور افکار مین
نہ ٹھہرا محبت کے دربار مین

نہین سیدھے رستے پہ چلتے ہین یہ
جو کچھ دیجئے تو اُلٹتے ہین یہ

کہون کس سے پھر مین اسیرِ بلا
محبت خدا ہے محبت خدا

ہٹے جو اوامر سے مکار ہے
شریعت امانت کی معیار ہے

کرے جو ترے حکم کے کچھ خلاف
وہ ناموس و عصمت کا دشمن ہے صاف

محبت کے سب مدعی تھے ضرور
پر آخر کو نیت مین آیا فتور

مجھے اپنے الفت کا دعوی نہ تھا
یہ بہکے تو کچھ ہرج میرا نہ تھا

محبت کے رستے سے جو پھر گئے ۔ یہ اپنے ہی دعوے مین سب گر گئے
رہِ حق مین جھنڈے گڑے ہین مرے ۔ پہ پیچھے تو پیچھے پڑے ہین مرے
مگر اب ندامت سے ہوتا ہو کیا ۔ گئے وقت کو کوئی روتا ہو کیا
دیا تو نے یارب مجھے وہ مقام ۔ کہ آئینہ ہی حالِ عالم تمام
ترے عشق نے دی ہو وہ دوربین ۔ کہ ہین سیکڑون کوس گویا یہین
خیالات بدلے کسی کے جہان ۔ وہ آئے ان آنکھو نکلے آگے یہان
نہین حکم بر کشف و اظہار کا ۔ دہن بند ہی اہلِ اسرار کا
نگاہون مین سب کی حقیر و ذلیل ۔ مکرّم ترے سامنے ای جلیل
کسی پر ہو کیا اِنکا حال آشکار ۔ کہ دربارِ قدرت کے ہین رازدار
مظاہر ہین لیکن تغیّر پذیر ۔ نتائج ہین ہر امر کے ناگزیر
مطابق عمل کے ہر اک حال ہی ۔ یہ عالم نہین دارِ اعمال ہی
شریعت ترا حکم ہی ای اِلہٰ ۔ مآلِ بد و نیک کی ہی گواہ
جو چھوڑے اوامر کی پابندیان ۔ ہی صحبت سے اُسکی سراسر زیان
کبھی اُسکی سچی محبت نہین ۔ یہ زحمت ہو ای فرد رحمت نہین
جو توڑے ذرا دیر مین عہدِ رب ۔ وہ بندے کے وعدو مین سچا ہو کب

مگر ہان مشیّت تری یار ہو
تو باہم محبّت سزاوار ہو

محافظ ہو تو جسکا اے ذوالجلال
نہ بدلے کسی طرح اُسکا خیال

جہان اسقدر پاک و طاہر ہی تو
یقیناً وہ میری جواہر ہی تو

نہین جز ترے کوئی مقصود ہی
تری ذات ہر شی مین موجود ہی

یہ لیکا جو عشقِ جواہر کا ہی
یہ حاصلِ وجودِ مظاہر کا ہی

شریعت تو ہر طرح ایمان ہی
ترا ہو رہون مین یہ احسان ہی

سمائے تو ہی تو مری جان مین
ہوا اَوْفُوا بِعَهْدِی ہر اک شان مین

ہر اک شی سے اِک ربطِ واجب رہے
محبّت مین حفظِ مراتب رہے

سنبھالے ترا بار کیا مشتِ خاک
ترے واسطے چاہیئے ظرفِ پاک

تجھی مین یہ قدرت ہی اے ذوالجلال
کہ ممکن نظر آئے ہر اک محال

کہانتک مین دریا مین پیاسا رہون
حسینون سے دامن بچاتا رہون

شبِ تار و طوفان و گردابِ غم
اَغِثْنِي اَغِثْنِي فَيَا ذَا الْكَرَم

طہارت ہی محبوب یارب تجھے
نہ عصمت سے کیون عشق ہو پھر مجھے

جو بھیگا کوئی تارِ دامن مرا
تجھی سے مین شکوہ کرونگا ترا

حسینون مین ہی اپنے گل کی تلاش
جواہر کی خاطر ہی دل پاش پاش

گمان ہی کدھر ہی وہ تیرا ظہور | وہ جلوہ دکھا دے تجھے یا غفور
شب و روز ہی بیقراری مجھے | ستاتی ہی امیدواری مجھے
بنے کیا کوئی پاک دامن وہان | خیالات ہون عکس افگن جہان
شریعت مین ظاہر سے ہی گو سوال | حقیقت مین ہی جرم ہر بد خیال
الٰہی تو سبحان و قدوس ہی | ہماری طہارت سے مانوس ہی
تھکا یا مری جستجو نے مجھے | تجھی سے مین اب مانگتا ہون تجھے
عطا کر وہ جنت کا روشن چراغ | نہو جسکے دامانِ عصمت پہ داغ
تری دید دونون کو مرغوب ہو | ہو عاشق کوئی کوئی محبوب ہو
ملیگا جو خود تو اُٹھا کر حجاب | نہ ٹھہریگا خورشید زیرِ نقاب
الٰہی یہ ابرِ الم دور ہو | تو راضی ہو یہ قلب مسرور ہو
تو ہی کر دے تسکینِ خاطر مری | مجھے غیب سے دے جواہر مری
صمد ہی تجھے کوئی پروا نہین | خزانے مین تیرے مگر کیا نہین
الٰہی معاون ہو تیرا کرم | رہین حُسن و عصمت کسی جا بہم
ترا فیض ہر وقت ناصر رہے | جواہر مری پاک و طاہر رہے
دعا کو غمِ نا رسائی نہ ہو | کبھی اُسکی میری جدائی نہ ہو

مبارک ہو ہم کو یہ راز و نیاز | ترا فضل دونون کا ہو کارساز
جو اہر کا ہون مین وہ میری رہے | مری نسل مقبول تیری رہے
بحقِّ کمالِ محمدؐ مدام | رہین وصلِ باہم سے ہم شاد کام
آمین!!
اسی دُھن مین بجنے لگا جو گجر | پڑھی اُسنے اُٹھکر نمازِ سحر

الف

کہان ہو تو اے ساقیِ نوجوان | کہ آیا ہی پھر دورِ پیرِ مغان
نہ فکرِ حرم سے نہ غمِ دیر کر | جو اسوقت کرنا ہو کچھ خیر کر
نہ ہو جبن گھڑی دستِ قدرت تجھے | کوئی جام پھر دیگا تو کیا مجھے
مجھے ورطۂ غم سے اسدم نکال | یہ نیکی تو کر اور دریا مین ڈال
کتابِ اجل گرچہ پڑھتی ہو عمر | سنا ہو کہ نیکی سے بڑھتی ہو عمر
پلا راحِ اُلفت مٹا اضطراب | نہ معلوم ہوتا ہو کیا انقلاب
مشیّت کا رُکنا بھی آسان ہو | خداوند غالب ہو رحمٰن ہو
اُٹھا جام مے لا مجھے ہوش مین | کہ آیا سمندر بڑے جوش مین
تموّج کا عالم جو پیدا ہوا | وہ شفاف پانی بھی گندلا ہوا
بفرمانِ قہّارِ صاحب جلال | ہوے غرق پانی مین طیر و جبال

نہ تجھے تیرنے مین تامل نہ تھا
بحکمِ خدا جو اُٹھائے تھی روح
بہت صاف و مضبوط تھے دست و پا
ہوئے حکمِ حق سے جو غرقِ جلال
جو نکلی زمین پھر بحکمِ خدا
جو غارت ہوئے یون بفرمانِ رب
کسی قوم سے جو کرے اک خطا
کہ وہ کس لیے اُسکے مانع نہ تھے
جسے ہو غمِ بندگانِ الٰہ
مرے پائون ٹھہرے تھے لیکن جہان
وہ بھیگے ہوئے محض بیکار تھے
غرض یہ بفرمانِ ربِّ انام
پلا بادۂ حسن بھر دے مجھے
محمدؐ کو جو دل سے مرغوب ہی
وہ بھیگی ہوئی رات پچھلا پہر

کہ جز حق کسی پر توکل نہ تھا
اکیلا مین سالم رہا مثلِ نوحؑ
کوئی تارِ دامن ہرا تو نہ تھا
تھے ابدال و اوتاد طیر و جبال
مکان و شجر کا نشان کچھ نہ تھا
یہ اقطاب و اخیار عالم تھے سب
بھڑکتا ہو اُن سب پہ قہرِ خدا
اوامر نواہی کے سامع نہ تھے
حمیّت کے باعث وہ ہوتا ہی شاہ
شکستہ تھے دیوار و در کچھ وہان
کوئی دم مین گرنے کو طیّار تھے
مرادور ہی یہ مرا انتظام
محمدؐ کا محبوب کر دے مجھے آمین
یقیناً خدا کا وہ محبوب ہی
سیاہی کے پردے مین نورِ سحر

شفق کا ابھی گو نہین کچھ نشان | سہانا مگر ہو چلا آسمان

پسِ پردہ جو کچھ ہو بازیگری | ہی ابتک نظر بندیون سے بھری

کوئی دم مین بازیگرِ آسمان | چھپا دیگا یہ مُہرہائے عیان

خبر دے رہا ہی یہ رنگِ فلک | کہ تارون نے دیکھی کسی کی جھلک

سمجھتے ہین یہ سب جو حیران ہین | فلک پر کوئی دم کے مہمان ہین

نکلنے پر آئیگا جب آفتاب | خود اُسکی تجلی بنے گی حجاب

ابھی گو گھڑی دو گھڑی رات ہی | مگر عینِ انوار ظلمات ہی

نمایان ہی لطفِ خدائے قدیر | مگر خوابِ غفلت مین ہی بینظیر

وہان دیکھتا کیا ہی وہ مستمند | لبِ گنگ ہی اک مکانِ بلند

وہان ایک کمرے مین ہین بیرجی | پس و پیش اُنکے شیاطین وہی

بناوٹ سے کہتا ہی یون وہ شریر | تو کیون مجھسے ناخوش ہی اے بینظیر

میسر ہو جس کو عروجِ کمال | برابر ہی اُسکو حرام و حلال

ملادون محمدؐ سے تجھکو اگر | شہادت ہو کافی مری بات پر

کہا اُسنے بیشک تو شیطان ہی | رسولِ خدا پر یہ بہتان ہی

یہ طاقت یہ قدرت نہین زینہار | وہ صورت شیاطین کرین اختیار

بنین فاسقین کیسے شکل بنی
یہ سن کر اُڑا اُسکے چہرے کا رنگ
جو لاحول پڑھ کر چلا بے نظیر
نہ ٹھہرا جو دالان مین اک شقی
پریشان و خستہ جگر بد جو اس
ادھر تو نگو نسار ہی وہ شریر
یکایک ہوا فضلِ ربِّ عظیم
جو کی داہنی سمت پھر کر نگاہ
یہ فرمایا حضرت نے ای بے نظیر
دکھائی پھر اک دخترِ نازنین
دکھا کر کیا اُسکو ارشاد یہ
جو محرم ہی اس گل کا اک بدخصال
مگر ہی یہ شیطان جو سامنے
سکھاتا ہی اوچھون کو یہ بد مآل
ضعیفہ جو آئی تھی کل تیرے پاس

کہ ناپاک طاہر نہ ہوگا کبھی
ہوا سخت نادم وہ بے نام و ننگ
تو کمرون مین چھپنے لگے وہ شریر
اکیلے وہان رہ گئے پیرجی
نگاہون مین ہر سمت شکلِ ہراس
کھڑا ہی اُدھر صحن مین بے نظیر
کہ پہونچے اُسی جا رسولِ کریم
تو دیکھا جمالِ حبیبِ الٰہ
ہو دجّال و ساحر یہ جوگی شریر
کہ بیٹھی ہی اک سمت کو وہ حزین
کہ ہی موردِ ظلم و بیداد یہ
کسی طرح اُسپر نہین یہ حلال
اُبھارا ہی اُسکو اسی زشت نے
حقیقت مین ہین مان بہن سب جلال
وہ مان اسکی ہی ای محبت اساس

بچاتی ہو عصمت کو گو یہ حسین
مگر اسکی اماں اسکی سنتی نہین

سمجھتی ہو سب جھوٹ کہتی ہو یہ
ہمیشہ اسی غم مین رہتی ہو یہ

پدر اسکا تھا مرد صاحب خلوص
اوامر کا عاشق تھا وہ بالخصوص

بڑا متقی تھا ہمارا تھا وہ
خداوند کا اپنے پیارا تھا وہ

نہ بھولا ہمین جب وہ آفات مین
کمی کیون کرین ہم کسی بات مین

تجھے حکم دیتا ہو رب انام
کسی طرح سے ہو یہ قصہ تمام

مگر کرلے تو اس حسین سے نکاح
کہ اسکی حفاظت ہو تجھکو مباح

ضعیفہ کا ہو اس مین پہلا قصور
ہوئی واجب القتل وہ بھی ضرور

نہین اسکی سنتی جو وہ بدصفات
پھنسی ہو تردد مین یہ نیکذات

کسی کو نہین دل مین لاتی ہو یہ
دلیرانہ عصمت بچاتی ہو یہ

جو اسطرح تو خوش کریگا مجھے
ملیگی صلے مین جو اہر تجھے

پڑے گو نہ عصمت مین اسکی فتور
وہ مردود رسوا کریگا ضرور

محافظ ہو تو اسکے ایمان کا
کہ احسان بدلا ہو احسان کا

جو اہر کا طالب ہو تو اے نگار
اسے میری خاطر سے کر اختیار

صلہ اسکا دیگا خدائے جہان
نہ ہوگا یہ اجر عمل رائگان

ہماری ہی یہ اور ہمارا ہی تو
محبت کی آنکھوں کا تارا ہی تو

جو اب ہی تیری طلب کا صلا
جمیلہ کا تجھ کو عوض یہ ملا

پڑے خاک تا چشم غمّاز مین
نہ کرنا کبھی اس کے اعزاز مین

یہ بلقیس ہو تو سلیمان ہو
وہ کرنا کہ خوش جس مین رحمان ہو

یہ شیطان بنتا ہی جو سب کا پیر
یہ حاسد ہی میرا اشقیّ و شریر

نہ ہو جو مری شرع پر مستقیم
سمجھنا اُسے تو سراسر لئیم

سنا یہ تو بھاگا وہ خانہ خراب
چھپا کوٹھری مین اُسی جا شتاب

وہین جلوہ فرما ہین خیرُ البشر
کھلی آنکھ اُسکی قریب سحر

اٹھا خواب راحت سے جو بےنظیر
کیا شکر پروردگار قدیر

نماز و دعا سے جو فرصت ہوئی
اُسی ہمت مصروف ہمت ہوئی

بلایا وہین ایک ہمراز کو
کہا اس سے کچھ جلد سامان ہو

چھٹے طیبہ قید بیداد سے
تو فرصت ہو تعمیل ارشاد سے

غرض اُسنے سامان مہیّا کیا
جو کرنا تھا وہ کام پورا کیا

جو راضی ہوئی عقد پر پیرزن
اُسی دن مرتب ہوئی انجمن

بلایا جمیلہ کو بھی زود تر
ہوے مل کے مسرور باہم دگر

مشرح لکھوں ہین جو یہ داستان | تو آگے نہ بڑھنے دے طولِ بیان

اُنس

پلا ساقیا راحِ کوثر مزاج | سلیمان سے بلقیس ملتی ہی آج

وہ مَے دے جو نصرت من اللہ دے | دعا بھی بکرِ خوش کے ہمراہ دے

یہانتک پلا راحِ اطہر کے جام | جہنّم بھی ہو جائے برد و سلام

مطہّر دے وہ ساغر و خُم سے مجھے | کہ ہر قطرہ ہو رشکِ انجم مجھے

جو سالک ہین اُنکو پرکھتا ہی وہ | مطہّر کو خود دوست رکھتا ہی وہ

نہ بھولے اُسے جو کسی حال مین | تو چھوڑے اُسے کب وہ جنجال مین

ڈرے ہر گھڑی جو خداوند سے | چھڑاتا ہی اُسکو وہ ہر بند سے

معاون ہی اربابِ عفّت کا وہ | محافظ ہی خود اہلِ عصمت کا وہ

فَنِعْمَ الْاِلٰہُ وَنِعْمَ النَّصِیْرُ | عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ قَدِیْر

نہ ہو استطاعت کسی کو اگر | کہ پائے شیاطین پہ فتح و ظفر

نہ آئے مگر اُنکے وہ دام مین | مدد دیگا حق اُسکو ہر کام مین

سمجھتا ہی جو حق کو موجود ہی | مؤیّد مظفّر وہ مسعود ہی

نہین جسکو عالم مین خوفِ خدا | ہی مردودِ دارین وہ بے حیا

ہوا ہیچ جو سہرے شیطان گیا
جو نیّت کا سچا ہی اور مستقل
جو مضبوط ہو کر بچے عیب سے
شبِ ماہ ہی بام پر ہی بہار
بسا عطر مین طیّبہ کا لباس
وہ زیور جڑاؤ نزاکت فریب
لباس عروسی عجب تابدار
یہ سامان یہ حُسن یہ کم سنی
وہ نوخاستہ نوعروسِ حسین
جمیلہ بہت کچھ حسین تھی ضرور
یہ انوار اُس مین یہ جلوہ کہان
مقابل ہین جسوقت آتا ہی ماہ
عجب انجمن ہی عجب نور ہی
نظر بھر کے کب دیکھ سکتا ہی چاند
مجسّم محبّت ہی جو بنظیر

حیا اُٹھ گئی نورِ ایمان گیا
نہ ہو گا کبھی پیشِ یزدان خجل
اُسی کو مدد ملتی ہی غیب سے
ہوا مین ہی خوشبوئے گیسوئے یار
بہت ڈھیر پھولونکے بھی آس پاس
جو دُونا کرے عضو کا حُسن و زیب
کہ جسپر محبت کے نقش و نگار
یہ خلوت یہ جوش اور یہ چاندنی
دیارِ محبّت کی مسند نشین
کہان سے وہ لاتی یہ عصمت کا نور
مہ و مہر کا فرق ہی درمیان
ٹھہرتی نہین اُسکے رُخ پر نگاہ
شبِ ماہ حیرت سے معمور ہی
کھڑا دور حیرت سے تکتا ہی چاند
سراپا وفا ہی وہ بدرِ منیر

شہ جو اعضا کا دونا کریں حسن و زیب

خوشی سے وہ کرتے ہین جب گفتگو
تو شیطان بھی کہتا ہی لا تقنطوا
جسے دے وہ قادر یہ عیشِ رغید
تو کیا گر سکے اُسکا دیو پلید
تبسّم ہین دونون کے جو نور ہی
حلاوت سے اُلفت کی معمور ہی
وہ ہر بات وحدت مین ڈوبی ہوئی
طبیعت سے گم اُنکی رنگِ دوئی
سرورِ جوانی بہارِ شباب
عنایاتِ حق سے بہم کامیاب
جو بایکدگر ہو گئے رازدان
تکلّف کا پردا نہین درمیان
کہا طیبہ نے کہ اے ذی وقار
ہوا عقد کا کیا سبب آشکار
پریشان تھے پردیس مین اسطرح
بہم دو مسافر ملے کس طرح
کہا اُسنے رویا کا وہ حال سب
کہ یہ عقد ہی حسبِ فرمانِ رب
تری مہر اب تک جو ثابت رہی
مدد تھی اُسی داورِ پاک کی
مگر ہو نہ اس غم سے تو ناصبور
کسوٹی پہ کستے ہین زر کو ضرور
بس مرگ کیا اُسپہ احسان ہوا
ترا باپ مقبولِ یزدان ہوا
بہت کم ہین ایسے خداوندِ راد
جنھین چاہے اسطرح وہ بے نیاز
کہا اُسنے بیشک وہ خلّاق ہی
عزیز و خداوندِ آفاق ہی
مرا باپ سرگرمِ طاعت رہا
شب و روز پابندِ سنّت رہا

عبادت جو کی تھی خداوند کی — نہ بھولا اُسے وہ پس مرگ بھی
نہ باقی رہی تھی یہان کوئی بات — تمھین حق نے بھیجا برائے نجات
بہت مجھ سے جیتا ہو وہ بیحیا — مری مان ہو لیکن اُسی پر فدا
ہو جب تک یہان اُس لعین کا قیام — تردّد کی جا ہو نہ مجھے لا کلام
کہا اُسنے ای دلبر دلستان — تردّد کا موقع نہین اب یہان
اُسی فرد کا یہ بھی احسان ہی — کہ حاکم یہان کا مسلمان ہی
بحکمِ رسولؐ و بحکمِ قدیر — وہ ہر طرح میرا ہی فرمان پذیر
خدا چاہتا ہی اگر ای حسین — بلاتا ہون مین کل اُسی کو یہین
سناتا ہون حکمِ رسالتؐ مآب — کریگا وہ تعمیل اُسکی شتاب
یہ حُسنِ عقیدت ہی مجھ سے اُسے — نہ پھیریگا مُنھ وہ کسی بات سے
یہ کہکر اُٹھا یا دوات و قلم — اُسی چاندنی مین کیا یہ رقم

فرمان

بِاسمِ العزیزِ الّذی لایزال — ہُو اللہ مُتکبرٌ ذُوالجلال
روانہ کیا جس نے محبوبؐ کو — جدا کر دے تا ہر بد و خوب کو
تھا محمود تجھ کو مسلکِ انبیاؑ — ابھی تک مگر دین کامل نہ تھا

نہ ناقص رہے تا کمالِ بشر
ہوئی ختم یہ شان محبوبؐ پر

وہ محبوبؐ محبوبِ ربِّ جہان
وہ محبوبؐ مطلوبِ کون و مکان

وہ محبوبِؐ کونین تاجِ رسُل
وہ محبوبِؐ عالم سراج السُّبل

وہ محبوبِؐ اعظم رسالت پناہ
وہ محبوبؐ جلوہ نمائے الٰہ

وہ محبوبؐ آئینۂ ذاتِ حق
وہ محبوبؐ عین الکراماتِ حق

وہ محبوبؐ جو مرکزِ ہر امید
وہ محبوبؐ دیدِ خدا جس کی دید

وہ محبوبؐ جو راحتِ ہر حزین
وہ محبوبؐ جو رحمتِ عالمین

وہ محبوبؐ سلطانِ طبل و علم
وہ محبوبؐ مختارِ سیف و قلم

علم مین جو نصرت کا انداز تھا
قلم مین فصاحت کا اعجاز تھا

قلم نے کیا دین کا بند و بست
کیا تیغ نے سر بلندون کو پست

فصاحت سخاوت شجاعت جلال
ہوئے جمع یکجا یہ سارے کمال

وہ محبوبؐ یکتا بشیرؐ و نذیر
خدا بے مثال اور وہ بے نظیر

فیا سیّدی السّلام علیک
سلام علیک و قلبی لدیک

خداوندِ وہّاب و ربِّ کریم
ہدایت پہ رکھے تجھے مستقیم

تو ممتاز شاہانِ عالم سے ہو
فروغِ شریعت ترے دم سے ہو

وہ پھر چاہے کیا اور فضلِ مجیب | جسے دین و دنیا ہوں دونوں نصیب
یہ لازم ہی تجھکو بھی ای شہریار | کہ خلقِ خدا کا رہے پاسدار
نہ چھوڑے طریقِ عدالت کبھی | نہ ٹھہرنے دے رسمِ ضلالت کبھی
کہوں کیا ہی در پردہ کیسا خلل | ہی تیری ضرورت نہ مجھے آجکل
بہت کام ایسے ہیں ای شہریار | وہاں سب ہیں بیکار جز پردہ دار
اگر ہی تجھے دعویٔ حُسنِ ظن | تو سن آکے پوشیدہ میرا سخن
جو خفیہ سیاست کرے تو شہا | تو پردہ نہو فاش اُس بات کا
جو اسوقت تو خوش کریگا مجھے | عوض اسکا دونگا بہت کچھ تجھے
بتا دونگا تجھکو وہ گنجِ نہان | کہ حیرت میں ہو جس سے چشمِ جہان
صِلہ بے عوض تجھکو دیتا نہیں | مگر سر پہ احسان لیتا نہیں
علاوہ برین ای عدالت مآب | ملیگا تجھے بھی بہت کچھ ثواب
خداوند ہی خود غیور و صمد | ضرورت نہ تھی جو کرے تو مدد
مگر حکمِ ظاہر ملا ہی تجھے | خبر دوں تجھے ہی یہ لازم مجھے
کئی سال سے ہیں بہ حکمِ خدا | تری وجہ سے ہوں وطن سے جدا
مگر درد و غم سے پریشان نہیں | خدا ساتھ ہی کچھ ہراسان نہیں

کہون کیا مین جانا ہی مجھکو کہان ۔ ہی پر اک سبب سے توقف یہان
اگر جلد طی ہو یہ منزل مری ۔ خدا اگر دے آسان مشکل مری
بلاتا ہون مین جو زِراہ خلوص ۔ سمجھتا ہون محرم تجھے بالخصوص
اگر میری خاطر ہی اللہ کو ۔ وہ خود آنکھ دیگا مرے شاہ کو
انھین کافرون سے جناب رسولؐ ۔ شب و روز رہتے تھے کیا کیا ملول
جو اصحابؓ بیعت مین داخل ہوے ۔ انھین مین منافق بھی شامل ہوے
مگر وحی سے وہ بتاتا رہا ۔ خدا ہر بلا سے بچاتا رہا
ضعیفون کو اُسنے کیا یون قوی ۔ اولوالعزم ایسا نہ تھا اک نبیؐ
وہی چند بیکس بحکم خدا ۔ ہوئے سارے عالم کے فرمانروا
سبب پر قادر ہی وہ بے مثال ۔ دلون کا بھی حاکم ہی وہ ذوالجلال
خدا ہی سے امید رکھے بشر ۔ اُسی کے ہی قبضہ مین فتح و ظفر
کوئی شی نہین اُسکے آگے محال ۔ کمالِ یقین رکھے گر ذوالجلال
خدا ان شریرون کو غارت کرے ۔ تعجب ہی یہ کیون نہ ابتک مرے
مری بد دعا اب بدلتی نہین ۔ جو دل سے نکلتی ہی ٹلتی نہین
بہر حال ای شاہِ گردن فراز ۔ ہمارا خداوند ہی کارساز

اگر اس مین کچھ بھی تامل ہوا
دعا ہو مری ای عدالت گزین
ترے ہاتھ سے بن پڑین ایسے کام
تو مردانِ عالم مین مشہور ہو
وہ خطِ طیبہ نے بھی لیکر پڑھا
کہا وہ ہی اس ملک کا پادشاہ
یہ سُن کر یہ بولا شہِ بینظیر
کئی بار دیکھا تھا اسنے یہ خواب
بچاتا ہی اسکو وہ آفات سے
ملا اسکو صحرا مین اک اہرمن
جو چاہا کہ تن سے کرے سر جدا
جو پھینکا اُسے بر سرِ کوہسار
ملی اُس بلا سے جو اُسکو نجات
گیا پار یو نہین بحکمِ خدا
تو اتر نے اُسکو دلایا یقین
سمجھ لے کہ قادر ہی کل پر خدا
رہے تجھپہ فضلِ خدائے مبین
کہ راضی ہون مین اور خدائے انام
محمدؐ کا محبوب و منظور ہو
نہ تسکین ہوئی تو مکرر پڑھا
بظاہر نہین آپ سے رسم وراہ
کہ ای شمع و رشکِ ماہِ منیر
کہ ہر کوئی مردِ جلالت مآب
نہین خوف کرتا کسی بات سے
چڑھا اسکے سینے پہ وہ تیغزن
تو پہونچا وہی پھر بحکمِ خدا
ہوا ریزہ ریزہ وہ تشکلِ غبار
گھسا قعرِ دریا مین وہ خوش صفات
مگر تارِ مو بھی کوئی تر نہ تھا
کوئی مردِ حق ہی یہ رحمت گزین

گیا وہ ہر اک مرد کامل کے پاس ہر آزاد درویش و جاہل کے پاس

ملا ہر بد و نیک سے بار بار نشان کچھ نہ اسکا ملا زینہار

مین اسوقت اسدرجہ بیزار تھا کہ باہر نکلنے مین بھی عار تھا

نہ آیا جو وہ گل نظر بزم مین بدل کر گیا بھیس ہر بزم مین

مین سنتا تھا ہر وقت یہ ماجرا مخاطب نہ ہوتا تھا سنکر ذرا

فنا ہین جو اللہ کی ذات مین نہین دخل دیتے کسی بات مین

جو پہونچے انھین حکمِ نشائے ذات تو ہوتے ہین پابندِ امر و صفات

غرض ایک شب کو مین بیرونِ شہر ٹہلنے کی خاطر گیا سوے نہر

ہوا سرد تھی چاندنی رات تھی وہ بھیگی ہوئی شب مین اک بات تھی

قریب ایک بجنے کے تھا ناگہان کہ بیشِ نظر آئے دو نوجوان

انھون نے کیا جھک کے مجھکو سلام لگے پوچھنے پھر نشان و مقام

مگر غور سے مین نے دیکھا جونہین تو دیکھا کہ ہی شاہِ تاج و نگین

کہا مین نے ہنسکر کہ ای کامران سزاوارِ تحسین ہی تو بے گمان

اٹھاتا ہی اس بھیس مین تو ملال کہ معلوم ہوتا رعایا کا حال

تو سلطان ہی پہچانتا ہون تجھے کئی سال سے جانتا ہون تجھے

کہا اُسنے حضرت ہی کی جستجو — پھراتی تھی ابتک مجھے کو بکو
کھلے جو بہم غنچہ ہائے ضمیر — ملے دل سے وہ صورتِ شہد و شیر
سنا کر پھر اُسنے وہ احوالِ خواب — کہا چلیئے میرے محل کو شتاب
مگر مین نے انکار ظاہر کیا — مصالح سے بھی اسکے ماہر کیا
بہم عہد و پیمان ہوئے استوار — کسی پر نہ یہ راز ہو آشکار
کہا مین نے ای خسروِ ذی شعور — بجورم خلایق سے ہون مین نفور
جو آنے کا ظاہر ہوا اہتمام — چلا جاؤنگا شہر سے لاکلام
اسی جا شب و روز ساکن ہو مین — دعا سے ہمیشہ معاون ہون مین
ضرورت پڑے جو کوئی ناگہان — یہی شخص ہو واسطہ درمیان
جو آنا ہو تو مطّلع کیجیے — مجھے پہلے ہی سے خبر دیجیے
کہ ہو جائے غیروں سے خالی مکان — اسی وضع سے آئیے پھر وہان
نہ جز شب کبھی خود ادھر آئیے — خجل پیش یزدان نہ فرمائیے
مین شہرت کا طالب نہین زینہار — نہ جب تک مجھے حکم دے کردگار
مجھے بھی رہیگا خیال حضور — بلاؤنگا عند الضّرورت ضرور
اسی طرح ای شاہِ عالی مقام — ملاقات ہوتی رہیگی مدام

غرض یہ کہ خفیہ بحکم الہ
کئی بار مجھ سے ملا ہو وہ شاہ
نہ ٹالے گا ہرگز مری بات کو
خدا چاہے تو آئے کل رات کو
یہ افسانے جس وقت طے ہو گئے
مسہری پہ دونوں وہین سو گئے

انتظام

پلا ساقیا جامِ حُسنِ نظام
کہ دنیا ہو خود عالمِ انتظام
نہ جز حق کسی سمت رغبت ہو جب
دلاتی ہین یہ نعمتین یادِ رب
زن و مال و فرزند ہون بیشمار
توکل کسی پر نہ ہو زینہار
کسی سمت انسان مائل نہ ہو
خداوند سے اپنے غافل نہو
وہ مَرد ہے کہ جو عینِ تقدیر ہو
عیان صورتِ حُسنِ تدبیر ہو
مظاہر نہوتے جو محبوبِ ذات
بکھرتے نہ رنگِ تعدد صفات
وہ مرد ہے کہ اسباب کو جان لون
علاجِ حوائج کو پہچان لون
یہ مانا نہ ہو کچھ ضرورت مجھے
ہو نفعِ خلائق پہ قدرت مجھے
ہین دنیا مین ایسے بہت اہلِ ناز
جو اپنی ضرورت سے ہین بے نیاز
وہ محتاجِ اغیار و طامع نہین
مگر دوسرے کو وہ نافع نہین
نہ دولت سے جب کا خدا گھر بھرے
وہ کیا دعویِ ترکِ دنیا کرے

خدا دے جسے جملہ سامانِ ناز
نہ ہو پھر کسی شی سے اُسکو نیاز

پھر اسپر خلائق کا ہمدرد ہو
وہ بیشک جہان مین جوانمرد ہو

جو صحرا و کہسار مین کاملین
ہوے جا کے تنہا عبادت گزین

وہ جو کچھ ہین اپنے لیے ہین فقط
نہین خلق کا اُن سے کچھ غم غلط

جو ہو با ہمہ بے ہمہ دہر مین
رہے جا کے چاہے وہ جس شہر مین

حضوری سے فائز ہوا جو حبیب
اُسے انجمن مین ہی خلوت نصیب

جو خلوت مین بھی ہو پریشان خیال
وہ روحِ مجرّد بنے کیا مجال

جسے مطمئن قلب حاصل ہوا
وہ اصحابِ خلوت مین داخل ہوا

بجا ایک سوتا ہی سارا جہان
مہ و نجم ہین دیدۂ پاسبان

بنی رات چادر بد و نیک کی
نہین کچھ خبر ایک کو ایک کی

دھوان اوس کا خوب چھایا ہوا
دماغِ ہوا مین سمایا ہوا

سرِ بام بیٹھا ہی پر شبنم بینظیر
بغل مین وہی رشکِ ماہِ منیر

طبیعت نہین ٹھنڈ سے گو نفور
ہوا سرد ہونے لگی ہی ضرور

کہا طیبہ نے کہ اے ذی نشان
نہ آیا ابھی تک وہ شاہِ جہان

کہا خط ملا ہی مجھے شام کو
مگر چھوڑ دیگا وہ ہر کام کو

ٹھنی ہو یہی خاطر شاہ مین ... مین ہون وقف اللہ کی راہ مین

بڑا حافظ العہد ہو وہ سخی ... نہ بھولے گا وعدے کو اپنے کبھی

اسی گفتگو مین ہین دونون قمر ... کسی نے وہ کھڑکائی زنجیر در

اتر کر گیا جلد جو بے نظیر ... تو دیکھا کہ ہی خسرو شیر گیر

گلیم سیہ مین نہفتہ وہ شاہ ... کہ ابرِ سیہ مین فروزندہ ماہ

اسی دم اُسے لے گیا بام پر ... چھپی ایک حجرے مین وہ سیمبر

فواکہ ہین موجود جو کچھ وہان ... وہ دونون نے باہم کیے نوشجان

ہوا مطمئن جو شہِ نیکدل ... چراغِ تکلّم ہوا مشتعل

کہا شاہ نے پھر کہ ای حق نشان ... پڑی آپ پر کیا مصیبت یہان

جو خادم کو اپنے کیا یاد آج ... بجالاؤن جو کچھ ہو ارشاد آج

کہا اُسنے ای خسرو سلطین ... ترا پاسبان ہو خدائے امین

تو گو رشکِ جمشید و کاؤس ہی ... فقیرون سے اسدرجہ مانوس ہی

غریبون کو خاطر مین لاتا ہی کون ... امارت مین یہ درد اُٹھاتا ہی کون

خدا گنج و حکمت تجھے اور دے ... جو مانگے وہ تجھکو بہر طور دے

مرا خواب یہ ہی مرا حال یہ ... ان اہل ولایت کے اعمال یہ

نہ معلوم نکلا ہون کیون گھر سے مین — یہان گھر گیا حکمِ داور سے مین
نشان پھر دیا اک بڑے گنج کا — کہا اجر ہی یہ بحکمِ خدا
اگر مان لیگا تو میرا سخن — محافظ ترا ہوگا وہ ذوالمنن
نہان دل مین رکھنا یہ رازِ نہان — کہ عبرت کے قابل ہی یہ داستان
کہا طیبہ سے بیان کر تو حال — مگر دور ہو تیرا رنج و ملال
یہ افسانے جسدم سُنے شاہ نے — کیا اُسکو آمادہ اللہ نے
کہا رو کے ای مرشدِ عالمین — یہانتک ہوے بدعتی یہ لعین
مرا واقعہ ہی یہ کل رات کا — سرِ مو نہین فرق اک بات کا
مناسب سمجھیے جو کچھ انتظام — ہو در پردہ اس امر کا اہتمام
جو کچھ اس مین امداد درکار ہی — یہ خادم رفاقت کو تیار ہی
مری جان بھی جائے اسمین مگر — ہو تعمیلِ ارشادِ خیرُ البشر
نہانی جو کچھ مشورہ ہوگیا — نہ جانا کسی نے اُسے جز خدا
سوِ خانہ راہی ہوا بادشاہ — طلبگارِ تائید و فضلِ الٰہ
نہ ہو راز کی تا کسی کو خبر — سبب اُسنے پیدا کیے ڈھونڈھکر
غرض حسبِ دلخواہ کل انتظام — کئی ماہ مین ہوگیا لاکلام

ہوئے حکمِ ربّ سے جو غم سے رہا	ہوئے سب وہ مصروفِ شکرِ خدا

جذب

پلا ساقیا راحِ فوز المبین	رأیتُ النجومَ ولی ساجدین
ترے حکم سے جو گرون چاہ مین	ہون محبوب تیری درگاہ مین
ترا جذبِ روحی ہیامی رہے	کنوئین مین بھی یوسفؑ گرامی رہے
اگر کھوٹے درمون کو بیچے مجھے	تو کیا غم کہ ہی کل یہ قدرت تجھے
غلامی مین یوسفؑ کو پالے اگر	کرے کشورِ مصر کا تاجور
اثر دے اگر قلبِ بیتاب مین	زلیخا کو تڑپاوے تو خواب مین
نہ ہو آتشِ شوق جو مشتعل	تو کھینچے تجھے کس طرح جذبِ دل
مشیّت سے تیری جو ہو ممتحن	ہو رشکِ مہ چاردہ پیر زن
کرے خیر کو شر تو شر کو صلاح	تو حاکم ہی سب کچھ ہی تجھکو مباح
کرے حسن ذم کو تو کیا ریب ہی	جسے تو کہے عیب وہ عیب ہی
سمائے نہ جب کچھ بھی اوہام مین	کوئی دخل دے کیا ترے کام مین
خداوند غالب ہی ناصر ہی تو	غرض یہ کہ ہر شی پہ قادر ہی تو
تو پھر کس لیے رنجِ ماضی رہے	بشر تیری مرضی پہ راضی رہے

رضا پر تری کوئی رکھدے جو سر
تو رکھتا ہو تو اُسکی ہر دم خبر

بجے تین شب کو سحر ہو قریب
ہو فارغ تہجد سے ہر خوش نصیب

پہر رات سے کم ہو باقی ابھی
مگر دھوم ہو آمدِ صبح کی

فلک پر ہو جلوہ رخِ یار کا
ستارون مین عالم ہو انوار کا

نہ سوتا تھا اسوقت گو بینظیر
مگر نیند آہی گئی ناگزیر

تو دیکھا نجوم و مہ و آفتاب
جھکے سجدے ہین اسکے آگے شتاب

کھلی آنکھ اُسکی جو یہ دیکھکر
ہوا ایک شب پھر وہ نہین بیخبر

تو دیکھا فلک پر چمکتا ہو ماہ
قریب اُسکے تارے بحکمِ الٰہ

دبیر اور ترکِ فلک مشتری
ہوے جمع قدرت سے اللہ کی

یہ تینون ٹہلتے ہین پیشِ قمر
فرحناک و مسرور با یکدگر

کوئی کہہ رہا ہو جو آبر ہو ما:
جو ہو کشورِ حُسن و عصمت کی شاد

یہ تینون ستارے ہین فرزند نیک
کہ ہر ایک سے بڑھکے خوبی مین ایک

نہ معلوم غافل ہو کیون بینظیر
تجسس ہو زیبا بحکمِ قدیر

جو چونکا وہ دلدادہ وقتِ سحر
نہین اُسکے قابو مین قلب و جگر

سحابِ الم قلب پر چھا گیا
اُٹھا درد سینے مین گھبرا گیا

جو ام کتا گیا دل دمِ سرد سے
پڑھی یہ غزل جوش مین درد سے

غزل

یہ بسمل ہون کس بےخبر کے لیے
تڑپتی ہین آہین اثر کے لیے

غذا بن گیا ہی ترا درد و غم
یہ دل کے لیے وہ جگر کے لیے

کبھی تو ہونگا تری گزرِ راہ
جو نکلا ہون گھر سے سفر کے لیے

شب و روز کھاتا ہی چکر فلک
خدا جانے کس فتنہ گر کے لیے

بڑھا وصل سے اور بھی سوزِ عشق
یہ رونا رہا عمر بھر کے لیے

ترے زورِ قدرت کے قربان ہون
بشر جی سے جائے بشر کے لیے

تڑپتے ہین کب سے سرِ راہ ہم
تری ایک ترچھی نظر کے لیے

نہین پھر کے آتا کوئی نامہ بر
وہان کسکو بھیجون خبر کے لیے

دمِ واپسین کیا بلاؤن تجھے
مین کیون طول دون مختصر کے لیے

ہوا اللہ تون مین تری گزرِ راہ
یہ سر تھا اسی رہگزر کے لیے

ہو کیا فکر اس غم مین اے بےنظیر
ادھر کے لیے یا اُدھر کے لیے

یونہین چھڑ رہا ہی اسے بار بار
طبیعت ہی بیچین دل بیقرار

وہین دل پہ القا ہوا برمحل
اگر ہو چکا ہی یہ حکمِ ازل

تو کیون حسنِ ظاہر کا عاشق ہون — خداوند کے آگے فاسق ہون

خدا پر اگر قلب ہو مطمئن — تو کیون بیقراری ہو یہ راتدن

طلب پر جو خامی کا آتا نہ داغ — تو اس جستجو سے بھی ہوتا فراغ

ہوا ہے مجھے تجربون سے یقین — کہ سب کچھ ہے دنیا مگر کچھ نہین

جو حق کی طرف ہو رخِ آرزو — تو لیلا کو مجنون کی ہو جستجو

مشیت مین اُسکی جو طے ہو چکا — یقینا وہ ہوگا بحکمِ خدا

تو پھر کس لیے اُسکے طالب نہین — متاعِ مقدر کے کاسب نہین

مگر طے کرون دشتِ خوف و رجا — ہوتا کوشش وسعی کا حق ادا

اجازت

پلا ساقیا بادۂ دردِ دل — کہ عاشق نہ ہوگا کبھی مضمحل

دیے جا وہی ساغرِ راحِ روح — کہ ہو ساغرِ دل بھی عین الفتوح

چھلکتا ہوا دے وہ جامِ شراب — کہ پیدا ہو پیری مین جوشِ شباب

ہون گو تازہ وارد نہین کوئی غیر — اُدھر بھی کوئی جام مستونکی خیر

جھکاتا نہین کیون تو ہیم سے مجھے — سمجھتا نہین کیا تو محرم سے مجھے

کوئی بات مستی سے خالی نہین — طبیعت مگر لاابالی نہین

ازل سے ہی گو بادہ نوشی شعار | مین بدمست ہوتا نہین زینہار

کبھی خُم سے کم مین چڑھاتا نہین | مگر نشّہ مین بڑھ بڑھاتا نہین

مرے ظرف کی تا خبر ہو تجھے | ترا حوصلہ دیکھنا ہی مجھے

پلا جام اخلاص بے اشتباہ | ذمائم پہ میرے نہ کر تو نگاہ

مین گو سب سے بدتر ہون پر خوب ہون | ازل ہی سے محبوبِ محبوب ہون

وہ احسان شاہِ خوش انجام کا | ذریعہ ہوا دل کے آرام کا

نہ کیون وصف ہو اللہ کے کام کی | کہ اس مین حمیت ہو اسلام کی

یہ ملجائے دین مرجعِ مؤمنان | شب و روز اسلام کا پاسبان

حرم مین مدینے مین بغداد مین | دعاگو ہین سب آپ کی یاد مین

کہین ہون زمانے مین اربابِ دین | وہ اس خوانِ نعمت کے ہین ریزہ چین

مشائخ فقیر اہلِ علم و ہنر | ہزارون اسی در سے ہین بہرہ ور

سلاطین گو اس سے عاری نہین | پر ایسی کہین خیر جاری نہین

شجاعت مین شیر افگن و شیر دل | سخاوت مین حاتم صفت سیر دل

خداوندِ عالم کا یہ حق شناس | شب و روز سرگرم حمد و سپاس

خود می یا بلحاظِ من و تو نہین | شیاطین کا اس پہ قابو نہین

بزرگانِ دین سے اسے ساز و باز / ادب اسکی طینت مین دل مین نیاز
کریم و جوانمرد و روشن خیال / جمیل و خردمند و صاحب جلال
نظر ہو بسیط اسکی ہر راز مین / غرض فرد ہو اپنے انداز مین
الٰہی یہ سلطانِ عالی مقام / رہے پیروِ شرعِ خیر الانام
عطا کر وفادار میر و وزیر / نہو دام اہلِ غرض مین اسیر
ہر اک چشم بد سے بچانا اِسے / جگہ آنکھ مین دے زمانا اِسے
مشیر اِسکے دل سے بہی خواہ ہون / رفیق اِسکے سارے حق آگاہ ہون
الٰہی اسے حُسنِ تمیز دے / جو محبوب ہو تجھکو وہ چیز دے
ہر اک عزم مین اپنے ہو کامیاب / رہین اِسکے فتح و ظفر ہمرکاب
مدام اسپہ انعام باری رہے / خلائق مین فیض اسکا جاری رہے
ملے صدقِ بوبکرؓ و شانِ عمرؓ / ملے زہدِ الیاسؑ و عمرِ خضرؑ
ملے حلمِ عثمانؓ و زورِ علیؓ / ملے گنجِ توحید و عشقِ نبیؐ
غرض ہر عمل اسکا مرغوب ہو / یہ سلطانِ عالم کا محبوب ہو
جو اس سلطنت پر خدا سے ڈرے / نہ کیون فخر اسلام اُسپر کرے
یہ صاحب یقین صاحبِ عز و جاہ / شب و روز پابندِ حکمِ الٰہ

حقائق شناس و حق اندیش ہی — لباس شہی مین یہ درویش ہی

مرے ساتھ ہی جو یہ حسن نیاز — ہی یہ سب عطائے خداوند راز

الٰہی یہ سلطان بحقِ کرام — رہے دینِ خالص کا حامی مدام

چلی توپ بجنے لگا وہ گجر — ہوے نغمہ زن طائرانِ سحر

مؤذن نے ہمراہِ ناقوسِ دیر — کہا اَلصَّلوٰۃُ مِنَ النَّوْمِ خَیر

مذاہب کے پابند اہلِ صفا — اُٹھے محوِ تمجید و حمدِ خدا

اُٹھی طیبہ ہمرہِ بےنظیر — ثنا خوانِ الطافِ ربِ قدیر

ہوا حرف زن وہ شہِ ارجمند — ازل سے ہی اک شکل خاطر پسند

مجھے رات دن ہی اُسی کی طلب — ہوا راہ مین پر یہ فرمانِ رب

اسی فرد کی رحمتِ خاص سے — ہوئی اُسکی تعمیل اخلاص سے

کوئی تجھ سے بڑھ کر ہو کیا باوفا — کہ شاہد ہو عصمت کا جسکی خدا

نہ عاشق ہو نمین کیون تری چاہ کا — عطیہ ہی تو خاص اللہ کا

کہانتک کرون مین سپاسِ کریم — دیا جسنے مجھکو یہ فوز العظیم

نہ ہوتا طلب مین جو نقصان کچھ — نہ ہوتا مین غم سے پریشان کچھ

خدا نے بھی چاہا جو ای رشکِ حور — ارادے کو پورا کرونگا ضرور

نہ آؤنگا جب تک مین ای گلعذار
رہیگا یہ سلطان خدمتگزار

خوشی سے اجازت مجھے دیجیے
جو منظور ہو عہد وہ لیجیے

جمیلہ سے وہ سن چکی تھی جو حال
یہ سمجھی کہ رکنا ہے اسکا محال

کہا سنگ چھاتی پہ دھر لیگا کون
خوشی سے اجازت تمھین دیگا کون

خواتینِ باعصمت و باحیا
سمجھتی ہین شوہر کو بعدِ خدا

نہین تم سے پیاری مجھے کوئی شے
تمھین جب نہو پھر تو کیا لطف ہے

ابھی سے دمِ ہجر بھرتے ہو کیون
مجھے زندہ در گور کرتے ہو کیون

ملے کب خدا جانے وہ مہ جبین
مین تڑپون یہان تا دمِ واپسین

کہا مجھ کو مہلت دو اک سال کی
یہی حد ہے اس جہد و اشکال کی

یقیناً ہوا تھا مجھے یہ خطاب
ملے بعد اسکے جواہر شتاب

مجھے کامیابی کی ہے سب خبر
کہ ٹلتا نہین حکمِ خیر البشر

یہ سنکر اُسے ہو گیا یہ یقین
کہ لاریب جلد آئیگا یہ حسین

کہا مجھکو پہلے یہ پیمان دو
مرے سامنے سر پہ قرآن لو

کہ جب تک نہ پہونچے تو میرے حضور
رہونگا نہ مین وصلِ جواہر سے دور

کہا ہی ابھی سے جو یہ بند و بست
سمجھتی ہو کیا مجھکو شہوت پرست

خدا ہی تمھارے مرے درمیان | کہ ہرگز نہ آئیگا اسکا گمان
اگر تم نہ سمجھوگی اسکو مباح | کرونگا نہ مین تا قیامت نکاح
ضرورت نہین کچھ پرائے رشک حور | مجھے بات رکھنا ہی اپنی ضرور
نہ قائم رہے جس بشر کا خیال | کسی وضع مین اُسکو نہوگا کمال
خدا سے شب و روز ڈرتی رہو | وفا اور عصمت پہ مرتی رہو
اگر ہی مرا حکم حکم خدا | جمیلہ کو ہرگز نہ کرنا جدا
جمیلہ کی مان اور گل ظفر کا گھر | رفیقانِ صادق ہین ای سیمبر
یہ خادم رہے میرے نزدیک و دور | عوض اسکا دونگا انھین مین ضرور
نہین جانتے یہ فریب و دغا | نہین انکی طینت مین کچھ جز وفا
رہے انکا ہر دم لحاظ و ادب | مری جا سمجھنا جمیلہ کو اب
کسی وقت اسنے نہ منھ موڑنا | نہ میرے رفیقون کا دل توڑنا
نہ کرنا کسی فکر سے دل ملول | جو سلطان بھیجے وہ کرنا قبول
یکایک ضرورت ہو کوئی اگر | اُسی وقت سلطان کو دینا خبر
یہان چھوڑتا ہون مین جتنے رفیق | رہو اُنپہ تم مثلِ مادر شفیق
کہا اُسنے سب دل سے مرغوب ہی | کہ پیارے کی ہر چیز محبوب ہی

نہ معلوم جانا پڑے کتنی دور — رہین ساتھ دو چار خادم ضرور
کہا اُس نے مولا مرے ساتھ ہی — کہ دستِ خدا ہین مرا ہاتھ ہی
نہین عشق مین حاجتِ سیم و زر — مگر دے خدا جذبِ دل مین اثر
کرین عاجزی ہم خدا کے حضور — کہ زیبا اُسی کو ہی کبر و غرور
جسے چاہے شیدا بنائے وہی — جسے چاہے لیلا بنائے وہی
غرض ہو چکا جب یہ سب انتظام — روانہ ہوا خسروِ نیکنام

امر

پلا ساقیا بادۂ بے نظیر — ملی ہو جو اہرسی بدرِ منیر
ہو وہ دختِ رزاب مری غمگسار — ہو آغاز جوبن کا جسکے اُبھار
طبیعت کو وہ گدگداتی رہے — امنگون پہ خاطر کو لاتی رہے
وہ گلرو ہوئی کیون حرم مین مقیم — یہ قصہ لکھون مین بطرزِ سلیم
بہت طول ہی مختصر کچھ لکھون — کہان تک لکھونگا مگر کچھ لکھون
دکھادون اوامر سے مین جنگِ عشق — مین بھر دون شریعت مین بھی رنگِ عشق
ہر اک لفظ مین جوشِ میخانہ ہو — صریرِ قلم شورِ مستانہ ہو
یہان عقل و ادراک ہو سب فضول — رکھین مجھکو معذور اہلِ عقول

کرے لاکھ کوئی تمنائے عشق
من اللہ ہوتا ہی سودائے عشق

مین یہ راز ظاہر نہ کرتا کبھی
یہ قصہ نہ ہرگز ابھرتا کبھی

مگر حکم سے تیرے مجبور ہون
نہین تو ابھی مین بہت دور ہون

شریعت کا پابند ہون اس طرح
صفت ذات سے وصل ہو جس طرح

بظاہر مجھے عشق سے کام کیا
مجھے کیا خبر بادہ کیا جام کیا

بہت پاک ہی قادرِ ذوالجلال
ہمین جسنے دونون بخشا کمال

ہراک تشنہ اس در کا محتاج ہی
طبیعت مری بحرِ موّاج ہی

ملا ظرفِ عالی کو لیکن یہ اوج
کہ ہر وقت قابو مین رہتی ہی موج

مرا جوشِ دل کوئی پاتا نہین
تموج کے قابو مین آتا نہین

سلوک اسقدر سب پہ غالب ہوا
کہ ہر سالک و رند طالب ہوا

مگر یہ صحیفہ ہی مخصوصِ عشق
ہراک شعر اسکا ہی منصوصِ عشق

قوافی مین ایطا بھی ہو جو کہین
تو حسنِ مضامین لبھائے وہین

مجھے حکم ہی پورا قصہ لکھون
محبت مین گزری ہی کیا کیا لکھون

تکلّم کی حالت تھی گونا گزیر
مگر لطف دیتی ہی غائب ضمیر

رہے تاکہ در پردۂ حسنِ کلام
ضمیرین لکھین اسمین غائب تمام

حیلہ

اُٹھا ساقیا جامِ صہبائے ناب
کہانتک پھرون دشتِ غم مین خراب

پلا ساغرِ عشق وہ بے مثال
کہ ٹپکے لگا ہونسے رنگِ جلال

بنا نشۂ مے کو وجہِ سرور
ہی دنیا مین درکار حیلہ ضرور

گیا شمس جو تا بہ نصف النہار
بنی سطحِ بحرِ روان شعلہ زار

ہوئے دھوپ سے گرم دشت و جبال
دکھانے لگا مہرِ تابان جلال

صف آرا شعاعون کا لشکر ہوا
درختون کا سایہ برابر ہوا

سنو حال اب شاہِ آفاق کا
بڑھا حوصلہ چشمِ مشتاق کا

چلا جارہا ہی اُٹھائے قدم
نہین کچھ رفیقونکے چھٹنے کا غم

گیا ہوگا کچھ دور شاہِ جہان
یکایک ملا دشتِ مازندران

وہ صحرا پر از ہول وخوف وخطر
کفِ دست میدان آیا نظر

نہ پانی کہ تازہ ہو جانِ حزین
نہ سایہ کہ دم لے مسافر کہین

نہ جانے کا رستہ نہ جائے قیام
جدھر دیکھو سُنسان جنگل تمام

تھکا جو وہ شاہنشہِ نامدار
ہوا خستگی سے بہت بیقرار

نظر آئی جو شکلِ بیچارگی
زمین پر گیا بیٹھ یکبارگی

کہ اتنے مین مانندِ نخلِ کہن   دکھائی دیا شہ کو اک اہرمن

وہ غول بیابان اُسے دیکھکر   یہ سمجھا دیا حق نے حلوائے تر

بڑھا کھول کر منھ سوئے پادشاہ   مگر ملتے ہی اُس حزین سے نگاہ

جلالِ محبت اثر کر گیا   وہ ہستی سے اپنی سفر کر گیا

گرا ہوکے بیخود وہین خاک پر   یہ دیکھا تو اُٹھا شہِ دادگر

زراہِ ترحم زراہِ کرم   کیا پڑھ کے اُسوقت کچھ اُسپہ دم

اُسے ہوش آیا تو پروانہ وار   ہوا اُس چراغِ کرم پر نثار

چڑھا کر اُسے دوش پر ناگہان   ہوا دشت سے شکلِ صرصر روان

گیا ہو ذرہی دور وہ باوفا   کہ دیوون کا لشکر نمایان ہوا

پیادہ ہوئے سب اُسے دیکھکر   تو سمجھا وہ شاہنشہِ دادگر

کہ بیشک یہ دیوون کا سردار ہی   مری دوستی کے سزاوار ہی

بہت کام نکلین گے اس سے یہان   اسی فکر مین ہی شہِ دوجہان

کہ اُس دیو نے آن کی آن مین   اُتارا اُسے لاکے ایوان مین

ہوا گرم سامانِ عیش ونشاط   بڑھانے لگا دمبدم ارتباط

کہا شہ نے تو کون ہی کیا ہی نام   کہا اُس نے اے شاہِ عالی مقام

ہمین ہون دیو حیلہ مرا نام ہو ‌ ‌ ‌ حفاظت یہان کی مرا کام ہی
ہین جتنے یہ باشندۂ دیو سار ‌ ‌ ‌ تنومند مانندِ نخلِ چنار
مرے زیرِ فرمان ہین اے شاہِ دین ‌ ‌ ‌ کسی بات مین عذر انکو نہین
یہان کوہ پیکر ہی رہتے ہین سب ‌ ‌ ‌ اسی سے ہمین دیو کہتے ہین سب
گیا تھا سو دشتِ بہرِ شکار ‌ ‌ ‌ ہوا آپ سے راستے مین دوچار
مگر جب سے مین اس تحیّر مین ہون ‌ ‌ ‌ گرفتار بندِ تفکّر مین ہون
کہ کیا اس سفر کا بہانا ہوا ‌ ‌ ‌ یہان آپ کا کیونکر آنا ہوا
سنائی اُسے شہ نے کل داستان ‌ ‌ ‌ کیا رازِ پوشیدہ سارا عیان
یہ سب کہہ چکا جو شہِ خوش نہاد ‌ ‌ ‌ گرا اُسکے قدمون پہ وہ دیوزاد
اُٹھا کر سر اُسکا شہنشاہ نے ‌ ‌ ‌ گلے سے لگایا بڑے پیار سے
کہا اُسنے ہون سخت نادم حضور ‌ ‌ ‌ مجھے سمجھین پر اپنا خادم حضور
محبت کا دل سے خریدار ہون ‌ ‌ ‌ اشارے پہ مرنے کو تیار ہون
ہون جسدم جہان آپ جلوہ فروش ‌ ‌ ‌ ہی خدمت کو حاضر یہ حلقہ بگوش
یہ کہکر کیا یاد خاصہ شتاب ‌ ‌ ‌ چُنا پیشِ سلطانِ عالی جناب
شہِ دوجہان نے تناول کیا ‌ ‌ ‌ اُلش اپنا سب کو تبرک دیا

رہا کچھ دنوں جو وہاں وہ امیر ہوئے مرد و زن سارے فرمان پذیر

بلا کر یہ حیلہ سے اک دن کہا کہ اس سرزمین پر بہت مین رہا

ارادہ ہی چندے سفر کیجیے کہین چل کے کچھ دن بسر کیجیے

یہ سُن کر بہت عذر اُسنے کیے نہ مانا کوئی شاہِ آفاق نے

کہا اُسنے ای شاہِ میر و وزیر بہر حال ہون مین تو فرمان پذیر

کہین آج شب بھر بسر کیجیے دمِ صبح عزمِ سفر کیجیے

یہان سے ہی نزدیک اک ملک قاف بہت پر فضا ہی بہت پاک و صاف

وہان کے ہین انسان جیسے حسین کہین ایسے دنیا مین ہوتے نہین

کہ وہ جا رجبیہ کا ہی ملکِ سرد پری عورتین ہین پری زاد مرد

نہین مفلسی کا بھی نام و نشان جواہر پری ہی وہان حکمران

غضب شوخ و آفت ہی فتنہ شریر نہین حُسن مین کوئی اُسکا نظیر

وہان کی بھی کچھ سیر فرمایئے جہان چاہیے جی بھر وہان جایئے

پھرین آپ کاندھے پہ میرے سوار مین ہر وقت ہر جا ہون خدمتگزار

کہا شہ نے بہتر ہی یہ بھی سہی
وہین چل کے دیکھین ذرا دل لگی

مُلکِ قاف

صبوحی پلا ساقیا زود تر | کہ ہے عینِ مستی مین عزمِ سفر
وہ مے دے کہ گو مستِ صہبا رہون | جو بہکون بھی تو راہ پر آ رہون
اُٹھا جامِ زر دور کر یہ حجاب | سراپا بنا مجھکو روحِ شراب
شبِ مہ کی ٹھنڈھی ہوئین گرمیان | شعاعین دکھانے لگین شوخیان
دمِ صبح سیندور اُڑانے لگا | چراغِ کواکب بجھانے لگا
اُٹھانے لگا مہرِ تابان نقاب | تجلّی مین چھپنے لگا ماہتاب
زمانے پہ چھایا جو رنگِ سحر | وہان سے کیا شہ نے عزمِ سفر
اُڑا لیکے وہ دیوِ مازندران | ہوا پانچوین روز داخل وہان
نظر آیا اک شہرِ مینو سرشت | سوادِ اُسکا رشکِ ریاضِ بہشت
ٹہلتی ہے بادِ بہاری کہین | پہاڑون سے چشمے ہین جاری کہین
کہین لالہ خودرو کہین ارغوان | کہین سنبلِ تر کہین زعفران
غرض ہر طرف وادی و مرغزار | درختانِ سرسبز تازہ بہار
جو یہ عالمِ لطف آیا نظر | تو اُترا وہین وہ شہِ نامور
ہوئی محوِ نظّارہ چشمِ حباب | بڑھی بہرِ پابوس ہر موجِ آب

لبِ جو تہِ نخل وہ بیٹھ کر — لگا دیکھنے جانبِ بحر و بر

کہین اُڑتے ہین ڈالیون پر پرند — کہین سبزہ پر دوڑتے ہین چرند

لگا ہونے اُسکی یہ چھایا اثر — کہ تسخیر ہر سو ہوئی جلوہ گر

پھنسے دامِ اُلفت مین سب وحش و دام — غزالانِ صحرا ہوئے اُسکے رام

نکل کر سرِ ریگ بیتاب سی — تڑپنے لگی ماہیِ آب بھی

بہت سیر سے دل کو فرحت ہوئی — ہم آغوشِ خاطر مسرّت ہوئی

اسی طرح وہ شاہِ عالی مقام — رہا گرمِ نظّارہ تا وقتِ شام

جوہر

پلا ساقیا مَے ترے دم کی خیر — کہ ہستی مین ہو ملکِ خوبان کی سیر

اُٹھا جام کر زود تر کامیاب — نہین تو کہان پھر یہ عہدِ شباب

مَےِ وصل سے کر مجھے بے خبر — قریب آگئی شامِ غفلت نگر

شفق کی وہ سرخی ہوئی آشکار — سُنہرا ہوا قلۂ کوہسار

لگا کرنے حل آسمان زعفران — بسنتی ہوئی سطحِ آبِ روان

کنارِ فلک آگیا آفتاب — روانی سے رُکنے لگی موجِ آب

یہ دیکھا تو سلطانِ عالی گہر — بڑھا جانبِ شہر مثلِ نظر

ہوا چوک کی سمت پہلے گزار
تو دیکھا برنگ عروس بہار

جپ و راست آراستہ ہر دکان
ٹہلتے ہین سرمست کیا کیا جوان

عماید بھی کچھ شہر کے ذی وقار
چلے جا رہے ہین فٹن پر سوار

بہت گل رخون کو بٹھائے ہوے
وہ جاتے ہین وگنٹ اڑائے ہوے

وہ نازک مسین جنکی عالم مین دھوم
ہی ان سب کا اس پارک مین کیا ہجوم

وہ پھولون کی کلغی لگائے ہوے
نزاکت سے چابک اٹھائے ہوے

نظر آتی ہی شان حسن آفرین
ہوا کھانے نکلے ہین کیا کیا حسین

کھڑے ہین وہ مالی ادھر بیشمار
لیے کامنی اور سیوتی کے ہار

وہ پھولونکے گجرے مہکتے ہوے
گلونکے گلے مین چمکتے ہوے

چلے آتے ہین وہ ہزارون نگار
مرے لوٹتی ہی نظر بار بار

تماشائیون کا ہی یہ ازدحام
کہ چھلتے ہین کاندھونسے کاندھے تمام

حسینون کا جھرمٹ جدھر دیکھیے
نظر کو یہ حیرت کدھر دیکھیے

بسا عطر مین یہ ہر اک کا لباس
معطر ہو جس سے دماغ قیاس

یکایک تفرج کنان وہ جری
گیا سوئے قصر جواہر پری

جھروکے سے تھی وہ تماشا کنان
پڑی اس جوان پر نظر ناگہان

تو دیکھا کہ رشکِ مہ و آفتاب ہے اک نوجوان مستِ حسنِ شباب
نئی وضع ہے طرفہ انداز ہے ہر اک گام پر فتنہ پرداز ہے
بنائے ہوئے جوگیون کا وہ بھیس نہ معلوم چھوڑے ہے کیون اپنا دیس
فقیری مین بھی ہے عجب عزّ و جاہ مقرّر کسی ملک کا ہے یہ شاہ
ہے گو گرد ہین روشنی رخ کی مانند چھپا ہے کہین خاک ڈالے سے چاند
بلا کی ہے چھل بل غضب کی امنگ نگاہین لگاتی ہین دل پر خدنگ
یہ دیکھا تو رخصت ہوئے صبر و ہوش گری کھا کے غش وہ بتِ خود فروش
انیسون جلیسون نے اٹھکر شتاب سونگھایا اسے عطر چھڑکا گلاب
اسے ہوش آیا تو بے اختیار ہوئی کھینچ کر ایک آہ اشکبار
گھٹے صبر و تسکین بڑھا دردِ دل ہوئی کثرتِ گریہ سے مضمحل
کھٹکنے لگا سینے مین خارِ غم چبھا دل مین پیکانِ تیرِ الم
ستانے لگا خود بخود اضطراب ہوا کارگر عشقِ خانہ خراب
ہوئی اسکے ملنے کی حسرت کمال لگا چٹکیان لینے شوقِ وصال
تھی ایک اسکی ہمراز گوہر پری الگ کرکے اسکو یہ کہنے لگی
کہ اس نوجوان نے تو مارا مجھے ملا اس سے جلدی خدارا مجھے

نہ لائیگی اُسکو تو مر جاؤن گی — تڑپ کر مین جی سے گزر جاؤنگی

عوض اسکے دونگی زر و ملک و مال — کرونگی تجھے ہر طرح سے نہال

وہ کہنے لگی خیر جاتی ہون مین — جو آتا ہی تو ساتھ لاتی ہون مین

مگر لاابالی ہی وہ نوجوان — مین کیونکر کہون آئیگا خود یہان

چلی وہ پری زاد محشر خرام — ادب سے کیا جاکے اُسکو سلام

کہا شاہ جی کیونکر آئے یہان — کہان جائیے گا ہی آسن کہان

تکلّف نہ ہو تو ذرا آئیے — وہان تک قدم رنجہ فرمائیے

نظر آتا ہی جو محل سامنے — سجا ہی اُسے خوب خدّام نے

یہی آرزو ہی کہ اب وہ مکان — بنے فیضِ مقدم سے رشکِ جنان

کہا شہ نے چل دور ہو اے پری — کسی اور سے جاکے کر دل لگی

فقیرون کو کیا اہلِ دنیا سے کام — ہی ایسی تو اصنع کو میرا سلام

کہا اُسنے اے مالکِ دوسرا — ہو اِس بات سے یہ مرا مدّعا

جھروکے مین تھی شاہزادی ابھی — نظر آپ پر اُسکی ناگہ پڑی

سمجھکر مسافر یہ مجھ سے کہا — کہ تو شاہ صاحب کو جا جلد لا

وہ آئین تو ہو سرفرازی ہمین — کہ واجب ہی مہمان نوازی ہمین

مرے گھر مین ہون جو وہ رونق فزا | یہ غم خانہ بن جائے عشرت سرا
فقیرون سے ہی اسکو اُلفت بہت | ہی واللہ مشتاق خدمت بہت
کہا اُس جوان نے کہ او بیسوا | خوشامد سے مجھکو لبھاتی ہی کیا
کہان شاہزادی وہ رشکِ سمن | کہان مین مسافر غریب الوطن
پریشان دلی ہین کہان یہ حواس | کہ بیٹھون مین جاکر کسی گل کے پاس
نہین اُسکے ملنے کی پروا مجھے | اگر وہ ہی مشتاق تو کیا مجھے
کسی سے غرض مجھکو اصلا نہین | مگر دل نہ ٹوٹے کسی کا کہین
اگر واقعی دل سے یہ بات ہی | کہ منظور اُسکو ملاقات ہی
تو خود آکے مل جائے مجھسے یہان | نہین دم مین وہ گل کہان مین کہان
مسافر فقیر اور دل بے قرار | پھر ایسون کے رہنے کا کیا اعتبار
طبیعت کا ایا جدھر پاؤنگا | یونہین سیر کرتا چلا جاؤنگا
یہ سُنکر ہوئی دنگ وہ حیلہ جو | کہا جاکے اُس سے کہ ای شمع رو
نہین تجھکو یہ ناز امیری مین بھی | بہت دور ہی وہ فقیری مین بھی
مین کہتی تھی تجھ سے نہ آئیگا وہ | مجھے جھٹکیون مین اُڑائیگا وہ
کہا تھا یہ گو فکر انجام نے | وہی بات آئی مگر سامنے

سخن معجزہ سحر گفتار ہی | مگر ایک ہی شوخ و عیّار ہی
ہین واری گئی جانے دے یہ خیال | ہو ایسے کے ہاتھو سے جینا محال
نہین میرے کہنے کا اُسکو یقین | تجھی کو بلاتا ہے ظالم وہین
کہا اُسنے جو ہونی ہو اب سو ہو | نہین تاب لیکن دلِ زار کو
پرکھتی نہین بات کھوٹی کھری | ذرا دل ہین اپنے سمجھ اے پری
فقیر ایسے ہوتے ہین نازک مزاج | ہی بیشک کوئی صاحبِ تخت و تاج
وہ آتا نہین تو مین خود جاؤنگی | اُسے دل ہین بٹھلا کے لے آؤنگی
یہ کہکر مکان سے بحالِ تباہ | اُٹھی یک بیک صورتِ دودِ آہ
وہ گوہر کو لے کر روانہ ہوئی | قدمبوسِ شاہِ زمانہ ہوئی
ہوئی پائون پر رکھ کے سر اشکبار | یہ کی عرض اے مایۂ افتخار
یہ کیون آپ کو مجھسے وحشت ہوئی | یہ کیون کفش خانہ سے نفرت ہوئی
یہ سچ ہی ہین خدمت کے قابل نہین | کسی طرح صحبت کے قابل نہین
مگر آپ کو تو کرم چاہیے | غریبونکا بھی درد و غم چاہیے
کہان ایسے ہم لونڈیونکے نصیب | کہ اُلفت سے بٹھلائین حضرت قریب
ہی پر یہ ہوس بن کے خدمتگزار | کرین دولت و دین و دل سب نثار

یہ سن کر ہنسا خسرو بے نظیر — کہا اس سے ہم تو ہین مرد فقیر

دیا چھوڑا اپنا ہی جب تخت و تاج — تو پھر کیا کسی کی ہمین احتیاج

کہا آپ اب فخر آفاق ہین — سلاطین آفاق مشتاق ہین

خدا رکھے ہین آپ کو بے غرض — نہین دوستی دشمنی سے غرض

مجھے تو ہی اپنی محبت سے کام — کہ بے عشق ہی زندگانی حرام

ضرور آپ کو گھر مین لیجاؤنگی — نہین منھ کسی کو نہ دکھلاؤنگی

کوئی اور صورت نکالونگی مین — منگا کر ابھی زہر کھالونگی مین

خدا نے کیا آپ پر یہ کرم — نہ رکھیئے روا عاجزون پر ستم

یہ مانا کیا مجھکو خانہ خراب — خدا کو بھی دینا ہی اکدن جواب

کہا شہ نے اس سے غرض کچھ نہین — ہین پر بندۂ عشق ہم ای حسین

ترے دل مین ہی درد و سوز و گداز — نہین تجھ سے کچھ اب ہمین احتراز

جسے ہم سے الفت ہو وہ خوب ہی — محبت کی گالی بھی مرغوب ہی

جواہر یہ بولی کہ گو ہون کنیز — ہون خادمہ کب مجھے یہ تمیز

مگر آپ بندہ نوازی کرین — مرے درد کی چارہ سازی کرین

ہون رونق فزا چل کے ایوان مین — کرین سیر خوبان پرستان مین

یہ سن کر اُٹھا وہ شہِ خوش نہاد ۔ چلا صورتِ موجِ بادِ مراد
پری قاف کی دیو مازندران ۔ ادب سے ہوئے ساتھ اُسکے روان
اسی طرح وہ سب کی سب آن مین ۔ ہوے جلوہ گر آکے ایوان مین
غرض دیکھتا بھالتا ہر مکان ۔ سرِ بام پہونچا وہ شاہِ جہان
تو دیکھا کہ وہ صاف ہے اسقدر ۔ نگاہین پھسلتی ہین دیوار پر
کنول جھاڑ فانوس ہانڈی گلاس ۔ ہراک وضع کے آئینے بیقیاس
لگے ہین قرینے سے سب جابجا ۔ جنان کی طرح سارا کمرہ سجا
چڑھین بتّیان مشک و کافور کی ۔ تجلّی ہر اک شمع مین نور کی
نبتّ منقّش در و بام سب ۔ مہیّا ہر اک سازِ عیش و طرب
تکلّف کے اسباب پہلے ہی سے ۔ زیادہ ضرورت سے موجود تھے
جو شہ کو پسند آگیا وہ مکان ۔ اُسی جا کیا خاصہ بھی نوشِ جان
وہین دیر تک گرم صحبت رہی ۔ بہم رسمِ حرف و حکایت رہی
فراغت ہوئی جشنِ راحت سے جب ۔ ذرا دیر کو سو رہے سب کے سب

نقشِ سلیمان

پلا ساقیا جامِ فرحت اثر ۔ کہ اٹھلا رہی ہے نسیمِ سحر

بنا مجھ کو دوست کر دل کو شاد — دکھا نشہ مین سیرِ باغِ مراد
اُٹھا بے جھجک ساغرِ لالہ فام — مئے وصل سے کر مجھے شادکام
جو راہی ہوا کاروانِ نجوم — ہوئی آمدِ مہرِ تابان کی دھوم
شفق مین چمکنے لگی وہ کرن — سنہری ہوئی سقفِ چرخِ کہن
ملی روشنی مہر کے جام کو — اندھیرا نہ باقی رہا نام کو
جو ماہرو اُٹھی بسترِ ناز سے — جگایا اُسے حسنِ انداز سے
حوائج سے فارغ ہوا جب وہ شاہ — تو کہنے لگی اُس سے وہ رشکِ ماہ
ہے نقشِ سلیمان یہان ایک باغ — کہ رضوان کا جس سے ہو تازہ دماغ
کھلے ہین ہزارون طرح کے گلاب — وہان اور پھولون کا پھر کیا حساب
چہکتے ہین کیا بلبلِ خوش نوا — سہانا یہی وقت ہے سیر کا
کہا شہ نے بہتر ہے چلیے ابھی — وہین چل کے بہلائین کچھ دیر جی
یہ کہکر اُٹھے دونون وہ بامراد — چلے جانبِ باغِ مینو سواد
ابھی ہین وہ گو کچھ گلستان سے دور — لگا کھینچنے دل کو لحنِ طیور
جو پہونچا درِ باغ تک وہ نگار — قدم لینے دوڑی نسیمِ بہار
دعائین لگے دینے برگِ چمن — گئی لوٹ پائون پہ شاخِ سمن

ہرا فرش سبزہ بچھانے لگا | قدم سر پہ جادہ اُٹھانے لگا
پھرے گرد آ آکے مرغِ ہوا | بلائین لگی لینے موجِ صبا
روش خاکساری دکھانے لگی | کہین نرگس آنکھین بچھانے لگی
پڑھا دیکھ کر بلبلون نے درود | ہلانے لگی مورچھل شاخِ عود
خوشی سے شگفتہ ہوا رنگِ گل | بڑھی عطردان لیکے خوشبوئے گل
جُھکا کر سرِ گیسوے پُرشکن | لگا جھاڑنے سنبلِ تر چمن
بچھانے لگی صبح کافورِ ناب | چھڑکنے لگی شبنمِ گل گلاب
بڑھا پیشوائی کو جوشِ نمو | چلی رکھ کے سر خاک پر آبجو
جُھکی شاخِ گل رسمِ تسلیم کو | اُٹھے سرو و شمشاد تعظیم کو
زرِ گل کیا باغبان نے نثار | تصدّق ہوئی نوعروسِ بہار
کھلے پھول وہ آئے جو متّصل | دیے غنچۂ ناشگفتہ نے دل
جما خوب گلشن مین دربارِ عیش | دیا نذر قدرت نے گلزارِ عیش
ترقّی ہوئی وصل کے جوش مین | اڑی بوے گل لیکے آغوش مین
ہوے دونون جسدم وہان جلوہ گر | قرانِ مہ و مہر آیا نظر
بجا ہو وہان ایک نغمہ نفیس | ہوے جا کے دونون وہین ہم جلیس

جو دیکھا ہی آراستہ وہ مکان — تو کہنے لگا اُس سے شاہِ جہان
رہینگے یہین آج ہم رات بھر — چلینگے سوِ خانہ وقتِ سحر
اسی کے رہے مشورے تا بہ شام — کٹی عیش و عشرت مین وہ شب تمام
ہوا طبعِ شہ کو جو منظور یہ — ہوا آخرِ کار دستور یہ
کہ ہر روز وہ شام سے تا سحر — اُسی بنگلے مین رات کرتے بسر
مگر وہ پری غم سے گھُلنے لگی — چھپانے سے بات اور کھُلنے لگی
لگی کھانے وہ شعلہ رو پیچ و تاب — بڑھا قرب سے اور بھی اضطراب
طبیعت تو قابو سے جاتی رہی — بناوٹ سے لیکن چھپاتی رہی

ہدایت

پلا بادہ ای ساقیِ عشقِ یار — کہ دنیا کا سب ہیچ ہی کاروبار
لگا جام زر منھ سے میرے شتاب — ہون فرزند پیرِ مغان مین خراب
اُٹھا وہ صراحی جو ہادی بنے — ندائے ازل کی منادی بنے
اندھیرا آگیا غرب مین شام کا — ہوا دَور ابِ بدر کے جام کا
وہ مہتاب سے پھول جھڑنے لگے — زبرجد پہ الماس جڑنے لگے
شب ماہ جلوہ دکھانے لگی — زمانے پہ حیرت سی چھانے لگی

لبِ جو نظر آئی اک بارگاہ — فلک قدر کیوان حشم عرش جاہ

منقش سراپردہ سبزفام — جواہر نگار و مطلا تمام

لبِ جو ہی سروِ چراغان کا باغ — کنارے کنارے منور چراغ

فروزان ہین مہتابیان اسقدر — کہ غالب ہی نور اُنکا مہتاب پر

وہ لہرون مین عکسِ تجلی کی ضو — لرزتی ہوئی وہ چراغون کی لو

ہوائی کا گردون پہ وہ چھوٹنا — کرن کا وہ مہتاب کی پھوٹنا

وہ چرخی کا چرخ اور بانون کا توڑ — وہ جھاڑون کا چکر وہ دریا کا موڑ

وہ ہتھ پھول فرشی وہ فرشی انار — وہ ہر رنگ کی پھلجھڑی کی بہار

یہ سب فرشِ پاکیزہ پر خندہ زن — کھلے چاندنی پر چمن کے چمن

مصالحہ

مسالا بھرا اُن مین وہ گلفشان — دھوئین کا نہین نام کو بھی نشان

ابھی تک چمکتے ہین گل جابجا — ذرا بھی نہ چادر کو دھبہ لگا

غبارے وہ ڈوبے ہوئے سربسر — ستارے بنے دیکھیے چرخ پر

ہوا پر کھلا خوب تارونکا باغ — پٹاخونکے قلعون پہ چمکے چراغ

پریزاد گل چہرہ و رشکِ حور — ادب سے کھڑے ہین قریب اور دور

جواہر نے کی بزم آراستہ — بلائے حسینانِ نوخاستہ

رہا لطفِ صحبت بہت دیر تک — جما رنگِ عشرت بہت دیر تک
گئی نصف شب اتنے مین ناگہان — ہوا مائلِ خواب شاہِ جہان
قدم رکھتے ہی بسترِ ناز پر — ہوا نشۂ خواب سے بے خبر
تو کیا دیکھتا ہی بحکمِ قدیر — ضیا بخشِ بالین ہی مہرِ منیر
جگاتا ہی جذبِ دلی سے مجھے — اُٹھاتا ہی آہستگی سے مجھے
لیا گود مین خوب سا کر کے پیار — دعا دی ابد تک رہے کامگار
کہا پھر کہ ای عاشقِ بینظیر — رہیگا پرستان ہی مین اسیر
شب و روز تو عیش و عشرت مین ہی — مجھے بھول کر خوابِ غفلت مین ہی
اگر وصل منظور ہی اُٹھ شتاب — کہ ہو روضۂ قدس مین کامیاب
چلا جا یہان سے سوِ راست تو — یہ سب یاد رکھ بے کم و کاست تو
گئی ہی وہ شہرِ ہدایت کو راہ — ملینگے وہان پر حبیبِ الٰہ
وہ محبوبِ حق اور رحمت لقب — اُنھین کے ہین قبضے مین یہ ملک سب
ادب سے وہان عرض کر تو یہ بات — کہ دکھلائیے مجھکو بابِ نجات
مجسّم ہین رحمت وہ فخرِ جہان — بڑھائینگے تیرا بہت عزّ و شان
گمان سے بھی زائد تجھے دینگے وہ — تجھے اپنا محبوب کر لینگے وہ

دکھا دینگے تجھکو وہ بابِ نجات
کرینگے عطا حاصلِ کائنات
شتاب اُٹھ کہ غفلت کے یہ دن نہین
رہائی بغیر اُنکے ممکن نہین
نکل کر اُسی باب سے ہو روان
ہی پھر دوسری منزل ای کاروان
وہان راہ مین کچھ بکھیڑا نہین
کسی طرح کا پھر جھمیلا نہین
یہ سنتے ہی چشم اُسکی وا ہوگئی
وہ ساری کدورت ہوا ہوگئی
مئِ شوق مین تازہ جوش آگیا
اُسے عینِ غفلت مین ہوش آگیا
کسی کی محبت نہ باقی رہی
کسی کی رعایت نہ باقی رہی
کسی طرح کا پھر نہ آیا خیال
ہوا خود بخود دور رنج و ملال
نہ پھر ریب کی طمطراقی رہی
فقط یاد و تصدیق باقی رہی
ہوئی روح پاکیزہ مسرور دل
بنا سر بسر لمعۂ نورِ دل
تجلی ہوئی چہرے پر جلوہ گر
چمکنے لگی برق بن کر نظر
وہ تن صاف آئینہ سان ہوگیا
ازل کا وہ جلوہ عیان ہوگیا
ٹپکنے لگا ہر سخن سے اثر
بنا عیب بھی ایک اعلی ہنر
اُسے دمبدم بڑھ گئی فکرِ مہر
کوئی دم نہ گذرا بجز ذکرِ مہر
حیاتِ ابد سے ہوا کامران
میسر ہوئی راحتِ جاودان

اُسی گل کی بس یاد رہنے لگی — طبیعت بہت شاد رہنے لگی

اُسی وقت پہونچا جواہر کے پاس — پڑی تھی وہ کمرے میں اپنے اُداس

تو دیکھا کہ اشکوں سے تکیے ہیں تر — تڑپتی ہی وہ فرشِ کمخواب پر

لبوں پر صدا آہ وزاری کی ہی — وہ تصویر سی بیقراری کی ہی

شکایت ہی کچھ بختِ ناکام کی — تمنّا ہی وصلِ دلآرام کی

کسی کو بٹھائے ہوے روبرو — تصوّر میں کرتی ہی کچھ گفتگو

مزا دردِ اُلفت کا چکھّے ہوے — کلیجے پہ وہ ہاتھ رکھّے ہوے

یہ کہتی ہی ای میرے ربُّ العُلی — یہ بیٹھے بٹھائے مجھے کیا ہوا

اجل دیکھ کر مجھکو شرما گئی — میں اس سخت جانی سے گھبرا گئی

کسی کو قلق کیوں گزرنے لگا — وہ بے رحم کیوں رحم کرنے لگا

اِسی دھن میں بیخود ہوئی اسقدر — کہ آنے سے اُسکے نہیں کچھ خبر

قریب آکے اُس دم شہِ بےنظیر — پکارا کہ ای تازہ غم کی اسیر

یہ غفلت ہی کیسی ذرا ہوش کر — ہمارا ہی اس شہر سے اب سفر

نہ آئینگے اب بارِ دیگر یہاں — خدا جانے کل تو کہاں ہم کہاں

پڑی جب یہ کانوں میں اُسکے صدا — تو اُٹھ بیٹھی گھبرا کے وہ مہ لقا

تعجب سے حسرت سے کر کے نظر
لجائی بہت پہلے وہ دیکھ کر

نہ اشکون کا لیکن تسلسل گیا
کہا آج پردہ مرا کھل گیا

تپ عشق دشمن ہوئی جان کی
رہی آرزو اب نہ ارمان کی

مجھے ذبح کر ڈالیے آئیے
تو پھر جس طرف چاہیے جائیے

کہا اُسنے کیا کوئی جلاّد ہون
نہ قاتل نہ مین ظلم بنیاد ہون

نہ سوداز دہ ہون نہ اہلِ جنون
کسی کا مین کیون خون گردن پہ لون

مگر ہی ذرا دیر کا ماجرا
جسے دیکھ کر مین ابھی جاگ اُٹھا

سنایا اُسے قصۂ خواب سب
کہا اس سے مجبور ہون مین بھی اب

کسی سمت اب قلب جھکتا نہین
ترے روکنے سے مین رُکتا نہین

کہا اُسنے بہتر بہت خوب ہی
مجھے بھی یہی بات مرغوب ہی

مگر ساتھ سے منھ نہ موڑونگی مین
کسی دم رفاقت نہ چھوڑونگی مین

کہا شاہ نے یہ بھی ممکن نہین
ابھی کچھ دنون صبر کر تو یہین

وہان جا کے مقصد جو پاؤنگا مین
تجھے حسبِ موقع بلالونگا مین

نہین تو کسی طرح ای خوش نصیب
چلی آنا خود سوے ملکِ حبیب

بتاتا ہون تجھکو نشان و مقام
اسے دل سے تو یاد رکھنا مدام

فراق جواہر

اُٹھا ساقیا جام کر بے خبر / کہ قطعِ علائق پہ باندھون کمر

کہانتک یہ غفلت ذرا سی ہی بات / سُونگھا ساغرِ گل ہین بوے حیات

پلا جلد مے ہین پریشان حواس / کہ جی لیتی ہی باسی پھولونکی باس

وہ پھولی شفق رات آخر ہوئی / صفا صبحِ صادق کی ظاہر ہوئی

فلک بسترِ شب اُٹھانے لگا / قمر چاندنی لے کے جانے لگا

سیاہی گئی جانبِ زنگبار / ہوئی روشنی شرق سے آشکار

رسالہ ستارون کا چلتا ہوا / اُٹھا مہر وہ آنکھ ملتا ہوا

روانہ ہوا خسروِ بے نظیر / ہوئی سخت مضطر وہ بدرِ منیر

بن آیا نہ کچھ کام تدبیر سے / بگڑنے لگی بات تقدیر سے

کہا شہ نے حیلہ سے تو رہ یہان / مین ہوتا ہون منزل کو تنہا روان

جواہر مرے بعد گھبرائیگی / تجھے ساتھ لیکر چلی آئیگی

اُٹھا کچھ دنون تو رفاقت سے ہاتھ / خدا چاہے تو پھر نہ چھوٹے گا ساتھ

یہ کہکر جواہر سے کہنے لگا / رہے تیرا ہر دم نگہبان خدا

رہیگا ہمین پاس تیرا ضرور / سمجھنا نہ دل سے کبھی اپنے دور

وہ بیتاب اُٹھ اُٹھ کے گرنے لگی
نظر بن کے گرد اُسکے پھرنے لگی

مرادین ہم آغوش ہونے لگین
نگاہین گلے مل کے رونے لگین

اشارون مین حسرت نے کی گفتگو
دعا بن کے رخصت ہوئی آرزو

چلا وہ تو مانندِ روحِ روان
غمِ نامرادی رہا میہمان

نظر سے جو غائب ہوا وہ امیر
ہوئی سخت محزون وہ غم کی اسیر

جدھر جاتے دیکھا تھا اُس ماہ کو
وہ حسرت سے دیکھا کی اُس راہ کو

اُٹھا درد جی سنسنانے لگا
تڑپ کر جگر منھ کو آنے لگا

بڑھین شدتین غم کی بیداد کی
گھٹی تاب تکلیفِ فریاد کی

زمین تر ہوئی اشکِ خونناب سے
ہوا دم خفا جانِ بیتاب سے

بڑھا ضبطِ فریاد سے سازِ دل
خموشی بنی نغمہ پردازِ دل

چبھونے لگا دردِ دل نیشتر
لگی لوٹنے بسترِ یاس پر

تڑپ دل کی بیچین کرنے لگی
وہ رو رو کے جی سے گزرنے لگی

تصور مین ہونے لگی ہمکنار
سکوتِ سخن بن گیا رازدار

رخِ زرد پر اشک بہنے لگے
لبِ خشک کچھ اور کہنے لگے

غمِ دل نے برہم کیا سازِ عیش
ہوئین حسرتین رخنہ اندازِ عیش

امنگین دکھانے لگین شوخیان
ہوس دل مین لینے لگی چٹکیان

چھری بن کے ہر سانس چلنے لگی
تمنا کلیجے کو ملنے لگی

چبھی پھانس غم کی دلِ زار مین
بھرے اشک بھی چشمِ خونبار مین

جلانے لگا شعلۂ آرزو
ہوا خشک سارے بدن کا لہو

ہوا دل مین خارِ الم رخنہ گر
کیا ناوکِ غم نے چھلنی جگر

بڑھا ہجر مین ناتوانی کا زور
جھکانے لگی حسرتِ وصل گور

نفس زیست سے تنگ آنے لگا
اُسے نام سے ننگ آنے لگا

ڈرا نالہ آتے ہوے تا زبان
رہا دل مین گھُٹ گھُٹ کے شوقِ فغان

غم و درد نے قلب مین راہ کی
اجازت نہ دی شرم نے آہ کی

بڑھی ضبط سے اور دل کی اُمنگ
لگی ہونے یاس و تمنّا مین جنگ

کیا صرصرِ غم نے جی کو نڈھال
لگا جھلملانے چراغِ جمال

کھُلی رُخ پہ چھایا خزان کا اثر
اُڑا رنگ چہرے کا بن کر خبر

قلق دل مین کرنے لگا انتظام
بنا حسرت آباد سینہ تمام

مسرّت گئی واشدِ دل کے ساتھ
چلی روح بھی نبضِ بسمل کے ساتھ

فراقِ صنم ہوش کھونے لگا
سرشکِ الم جی ڈبونے لگا

ہوئی زرد مانند برگِ خزان | بنی سوکھ کر ریشۂ زعفران
دلِ زار ہاتھوں سے جانے لگا | طبیعت کو صبر آزمانے لگا
بہت دیدۂ تر نے تدبیر کی | بجھی پر سرِ مو نہ دل کی لگی
وہ چہلیں مٹیں خاطرِ زار کی | بنی جان پر اُس دل افگار کی
ہوئی فرقتِ یارِ جانی سے تنگ | کیا شوق نے زندگانی سے تنگ
گلا دل ہی مین دم چرانے لگا | کلیجہ غمِ یار کھانے لگا
شب و روز گزرا جو رنج و ملال | بنی بدر سے گھٹ کے وہ مہ ہلال
کھُرچنے لگا دشنۂ غم جگر | بہانے لگی لختِ دل چشمِ تر
دل و جان سے ربطِ تمنّا بڑھا | ہم آغوشیون کا تقاضا بڑھا
بڑھا رفتہ رفتہ جو شوقِ وصال | طبیعت لگی رہنے ہر دم نڈھال
جلانے لگا دل کو سوزِ فراق | بھڑکنے لگا شعلۂ اشتیاق
شرر تھا جو آنسو ٹپکنے لگا | کلیجہ حرارت سے پکنے لگا
ہوئی گرم چھاتی تبِ ذوق سے | جگر بھن گیا آتشِ شوق سے
یہ کہنے لگی کب تک آفت سہون | مصیبت سہی ہو تو مصیبت سہون
جنون طاقتِ ضبط کھونے لگا | نو تحش سے کچھ ساز ہونے لگا

وہ مجبور آخر ہوئی درد سے
بڑھی گرمجوشی دمِ سرد سے

ادا اسکی چاہت جتانے لگی
نگاہون مین اک بات آنے لگی

بنے اشکِ گلرنگ غمازِ دل
دکھانے لگین چتونین رازِ دل

طبیعت تپِ غم سے گرنے لگی
ہنسی لب تک آ آکے پھرنے لگی

ہوئین آہ کی دل مین بلیّارِیان
اُڑین آتشِ غم کی چنگاریان

تپِ غم سے دن رات جلنے لگی
دھوان بن کے حسرت نکلنے لگی

بنا تارِ شعلہ ہر اک تارِ مو
سراپا بنی شعلۂ آرزو

ستمگر رہی جوشِ سودا بڑھی
گریبان دری کی تمنّا بڑھی

ہوئی نام راحت سے وحشت اُسے
بڑھی زیب و زینت سے نفرت اُسے

سیہ زلف اک اژدہا ہوگئی
اُسے کنگھی چوٹی بلا ہوگئی

بگڑنے لگی مانگ سے بیدریغ
یہ سمجھی کہ سر پر کھنچی ہے یہ تیغ

کشاکش ہوئی جو غمِ یار سے
اُلجھنے لگی زلفِ خمدار سے

سیہ چوٹی ناگن سی ڈسنے لگی
شبِ غم کسوٹی پہ کسنے لگی

نہ وہ مانگ پٹیان نہ آرائشین
نہ مشاطہ سے ٹیڑھی فرمائشین

بنین حلقۂ دامِ غم بالیان
چبھی گو نج مانندِ نوکِ سنان

گرین پھول جھمکے لہو مین تھے غرق — تڑپنے لگین بجلیان شکلِ برق

نہ پتہ نہ بالا نہ بالی رہی — طبیعت مگر لاابالی رہی

نہ جھومر مین باقی رہی وہ جھلک — نہ افشان مین وہ پیشتر سی چمک

شبِ غم مین یون خاک اُڑاتی رہی — کہ ضَو چاند تارون کی جاتی رہی

نہ ابرو مین کس بل نہ آنکھون مین خواب — نہ یہ سرمہ آگین نہ وہ وسمہ تاب

نہ وہ پردہ داری حیا کی رہی — وہ شوخی نہ بانکی ادا کی رہی

شرارت گئی اگلی چتون کے ساتھ — رہی بیکسی چشمِ پُرفن کے ساتھ

نہ عشوہ نہ وہ سحر کاری رہی — نگاہون پہ حیرت سی طاری رہی

تپِ غم سے وہ زرد ایسی ہوئی — کہ رنگت گلابی بسنتی ہوئی

نہ ہر وقت آئینہ پیشِ نظر — نہ اب رنگ و روغن وہ رخسار پر

نگاہون سے جاتا رہا وہ حجاب — چھپی گرد مین تابِ رخ کی نقاب

نہ مِسّی کا لب پر جمانا کبھی — نہ بھولے سے بھی پان کھانا کبھی

نہ وہ خالِ ابرو کی آرائشین — نہ وہ حُسنِ صورت کی زیبائشین

گلے ملنے کا جو بڑھا حوصلا — لگا گھوٹنے طوق اُسکا گلا

ہوئی زار اس درجہ وہ دل جلی — کہ چمپا کلی سے بڑھی بے کلی

نہ وہ موتیون کی لڑی تابدار | گلے کا بنے اشک گلرنگ ہار
بہت دست و پا ناتوان ہو گئے | سُبک زیور اُسپر گران ہو گئے
نہ اب وہ نکھرنا نہ اب وہ سنگار | نہ کپڑے بدلنا وہ اب بار بار
نہ اب وہ نہانا نہ دھونا اُسے | بس اشکون سے انچل بھگونا اُسے
نہ اُٹھنا وہ گیسو سنوارے ہوئے | نہ چلنا وہ سینہ اُبھارے ہوئے
نہ اٹکھیلیون سے ٹہلنا رہا | نہ تلوون سے وہ دل کا ملنا رہا
ہوئی ضعف سے ایسی زار و نزار | کہ آبِ روان بھی ہوا اُسپہ بار
بڑھا اسقدر زورِ کم طاقتی | کہ آنچل سنبھالے نہ سنبھلا کبھی
تصوّر کو جانا کہ ٹٹّی کی آڑ | دوپٹّے کے سائے کو سمجھی پہاڑ
نہ وہ دل لگی اب نہ وہ قہقہے | نہ وہ عیش و عشرت کے چرچے رہے
کیا غم نے مسدود وہ بابِ عیش | کیے ترک اُسنے سب اسبابِ عیش
اُسی باغ مین جا کے رہنے لگی | اکیلی غم و درد سہنے لگی
کہین کا نہ آنا نہ جانا رہا | فقط نازکی کا بہانا رہا
کوئی شے نہ دولت بظاہر رہی | مگر نام کو وہ جواہر رہی
جو گوہر نے دیکھا یہ سامانِ غم | گئی پاس اُسکے وہ محوِ الم

کہا ای جواہر تجھے کیا ہوا
ابھی سے جدائی مین سودا ہوا

زبان آشنائے خموشی ہی کیون
لگاہون کی حیرت فروشی ہی کیون

کہین اور کچھ بات پیدا نہ ہو
خدا کے لیے مفت رسوا نہ ہو

نہ ناموس پر حرف آئے کوئی
نہ چتون سے کچھ تاڑ جائے کوئی

یہ سُن کر دیا کچھ نہ اُسنے جواب
یہ پڑھنے لگی پر بچشمِ پُر آب

غزل

غمِ دل مین اتنا اثر بھی نہین
مین بسمل ہون اُنکو خبر بھی نہین

مجھے کھائے جاتا ہی یہ کسکا غم
ابھی دل نہ تھا اب جگر بھی نہین

جو کچھ دن رہا جوشِ سودا یہی
تو پھر دیکھ لینا کہ سر بھی نہین

بنایا مجھے غم نے تصویرِ یاس
اُنھین رحم اس حال پر بھی نہین

کہانتک سنوگے مری داستان
نہین طول تو مختصر بھی نہین

ہوئی اُنکے آنے سے یاس اسقدر
کہ اب جانبِ در نظر بھی نہین

زمانے مین معشوق ای بےنظیر
ستاتے ہین پر اسقدر بھی نہین

یہ پڑھ پڑھ کے روتی رہی زار زار
یہ دیکھا تو گوہر ہوئی بیقرار

کہا تجھپہ صدقے مین سو جان سے
جو کرنا ہو اب کر وہ اعلان سے

مجھے حکم دے تو ابھی جاؤن مین
اسے ڈھونڈھکر ساتھ لے آؤن مین

رفاقت کو حیلہ بھی موجود ہی
بہر نوع یہ فال مسعود ہی

پہونچ جائین تا یوم حج لاکلام
کہ معلوم ہی سب نشان و مقام

مگر اے رفیقانِ ہمت شعار
کسی پر نہ یہ راز ہو آشکار

غرض ختم جب یہ فسانے ہوے
وہ لیٹے بھی دل مین ٹھانے ہوے

پھر رات گزرے وہ سارے حزین
روانہ ہوے جانبِ شاہِ دین

راہزن

پلا ساقیا اب وہ جام عقیق
کہ سہنا نہ ہو رشکِ بیت العتیق

شتاب اٹھ فلک کا ستایا ہون آج
بہت پھر پھرا کر مین آیا ہون آج

لگا نے مرے منھ سے تو خم کے خم
تو بتاؤن کیونکر ہوے ہوش گم

ملے وقت دونون گیا دن گزر
گلابی مصلا بچھا چرخ پر

گھلے سر لرزتے ہوئے بیٹھ کے
نمازِ شہیدان پڑھی مہر نے

گیا سجدے مین آفتابِ منیر
شعاعون نے پھیر اسلام اخیر

نمازی جو مسجد سے چلتے ہوے
چلے گھر کی جانب ٹہلتے ہوے

ملا راہ مین اک غریب الوطن
سراپا مصیبت سراپا محن

گریبان دریدہ شکستہ لباس — گلِ رخ مین لیکن سیادت کی باس
چبھے خار تلوون مین زخمی بدن — پھٹا ہر طرف شکلِ گل پیرہن
جمی گرد چہرے پہ تن پر غبار — سفر کے مصائب سے زار و نزار
جنون سے حواس اُسکے دمساز سب — نگاہون مین وحشت کے انداز سب
ہوے جمع لوگ اُسکو جو دیکھ کر — وہ تکنے لگا اجنبی سا اُدھر
کسی نے کہا ہی جو یہ بے سکون — خدا جانے کب سے ہی اسکو جنون
کوئی بولا ہی کوئی مرد نجیب — پڑی اسکو کوئی آفت ہوا یہ غریب
ہوا حرف زن کوئی یہ کچھ نہین — کسی کا ہی شیدا یہ اندوہگین
بھبھوت اپنے تن پر رمائے ہوے — فقیرون کی صورت بنائے ہوے
تلاشِ دلارام مین سینہ چاک — شب و روز اُڑاتا ہی شہرونکی خاک
پریشان بالون سے ہی آشکار — ہی مُرغِ دل اسکا کسی کا شکار
یہ کہتی ہی چتون کہ بیمار ہی — کسی کی محبت کا آزار ہی
اشارہ ہی تیور کا ای اہل دید — کسی تیغِ ابرو کا ہی یہ شہید
دکھاتے ہین یہ دیدۂ انتظار — نگاہین ہین مشتاقِ دیدارِ یار
رُخِ زرد کے رنگ سے ہی عیان — تپِ عشق نے کر دیا ناتوان

لبِ خشک کی ہی ہوس آشکار
کہ چوسین لبِ لعلِ نوشینِ یار

کفن کا سرِ دوش اظہار رہی
کہ ہر وقت مرنے کو طیّار رہی

یہ کہتی ہی گردِ رہِ جستجو
ملی خاک مین مل کے یہ آبرو

ہوا اشکِ گلرنگ سے یہ عیان
ہین مژگان غمِ ہجر سے خونچکان

نگاہون کی حیرت سے ہی آشکار
یہ ہی آئینہ دارِ حُسنِ نگار

یہ سینہ کے داغون سے ظاہر ہوا
کہ گُل کھا کے اُلفت سے ماہر ہوا

نہین اور اس لاغری کا سبب
کسی کے ہی ہوئے میان کی طلب

یہ گرد اور یہ خستگی ہی گواہ
کہ آیا ہی چل کر مہینون کی راہ

یہی ذکر کرتے تھے برنا و پیر
اُدھر ہو کے نکلا یہ لو اک شریر

وہ چلتا ہوا سانپ اک ہاتھ مین
شیاطین بھی ایک دو ساتھ مین

وہ پگڑی ہری سر گُھٹائے ہوے
مشائخ کی صورت بنائے ہوے

عمامہ کے اندر کلہ پُر شکن
ہری گھانس کے نیچے جیسے لگن

وہ ریشِ مقطّع گھنی بے گمان
کوئی خس کی ٹٹی ہی یا سائبان

وہ کہہ کہہ گے یا حق تڑپنا اُسے
تذبذب کے مالے کو جپنا اُسے

اُسے فکرِ تلبیس مین گھوسنا
وہ نیچی نگاہین مگر جھومنا

وہ احسان فراموش ناحق شناس — تکلف سے پہنے ریا کا لباس

قریشی نہ وہ نسل سادات سے — مگر خوش خوشامد کی ہر بات سے

تصنع سے ہر دم شکنجے مین وہ — گرفتار نخوت کے پنجے مین وہ

رگڑتا تھا پتھر پہ سر حیلہ ساز — کہ گھٹے سے جانین سب اہلِ نماز

نہ عالم نہ وہ کوئی صاحب کمال — حماقت کے فن مین عدیم المثال

لیاقت تو یہ اور ایسا فصیح — نہ بولا کبھی لفظ کوئی صحیح

یہ اظہار لوگون سے با جدّ و کد — کہ یہ ساری نخوت ہی میراث جد

دھرا آگے پھونکا ہوا نیل ماش — اُسے کالے مینڈھے کی ہر دم تلاش

گیا کوئی لے کر اگر کچھ امید — تو پہلے کہا مرغ لاؤ سفید

اُسے بیر بھیرون کی حرمت کمال — بھوانی کے بکرے اُسے سب حلال

بنا شیخ سدّو جو وہ بُز پرست — ہٹیلے کے مرغے ہوا کھا کے مست

برادر بڑا شیخ نجدی کا وہ — دُلارا بہت کالی دیبی کا وہ

وہ فتنے کی پڑیا وہ قامت قصیر — عزازیل کا وقت پیری مشیر

اُسے یاد دو چار سفلی عمل — پڑا جس سے ایمان مین اُسکے خلل

نہ تصدیق مرشدؒ نہ یادِ خدا — بھروسا اُسے نقش واعمال کا

پر اُن مین نہین بے یقین کچھ اثر — کہ ہین فطرتی سارے نفع وضرر

نہ الفت خدا و نبیؐ سے اُسے — نہ کچھ عشق مولا علیؑ سے اُسے

وہ دنیا کا عاشق اُسی کا خیال — اُسے زندگی ماؤمن سے محال

حسد نفس و شیطان سے اُلفت اُسے — بنی فاطمہؓ سے عداوت اُسے

لیے ساتھ اک بوریائے ریا — فقیری کی بو سے بھی نا آشنا

ہوا و ہوس کا وہ ہر دم کفیل — خدا خلق دونون کے آگے ذلیل

جو دیکھا ہو اک مردِ معمورِ عشق — سراپا وفا سر بسر نورِ عشق

قریب آکے اُسوقت اُس سے کہا — کہان سے تو آتا ہی ای مہ لقا

کہا قاف سے آرہا ہون ابھی — ہی کیا نام اس شہر کا شاہ جی

کہا اسکا شہر ہدایت ہی نام — یہ کہیے یہان آپ کا کیا ہی کام

کہا ہی یہان کا جو شاہِ جہان — مجھے اُس سے ملنا ہی ای کاردان

کہا آج تشریف رکھیے یہین — سحر کو وہان لے چلینگے ہمین

یہ سُن کر چلا وہ خجستہ صفات — کہ ساتھ اسکے مسجد مین کاٹے وہ رات

پکارا اُدھر سے کوئی نوجوان — کہ او تختۂ مشقِ جورِ بتان

خبردار جانا نہ تو اسکے ساتھ — بہت روئیگا ہاتھ پر رکھ کے ہاتھ

وہ اک مردِ چالاک و عیّار ہی | بہت سخت نا اہل و مکار ہی
ملا ہی اسے ورثہ نمرود کا | ابو جہل ہی نام مردود کا
بھری مکر سے ہی یہ سب گفتگو | تو کھوٹی نہ کر منزلِ آرزو
یہ سُن کر اُدھر سے پھر ابینظیر | ہوے گرد اُسکے امیر و فقیر
کہا اس سے یہ بعدِ تفتیشِ حال | کہ اسوقت وہ شاہِ قدسی خصال
اراکینِ دولت کو لیکر تمام | لبِ جو جماتا ہی دربارِ عام
وہین ہوگا وہ خسروِ ارجمند | کہ میدان کی چاندنی ہی پسند
چلا جا اسی دم تو دربار مین | نہین روک ٹوک اُسکی سرکار مین
وہان کچھ سفارش کی حاجت نہین | کسی واسطے کی ضرورت نہین
محبت سے جاتا ہی جو اُسکے پاس | عنایت سے پیش آتا ہی بیقیاس
یہ سن کر وہ دلدادۂ بینظیر | چلا سوئے سلطانِ پیر و وزیر

رحمت

پلا اب وہ مے بھر کے ساقی ایاغ | ابد تک رہے جس سے روشن دماغ
اُٹھا جام دے راحِ روحِ روان | بنا دے مجھے جانِ پیرِ مغان
چھکا دے تو بس آج ای خوش عمل | کہ یونہین ہی تقدیر روزِ ازل

سرِ شام اک دن لگی آفتاب
لگا ڈالنے زعفرانی نقاب

شفق کی چمک مُنھ چھپانے لگی
سیاہی سی ہر سمت چھانے لگی

ستارے ہوے چرخ پر جلوہ گر
جلایا فلک نے چراغِ قمر

میانِ حسینانِ رشکِ قمر
ہو اک مہر حُسنِ ازل جلوہ گر

وہ محبوبِ یزدان بشیرؐ و نذیر
فرستادۂ خاصِ ربِّ قدیر

نزاکت ہر اک عضو مین جاگیر
صباحت نثارِ رُخِ دلپذیر

عجب روے تابان عجب آب و تاب
کہ پرتو سے بجلی بنی موج آب

وہ محبوبِ عالم شہِ اصفیا
حبیبِ خدا وارثِ انبیاؑ

نہین ہوتے انسان ایسے وجیہ
مگر یک قلم نور کی ہو شبیہ

وہ فرقِ معلّا کی شانِ علا
جہانتک نہ پہونچین قیاس و ذکا

ازل سے ملی اُسکو یہ برتری
کہ حاصل ہو کونین کی سروری

عروجِ سرِ بام امید ہو
وہ سرمایۂ فخرِ جاوید ہو

وہ گھونگر سے کچھ بال الجھے ہوے
کچھ اُلجھے ہوے کچھ وہ سُلجھے ہوے

سیاہی ہین وہ زلف ظلمت کا دل
شبِ ہجر بھی جس سے ہو منفعل

جو بننے مین خوبون کی تصویر ہو
بگڑنے مین عاشق کی تقدیر ہو

نہ کیون اُس جبین کی کرین نجم قدر — کہ ہی آسمان جلالت کی بدر

عجب روشنی ہی عجب آب و تاب — کہ ہی سجدہ گاہِ مہ و آفتاب

یہ لوحِ دو عالم کی تفسیر ہی — جو پیش آنی ہی اس مین تحریر ہی

تجلّی گہِ حُسنِ زیبائے حق — بیاضِ جمالِ دل آرائے حق

زیارت گہِ خاصِ حُسنِ قدیم — امانت گہِ نورِ ربِّ کریم

وہ روشن گرِ دل کشادہ جبین — سرِ مطلعِ صبحِ فتحٌ مُبین

ہی خطِّ جبین سے عیان سر بسر — کہ خط کھنچ گیا خطِّ تقدیر پر

یونہین کاٹتے ہین یہ مضمون تمام — کہ تقدیر ہی انکی مرضی کا نام

وہ ابرو قیامت کی سفّاکِ خلق — جنھین خوفِ حق ہی نہ کچھ باکِ خلق

چڑھے تو نظر پر کوئی چڑھ گیا — جو سمٹے تو حد سے ستم بڑھ گیا

دو چشمِ فسون گر ادا آفرین — کہ بے سرمہ رہتی ہین وہ سرمگین

مصاحب ہی مستی شرارت شفیق — قیامت ہی دمساز فتنہ رفیق

غضب کے ہین وہ لال ڈورے مگر — ابھی نکلے ہین خون مین ڈوب کر

وہ ترچھی نظر کس بلا کی شریر — کہ بجلی گراتی ہی دکھلا کے تیر

نہ بیٹھی کبھی چین سے گھر مین یہ — بناتی ہی گھر جا کے پتھر مین یہ

لگی سر سری ہو گئی کارگر — وہ برچھی کی برچھی نظر کی نظر
کبھی دیکھنا پشتِ پا کی طرف — کبھی سینۂ باصفا کی طرف
تغافل سے پہلو کبھی دیکھنا — وہ لڑکا کے گیسو کبھی دیکھنا
وہ بانکی ادائیں وہ ترچھی نظر — جو پھیرین چھری حلقِ عشّاق پر
شب و روز رہتی ہیں اس تاک میں — کہ بل کر ملائیں کسے خاک میں
کسی کو نہ بھر کر نظر دیکھنا — اِدھر دیکھتے ہی اُدھر دیکھنا
اُدھر دیکھنا ہوں جدھر دل چلے — یہ مطلب کہ آپس میں کچھ تو چلے
شب و روز پھرتی ہی ساغر بدست — کہ ہی ساقیٔ جامِ عہدِ الست
وہ گو نشّہ میں مست و سرشار ہی — مگر کام سے اپنے ہشیار ہی
اُڑی گاہ وہ بن کے شہبازِ حُسن — بنی گاہ طاؤسِ طنّازِ حُسن
کیئے صیدِ عشاق کے مرغِ ہوش — پھری سو بسو مست و عشوہ فروش
کبھی موجِ بحرِ محبّت بنی — کبھی شورِ دریائے اُلفت بنی
دکھائی روانی یمِ ذوق کی — سنائی صدا گریۂ شوق کی
بنی گاہ باغِ حقیقت کی بو — بنی گاہ گردِ رہِ آرزو
سونگھائی شمیمِ ریاضِ الست — کیا منزلِ عشق کا بند و بست

ہی صیقلِ تیغِ خوبی کہین — پری بن کے شیشے مین اتری کہین
کسی سے کیا دور لاف و گزاف — کسی کا کیا دل کا آئینہ صاف
کبھی بن گئی وہ کمندِ امید — کبھی رشتۂ آرزوہاے دید
کبھی بامِ وصلت پہ پہونچا دیا — کبھی جلوۂ یار دکھلا دیا
کبھی بُرّشِ تیغِ قاتل بنی — کبھی بحرِ حسرت کا ساحل بنی
کہ جسکو وہ سفاک اشارا کرے — یہ تلوار کے گھاٹ اُتارا کرے
کبھی دامنِ دشتِ وحشت بنی — کبھی تارِ دامانِ رحمت بنی
کسی کا کیا جامۂ ننگ چاک — دیا گاہ خُلّت کا ملبوسِ پاک
بنی گاہ دربانِ بابِ کریم — بنی گہ عصاے ضعیفانِ غم
جو مغرور آیا گرایا اُسے — جو عاشق گرا تو اُٹھایا اُسے
یہی فاتحِ بابِ اُمید ہی — کلیدِ درِ گنجِ توحید ہی
عجب رنگ مین ہی یہ ڈوبی ہوئی — کہ باقی نہین نام کو بھی دوئی
جو دل مل گیا خوب توڑا اُسے — غرض جسکو تاکا نہ چھوڑا اُسے
وہ کھینچے ہوے تیر مژگان کی صف — کہ ہو طائرِ قدس جنکا ہدف
انھین سوجھتی ہی بہت دور کی — کہ جو کی یہ ہین چشمۂ نور کی

وہ پلکین ہین یا پردۂ حُسن ہین — کہ مدّت سے پروردۂ حُسن ہین
وہ بینی کہ منقارِ طوطی خجل — صفائی مین نہرِ لبن منفعل
اگر یہ نہ ہو حُسن سب خاک ہے — غرض چہرۂ حُسن کی ناک ہے
وہ روئے نگارین بہارِ جمال — گلِ بوستانِ کمال و وصال
وہ رخسارِ نازک وہ رنگین عذار — ریاضِ لطافت کی تازہ بہار
وہ آئینۂ صورتِ لم یزل — صفائے دلِ اہلِ حُسنِ عمل
وہ بدرِ جمالِ رخِ تابدار — وہ مہرِ جلالِ خداوندگار
وہ رُخ مطلعِ صبحِ حق الیقین — صبیح و شگفتہ ملیح و حسین
وہ رنگت گلابی نزاکت بھری — کہ جیسے کوئی پنکھڑی ہو دھری
حسین اسقدر وہ مہِ دلنواز — کہ خود حُسن کو ہو سکے جلوے پہ ناز
وہ تابندہ رخ صورتِ مہرِ نور — تجلّی وہ شعلۂ شمعِ طور
نزاکت کا اُسکی یہ شہرہ ہے آج — کہ شرماتے ہین جس سے نازک مزاج
وہ مہرِ سعادت وہ بدرالدجیٰ — وہ شمعِ حقیقت وہ شمس الضحیٰ
فروزان ہے ایسا کہ نزدیک و دور — برابر اُسی کا ہے آنکھون مین نور
گلِ جان کا پہلا ورق ہے یہی — سرِ صفحۂ صنعِ حق ہے یہی

وہ لبہائے معجز بیان و فصیح — بھرین یہ جنکے اعجاز کا دم مسیح

کرین کیون نہ عشاق کو پھر حلال — کہ بے پان کھائے وہ رہتے ہین لال

وہ ابرِ گہر بار شیرین زبان — کرے جو کہ سرسبز کشتِ جہان

فصاحت کے دریا کی یکتا نہنگ — کرے قافیہ جو بلاغت کا تنگ

کہے جو وہی ہو یہ ہی اختیار — کہ ہی سیفِ حکمِ خداوندگار

عصائے دلِ اہلِ ہمّت ہی یہ — کلیدِ درِ بابِ رحمت ہی یہ

جو کہدے نہین اُسمین کچھ شکّ و ریب — اسے لوگ کہتے ہین مفتاحِ غیب

وہ گوشِ حسین راز دار نکات — سنا کرتے ہین جو محبّت کی بات

دُرِ معرفت کے وہ دو کان ہین — عقیقِ سماعت کے وہ کان ہین

وہ گردن کہ اہلِ صفا منفعل — صراحئِ بلّور جس سے خجل

نہ کیون قربتِ حق ہو اُس سے مزید — کہ ہی یہ گذرگاہِ حبل الورید

بھرے گول بازو وہ عالی وقار — کہ ہو ماہئِ آسمان بھی نثار

یہ نازک کلائی کا اُس گل کی رنگ — تصوّر بھی چھو لونکا ہو جسکو ننگ

وہ پنجہ جو عشّاق کا دستگیر — کہ پنجے مین جسکے دو عالم اسیر

وہ پنجہ کہ جس مین خدائی کا زور — وہ قدرت سلیمان بنے جس سے مور

وہ ناخن کہ مہرِ سپہرِ کمال
بنائین جو ہر دن نیا اک ہلال

نشانے پہ جوڑین اگر تیر کو
بنائین وہ تقدیر تدبیر کو

غضب کی وہ گرمیِ حُسنِ شباب
کہ جسپر دلِ قدسیان ہو کباب

نہ کیون اُس سے مَلک ہو خوش ہر ملول
کہ خوشبو ہی وہ دونون عالم مین پھول

اسی عالمِ وجد مین وہ جوان
مؤدب گیا پیشِ شاہِ جہان

ستارون کے مانند ہر دو وزیر
فراہم ہین گردِ سرِ دستگیر

یہ دیکھا تو وہ بینظیرِ حزین
بڑھا بہرِ پابوسِ سلطانِ دین

مگر روکنے کو اُٹھے کچھ شریر
کہ جانے نہ پائے اُدھر بینظیر

نہ روکے رُکا پر وہ کمسن دلیر
کہ ہوتا ہی شیرون کا بچہ بھی شیر

سبھون کو ہٹا کر وہ عالی وقار
گیا پیشِ محبوبِ پروردگار

ادا کر کے سارے رسومِ نیاز
ہوا وہ قدمبوسِ شاہِ حجاز

اُٹھا شاہِ عالم اُٹھایا اُسے
گلے سے اُسی دم لگایا اُسے

کہا تجھپہ کیا ایسی آفت پڑی
کہ طی کر کے آیا یہ منزل کڑی

کہا مین ستم دیدۂ ہجرِ یار
امان خواہ آیا ہون باحالِ زار

کبھی تھا شب و روز سرگرمِ ناز
پر اب ہون اسیرِ طلسمِ مجاز

ہوا بابِ غفلت سے داخل یہان — نہین ملتا اب مخلصی کا نشان

یہ کہکر سنایا سب احوالِ خواب — وہ ارشادِ مہرِ ہدایت مآب

کہا اُس شہنشاہِ دین نے کہ ہان — مین پہلے سے ہون واقفِ داستان

مجھے بھی دکھایا اُسی نے یہ خواب — کہ آتے ہی کرنا اُسے فیضیاب

وہ آلام سے دل شکستہ بہت — ہی تیرِ ملامت سے خستہ بہت

وہ جو کچھ کہے دل سے کرنا قبول — کہ ہو وصلِ محبوب اسکو حصول

حضوری ہوئی ہی جو حاصل تجھے — بنا دونگا انسانِ کامل تجھے

مرا مایۂ ناز و عشرت ہی تو — یہان صدرِ بزمِ محبت ہی تو

بسر کر مرے ساتھ آرام سے — چھکا دونگا توحید کے جام سے

یہ کہکر بٹھایا اُسے جائے صدر — رُخِ زرد اُسکا کیا رشکِ بدر

غرض جتنے موجود تھے اہلِ دین — ملے اُس سے با حسنِ صدق و یقین

اسی طرح ہر ایک میر و وزیر — ہوا حکمِ حاکم سے فرمان پذیر

جلیل و حسین عالم و ذی وقار — رفیق اُسکو شہ نے دیے بیشمار

وہ شہرِ ہدایت مین رہنے لگا
جو گزری تھی دل پر وہ کہنے لگا

بشارت و تصدیق

پلا ساقیا بادۂ وصلِ یار — کہ ہو چودھوین شب کی دونی بہار

دیے جا وہی مایۂ اختصاص — ازل سے ہوں ہین ترا محبوبِ خاص

چھکا مجھکو جامِ بشارت سے آج — بنا کامل اپنی عنایت سے آج

شبِ وصل آئی گیا روزِ ہجر — مبدّل ہوا ساز سے سوزِ ہجر

افق پر سرِ شام ہی ماہتاب — وہ چمکا اُٹھا کر بسنتی نقاب

درختون پہ چاندی سی چڑھنے لگی — تجلّی بھی اٹھلا کے بڑھنے لگی

رُوپہلی کرن آسمان پر تمام — اُڑانے لگی ریزۂ سیمِ خام

پڑی پانی پر چاندنی کی جھلک — دکھانے لگی موجِ دریا چمک

وہ مل مل کے ابرک شعاعِ قمر — چھڑکنے لگی سطحۂ آب پر

برسنے لگا نور افلاک سے — تجلّی اُبلنے لگی خاک سے

ہوا اسقدر روشنی کا وفور — بنی ہر کرن تارِ بارانِ نور

بنے آئینہ سارے دیوار و در — سفیدی پھری ہر در و بام پر

تجلّی کثافت کو دھونے لگی — مکانون پہ قلعی سی ہونے لگی

نظر آتے ہین ٹیکرے جو اُدھر — وہ کوہِ صفا بن گئے سر بسر

بلندی پہ اب بدر آنے لگا — ستارون کو نیچا دکھانے لگا

بہت تل بنے دیدۂ حورعین — بہت چھپ گئے چادرِ نور مین

جو تھے خاص خاص اور معمور نور — وہی کچھ جھلکتے رہے دور دور

پکڑ کر ضیا کہکشان کی کمند — گئی تا سرِ بامِ بختِ بلند

ضیا چمکی داغِ جگر کی بہت — بڑھی لَو چراغِ قمر کی بہت

اندھیرے کو سایہ ترسنے لگا — درختون پہ جوبن برسنے لگا

ہوا اس ناز سے چاندنی جلوہ گر — کہ سکتے کے عالم مین ہی ہر شجر

تجلّی سے وادی یہ معمور ہی — کہ موجِ ہوا موجۂ نور ہی

وہ پھول اُجلے اُجلے ہین جو سامنے — کٹوری سی چاندی کی ہر ہر پہ ہے

دکھاتے ہین اسوقت کیسی بہار — کہ ہون ٹوٹ کر جن پہ تارے نثار

چمک ریگ پر صحنِ بلّور کی — بچھائے ہوئے چاندنی نور کی

یہ عالم جو دیکھا تو شکلِ کتان — ہوا پارہ پارہ دلِ عاشقان

شعاعون سے اُڑنے لگے جو شرر — سوئے چرخ اُڑے کبک پر کھولکر

لگے بھونکنے اُٹھ کے کتے کہین — مچانے لگے شور کوّے کہین

ہر اک حاسد ایسا ہی بکتا رہا — مگر بدرِ تابان چمکتا رہا

شتا رفتہ رفتہ وہ شورِ شب — گئی تا کمر زلفِ لیلائے شب
چمکنے لگا سر پہ بدرِ منیر — بنا آئینۂ نورِ چرخِ سپیر
پڑے لطفِ نظّارۂ نورِ ماہ — چڑھا بام پر وہ شہِ عرش جاہ
طبق میں زبرجد کے دُرِّ شہوار — قمر جس کے لایا برائے نثار
فلک پٹکہ چاندی کا باندھے ہوے — پھرا گرد اُس شاہِ ذیجاہ کے
وہ بھیگی ہوئی آبِ رحمت سے رات — کہ تر دامنوں کی ہو جس سے نجات
وہ شبنم کی خنکی وہ ٹھنڈھی ہوا — وہ اشجار و آبِ رواں کی فضا
وہ شاخوں کا جھکنا لچک کر کہیں — وہ لہروں کا اُٹھنا چمک کر کہیں
وہ میدان میں چاندنی کا سماں — وہ شبنم کا گرد اُسکے کچھ کچھ دُھواں
نجوم و قمر کا وہ عکس آب میں — وہ پانی میں جلتی ہوئی مشعلیں
وہ ہر سمت چھایا ہوا نورِ بدر — وہ شب لیلۃ القدر کو جسکی قدر
بھری نور سے ڈالی ڈالی تمام — وہ اغیار سے بزم خالی تمام
نہ کوئی مصاحب نہ کوئی مشیر — حضوری میں حاضر فقط بینظیر
وہ اشعار پڑھنا پھڑکتے ہوے — وہ خاص اُسکے جملے پھڑکتے ہوے
ہوا سن کے اُس شاہِ دیں کو سرور — لگا چلنے دورِ شرابِ طہور

وہی ساقیِ جامِ عرفان بنا
وہی قاسمِ آبِ حیوان بنا

میسّر ہوئی قسمتون سے یہ رات
پیالے کے دونون لئے آبِ حیات

وہ ساغر پہ ساغر چڑھاتے گئے
لگاتار مستی بڑھاتے گئے

لُنڈھے خُم پہ خُم اور سُبو پر سُبو
ڈھلی جائے ہر دم یہی آرزو

بہت دیر پیتے پلاتے رہے
محبّت کے نشّے جماتے رہے

پھر اک اشکِ شادی بہانے لگا
لبِ جام ہنس کر رُلانے لگا

ہوا نشۂ بیخودی کا یہ جوش
کسی کو نہ باقی رہا اپنا ہوش

محبّت دوئی کو مٹانے لگی
تکلّف کا پردہ اُٹھانے لگی

بنا بسترِ عیشِ حُسنِ قبول
بچھانے لگی شوخیِ ناز پھول

چمکنے لگا چہرہ امّید کا
نگاہون مین رنگ آگیا دید کا

کلی آرزو کی چٹکنے لگی
وفا پنکھڑی سی مہکنے لگی

تمنّا مین ہمدم بنین شوق کی
مرادون مین بو آگئی ذوق کی

گلے سے لگی مدّعا کی اُمنگ
بندھا رخصتِ آہ و زاری کا ڈھنگ

غمِ دل کا چلتا ہوا ازدحام
قلق سے گیا دور ہی سے سلام

خوشی قلب کو گدگدانے لگی
مسرّت سی چہرے پہ چھانے لگی

ملی تازہ بو گیسوئے یار کی
ہوس دل مین پہلو بدلنے لگی
سکون دردِ دل سے ہوا ہمکنار
طرب آکے تشویش کھونے لگی
دل و سینہ کے زخم بھرنے لگے
ہوا شوق کا ضبط پر دسترس
یقین نے اُٹھائی گمان کی نقاب
شک و ریب روپوش ہٹنے لگے
نگاہین لگین کہنے پیغامِ شوق
ادب سے بڑھین آگے گستاخیان
ارادے نئے داؤن چلنے لگے
بڑھا گرمئ شوق سے ساز و باز
طبیعت کی شوخی بڑھی دمبدم
ملا سازِ تقدیر سے سازِ وصل
فرح بخش توفیق ہونے لگی

کٹین بیڑیان بندِ افکار کی
نکلنے کو حسرت مچلنے لگی
تسلّی ہوئی مونسِ جانِ زار
بغلگیر تسکین ہونے لگی
اُمنگون کے جوبن اُبھرنے لگے
بڑھا جوش مین آکے دستِ ہوس
نظر آئی ہر آرزو بے حجاب
مقاصد ہم آغوش ہونے لگے
تمنّا نے چوسا لبِ جامِ شوق
مرادین لپٹ کر بنین وصلیان
وہ برسون کے ارمان نکلنے لگے
عرق بن کے ٹپکا جبین سے نیاز
رُکاوٹ کی باتین ہوئین کالعدم
بجا پردے مین نغمۂ رازِ وصل
تصوّر کی تصدیق ہونے لگی

دل آسودگی خوب باہم رہی
وہی خلوتِ اُنس محرم رہی

نہ باقی رہی دل مین کوئی ہوس
عنایت پکاری کہ اللہ بس

یہ سن کر بنا خود فراموش وہ
ہوا جوشِ مستی سے بیہوش وہ

سنبھالا مگر ضبطِ چالاک نے
دیے چھینٹے آبِ رُخِ پاک نے

کہا شہ نے اے مایۂ اختصاص
ازل سے ہی تو میرا محبوبِ خاص

رہے اسکی تصدیق اے نیکنام
مین تیرا ہی ہو کر رہونگا مدام

ملا ہی نہ مجھے حکمِ مہرِ منیر
لقب دون نہ تجھے عاشقِ بےنظیر

خدا نے دیا سب نہ تجھے یہ دیا
ولی عہد کا تا ابد کر دیا

ازل سے ہی تو عاشقِ زارِ حق
ہوا آج صد شکر مختارِ حق

چلے گا ترا حکم آفاق مین
کہ تو صدر ہی بزمِ عشاق مین

ترے دم سے پھیلے گا دنیا مین جوگ
کرینگے ترے نام سے عشق لوگ

تجھے ہم نے عالم دیے دس ہزار
مرید اور ہر دم ترے جان نثار

علاوہ برین بیشمار اہلِ دین
ترے دم سے پائینگے راہِ یقین

کرینگے تری پیروی خاص و عام
کہ ہے وحی و الہام تیرا کلام

سمجھتے ہین اہلِ خبر بالیقین
کہ لا وحی بعدی کسی جا نہین

پڑھیگا جو دل سے اسے ایکبار
وہ ہوگا ولی صاحبِ اختیار

زہے رحمت ای عاشقِ ذوالجلال
کہ خود منتظم اب ہی تیرا خیال

تجھے احتیاج دعا کچھ نہین
کہ مرضی پہ تیری ہی ربِّ امین

بشارت دیے جاتا ہی وہ بشیر
تحیر مین ہی خسروِ بے نظیر

کہ یارب کہان مین یہ رحمت کہان
کیا جسنے محبوبِ ربِّ جہان

اسی فکر مین غرق ہی وہ حسین
کہ یاد آگئی اُسکو لوحِ یقین

جو دیکھا اسے غور سے ایکبار
تو یہ راز اُس سے ہوا آشکار

کہ مہرِ منیر آکے اس دیس مین
تجھے آزماتا ہی اس بھیس مین

یہ دیکھا تو وہ عاشقِ پاکباز
پھرا گرد اُسکے زروے نیاز

کہا گر کے قدمون پہ ای پاکذات
بھلا اس مین پردے کی تھی کون بات

اسی کی رہی آج تک دوڑ دھوپ
یہان آپ بیٹھے ہین بدلے یہ روپ

ازل کی وہ باتین بھی کچھ یاد ہین
محبت کی گھاتین بھی کچھ یاد ہین

تکلف نہ رکھیے روا ای کریم
کہ ہون آپکا آشناے قدیم

یہ کسواسطے رنگ لائے حضور
کہ اس جلوے مین آج آئے حضور

بلایا مجھے قدس کے دیس مین
یہان آپ بیٹھے ہین اس بھیس مین

بھلا اس مین کیا مصلحت تھی حضور | جزا اسکے کہ چلکر مین کہاؤن ضرور
کہا مین نہ آتا جو ای خوش صفات | دکھاتا تجھے کون بابِ نجات
فقط تیری خاطر مین آیا یہان | محبّت کا نقشہ جمایا یہان
اسی واسطے مین نے بدلا ہے بھیس | کہ مل کر تجھے لیچلون اپنے دیس
سحر ہو تو کھولون مین بابِ نجات | تجھے بخشدون حاصلِ کائنات
کہ مرادِ سفر ہو وہ حُسنِ عمل | مرے ساتھ پھر تو سوئے قدس چل
پہونچکر تو اُس منزلِ عیش پر | بڑے چین سے تا ابد کر بسر
وہ اہلِ محبّت وہ اہلِ طریق | وہین آرہین گے ترے سب رفیق
سُنا جب یہ ارشاد مہرِ منیر | تو تڑپنے لگا وجد مین بےنظیر

غزل

محبّت کا جذب و اثر دیکھیے | وہ خود لینے آئے خبر دیکھیے
کبھی جنکو لکھتے تھے ہم شوقِ دید | وہی آج ہین نامہ بر دیکھیے
کسی کا وہ منہ پھیر کر بیٹھنا | کسی کا وہ کہنا ادھر دیکھیے
کبھی میری قسمت کی پھر دیکھنا | ذرا اپنی ترچھی نظر دیکھیے
اسی پر ہی نازِ نگاہِ کرم ؟ | مین تڑپون ادھر آپ اُدھر دیکھیے

یہ آنکھیں بہت دن سے تھیں فرشِ راہ
وہ آئے ہین اب راہ پر دیکھیے

کوئی عشق کہتا تھا کوئی جنون
بتاتا ہی کیا چارہ گر دیکھیے

وہ آخر ملے بات کی بات مین
وہ طول اور یہ مختصر دیکھیے

بہت خوبصورت ہین یوسفؑ مگر
ذرا آپ کو دیکھکر دیکھیے

اس آئینہ خانہ مین حیرت ہی یہ
کسے دیکھیے اور کدھر دیکھیے

نہین کھولتے آنکھ کیون بینظیر
وہ آتا ہی کوئی ادھر دیکھیے

حُسنِ قبول

بنا مست اے ساقیِ ذو الجلال
کہ عینِ جواہر ہی تیرا جمال

جو تو ہی تو کیا حاجتِ جامِ جم
یہ اپنی ہی گزری ہی بیکاست و کم

ہو العشق ہان میرا حصّہ ہی یہ
کہ دو پاکبازون کا قصہ ہی یہ

وہ گُل ہی جو اہر تو ہین بینظیر
مگر شرع کے دونون فرمان پذیر

ہر اک نظم کا اس کی دیوانہ ہی
یہ سچّا محبّت کا افسانہ ہی

نبیؐ اس سے خوش اور اہلِ وصال
ہی خود جوشِ رحمت مین وہ ذو الجلال

وہ مَے دے کہ جسکی ہر اک موج سے
وہ عالم مین شورِ تلاطم پڑے

کوئی رند ہون مین نہ فاسق ہون مین
ترے نور کا پاک عاشق ہون مین

ترا مجھپہ احسان کیا کیا نہین — ملے غیر سے یہ وہ لیلیٰ نہین

شریعت ہوئی ختم باقی ہی عشق — ازل سے ہمارا تو ساقی ہی عشق

مجھے دونون عالم سے بہتر ہی یہ — کمالِ ولایت سے بڑھ کر ہی یہ

ملائک یہان آکے تھمتے نہین — قدم خاص لوگون کے جمتے نہین

جو صورت یہ ہی تو مجازی ہی وہ — جو ہو ہیر با حق طرازی ہی وہ

حرم مین رہین یا رہین دیر مین — مگر فرق آتا نہین سیر مین

ہمارا خدا ساتھ ہی سب کہین — جو عاشق ہی ہرگز وہ ڈگتا نہین

زلیخا بھی تھی غیر کی ہم جلیس — تھا لیلی کا خاوند بھی اک خسیس

نہ شیرین نہ عذری مین یہ بات تھی — وہان بھی دورنگی ملاقات تھی

ترا شکر اے عینِ اعیانِ کُل — کہ بخشا مجھے تو نے یہ پاک گُل

یہ تمیز دی تو نے وحدت کے ساتھ — ہوا عشق کامل شریعت کے ساتھ

نہین عشق کو شرع سے کچھ بھی کام — یہ ہی محرمیت وہ ہی انتظام

مگر ساتھ ہون دونون تو خوب ہی — یہ عاشق حقیقت مین محبوب ہی

خلیل اُسکا مین وہ مری جان ہی — یہ پیمان سائڈ کا پیمان ہی

نہ کیون جان اہلِ حقیقت ہو عشق — وہ ہی فسق جو بے شریعت ہو عشق

نہ ہوتے جو عاشق جنابِ رسولؐ
نہ پاتے یہ معراجِ حُسنِ قبول

انھین کے کرم سے ملا یہ وصال
رہے تا ابد دولتِ لازوال

جو وہ ذات پابندِ فطرت ہوئی
تو پہلے محمدؐ کی صورت ہوئی

مقیّد تھی خود پر مقیّد نہ تھی
تماشا کنِ غیرِ سرمد نہ تھی

ہین آزاد دنیا مین کامل بہت
کہ پابند ہونا ہی مشکل بہت

جو سچّا کسی کا ہی اے ذو الجلال
اسی کو میسّر ہی تیرا وصال

کہ ہر شی ہی مظہر تری ذات کی
تجلّی ہی گھر گھر تری ذات کی

جو ہی مظہرِ ذات ہر جز و کل
نہ کیون میرا مرکز ہو پھیرا اُگل

کہین نام اللہ ہی ذات کا
کہین ہی وہ شانِ رسولِ خدا

کہین ہی جواہر کہین بینظیر
غرض ہر جگہ ہی یونہین دلپذیر

جو حفظِ مراتب کیا ذات نے
تو ہم کیون نہ برتین وہی قاعدے

بڑا سب سے اللہ کو جان کر
رسولؐ اور احکام کو مان کر

جو اہرمن دیکھون وہی نورِ ذات
کہ ہو جائین یکذات جملہ صفات

ہی ابلیس جو عکسِ شانِ جلال
پریشان کیا اُسنے کیا کیا خیال

بہت غارِ تیرہ ہین اس راہ مین
جو آیا گرا وہ کسی چاہ مین

مگر ہم محمدؐ کو پکڑے رہے | ادا امر کے پھندون مین جکڑے رہے
بہت اُسنے مجبور ہم کو کیا | شریعت نے لیکن نہ گرنے دیا
گرین کیون نہین ہم خلاف نبیؐ | یہ سب آزمایش تھی اللہ کی
رسولِ خدا نے سنبھالا ہمین | خدا نے بلا سے نکالا ہمین
زمانے کی فکرون سے آزاد ہی | حرم مین جو اہر مری شاد ہی
مین پھرتا ہون گو ہر طرف جوش مین | مری روح ہی اُسکی آغوش مین
اگر محض شہوت پرستی نہ ہو | تو کیون اسقدر جوشِ مستی نہ ہو
نبیؐ کو تھی مرغوبِ طبعِ شریف | صلوۃ ونساء اور بوئے لطیف
نہ مستی کا ظاہر مین کچھ شور تھا | نبوّت کے احکام کا زور تھا
جو دنیا کی پوری ضرورت ہوئی | وہین ختم شانِ نبوّت ہوئی
بہت اس طرف عشق غالب ہوا | کہ مطلوب خود مین طالب ہوا
مگر ہان شریعت نہ چھوٹی کبھی | یہ مضبوط رسّی نہ ٹوٹی کبھی
ہوا اس سے پیدا کچھ ایسا کمال | کہ ہم پہونچے بالائے بامِ وصال
بنی شانِ مستی رہ ورسمِ داد | خدا نے کیا اجتماعِ تضاد
محمدؐ سکھاتے نہ جو یہ تمیز | تو اسوقت ہوتے نہ ہم کوئی چیز

کرین پیروی ہم اُسی راہ کی
کہ بیشک وہ رحمت ہین اللہ کی

بہت ان فقیرون نے دھوکا دیا
خلافِ شریعت پہ اغوا کیا

مگر اُنکو شیطان سمجھے رہے
شریعت کو ایمان سمجھے رہے

ادب جو محمدؐ کا ہم سے نے کیا
خدا نے ہمین جو دیا وہ دیا

ہی اسرارِ باطن سے جو رابطہ
کسی کا نہین اس مین کچھ واسطہ

وہی ذات خوب اس سے آگاہ ہی
مرا پیر واللہ اللہ ہی

اُسی نے دکھایا محمدؐ کا نور
رہین جسکے تابع میانِ ظہور

عجب عشق کامل کا بھی جاہ ہی
کہ جو کچھ ہی اللہ ہی اللہ ہی

کہین کس سے کس دھن مین رہتے ہین ہم
خدا ہی سے ہر بات کہتے ہین ہم

جسے دخل روحانیون مین نہین
اُسے کس طرح آئے اسکا یقین

مگر اہلِ دنیا کے قابل ہی وہ
غرض جس سے پوری ہو کامل ہی وہ

مشیئت کے تابع ولیؑ و نبیؐ
مشیئت نہین اُن کی تابع کبھی

تمنا سے ہی پاک یہ کاروبار
جو ہو بھی تو بس حسرتِ وصلِ یار

ریا و ہوس کا نشان کچھ نہین
غرض کی محبت یہان کچھ نہین

الٰہی جو اہر کو آباد رکھ
ہمین وصلِ با ہم سے تو شاد رکھ

محمدؐ کے صدقے ہین دے بہر امید — عطا کر تو اولاد ہم کو سعید

جہانتک کہ نسلین ہماری رہین — محمدؐ کی مقبول ساری رہین

ولی ایک ان ہین برابر رہے — جو محیئ دین پیمبر رہے

ہون مقبول ہم تا بروز شمار — جواہر کی عصمت رہے یادگار

ہی تیرا وجود اتم ہر جگہ — جو تو چاہے تو ہو حرم ہر جگہ

الٰہی بہم اب ملا دے ہمین — ہین مردہ سے دونون جلا دے ہمین

اُسے بھیجدے یا بُلا لے مجھے — کہ ہر شے پہ قدرت ہی یارب تجھے

مٹے وصل روحی سے کیا اضطراب — ملاقات ظاہر سے ہون کامیاب

جواہر کا ظاہر مین بھی ساتھ دے — مرے ہاتھ مین اُسکا تو ہاتھ دے

مجھے ہوتا اذن حضوری اگر — تو پھرتا مین کیون ہند مین دربدر

چلی اسقدر صرصر اضطراب — مٹا دی ہی جسنے بہار شباب

وہ راحت نہین اب وہ صورت نہین — کوئی لحظہ دل کو مسرت نہین

تو چاہے تو ہو میرے پروردگار — بہار جوانی شباب بہار

کوئی بے غرض کب مرا یار تھا — جو ابتک ملا وہ ریاکار تھا

ملے بد بھی مجھکو بہت نیک بھی — نہ ابتک ملا بے غرض ایک بھی

شب و روز گیا گیا نہ میلے رہے — یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے

تھی آدم کو جنّت مین وحشت کمال — مین پھر کیون نہ گھبراؤن یا ذوالجلال

طبیعت پہ کچھ زور چلتا نہین — اکیلے ہین اب دل بہلتا نہین

کہانتک جدائی کہانتک یہ چال — ملا دے ہمین جلد یا ذا الجلال

عطا کر وفادار اصحاب بھی — ملین اہلِ تصدیق احباب بھی

ہمین صدق عالم کو پہچان دے — ہمین دوست سچّے مسلمان دے

جو اہر کو ہو بس مجھی سے نیاز — اُٹھاؤن جو اہر ہی کے مین بھی ناز

رہے کام تیری رضا سے ہمین — بچانا تو فقر و بلا سے ہمین

الٰہی ہر آفت سے بہتان سے — بچانا ہمین اپنے احسان سے

تری چشمِ رحمت ادھر یون پھرے — کسی سے نہ حاجت رہے جز ترے

جنان اور دنیا مین بھی یا مجیب — رہے ہم کو دیدار تیرا نصیب

ارادون مین اپنے رہین کامیاب — دعا ہم کرین تو کرے مستجاب

دو عالم مین از بہرِ ارباب حال — رہے ہم سے راضی تو یا ذوالجلال

طفیلِ محمدؐ رسولِ کریم
بس اب رحم کر یا رحیم و عظیم

باب نجات

پلا اب وہ مے ساقیٔ پاکذات — بنے حلقۂ جام باب نجات
اچھوتی دے وہ دختر رز مجھے — کہ ہو دم پہ قابو دعا دون تجھے
بنا مست و بیخود مٹا حب غیر — کہ کھون مین اپنے ہی عالم کی سیر
اُٹھا جام کر جلد رفع ملال — کہ دنیا سراسر ہی خواب و خیال
وہی خوب ہین جو کہ رہتے ہین مست — غم نیست اُنکو نہ کچھ فکر ہست
وہ مے دے کہ ڈوبے ہین محبت مین ہم — کہ رہتی ہی شادی نہ رہتا ہی غم
مجھے مست کر کے تو پہونچا وہان — انا الحق کہے ذرہ ذرہ جہان
نہ چھوٹے مگر یہ سلامت روی — کہ پی کر اُبلتے ہین کم ظرف ہی
ہر اک راز کی پاسداری رہے — بہکتے ہین بھی ہوشیاری رہے
نہ لغزش ہو کچھ خود پرستی مین بھی — قدم لڑکھڑائین نہ مستی مین بھی
چھڑا دے خیال حیات و ممات — کہ دنیا کے سب کام ہین بے ثبات
وہ مے دے کرے جو کہ یون بیخبر — نہ جنت کا غم ہو نہ دوزخ کا ڈر
اُٹھا جام دے بھر کے اب وہ شراب — جو دل سے اُٹھا دے دوئی کا حجاب
مری مے پرستی کی وہ شان ہو — جہان خود پرستی بھی ایمان ہو

حرم سے نہ مطلب نہ ہو دیر سے | لگاوٹ نہ باقی رہے غیر سے
نہ اغیار کام آئینگے کچھ نہ یار | خیالی ہین سارے یہ نقش و نگار
پلا ساغرِ عشق کر شاد کام | ہی دنیا فقط ایک دھوکے کا نام
کہانتک مین افسانۂ دل سنون | کہانتک صراحی کا قلقل سنون
پلا بادہ پھر سُن مری داستان | کہ ہو جام آئینۂ راستان
نہ گھبراؤن کیون دورِ ایام سے | صدا آرہی ہی لبِ جام سے
رہیگا نہ کوئی رہا بے نظیر | رہے نام اللہ کا بے نظیر
یہ وہ دور ہی جز خداوندگار | کسی کا بھی ہرگز نہین اعتبار
نہین جز ترے جو کسی کو بقا | مجھے ذات مین اپنی کر تو فنا
نہین جاننا کوئی دم کا شمار | نہ ٹوٹے کبھی جامِ زرین کا تار
شفق نے گرائی جو خم سے شراب | اُٹھا تمتماتا ہوا آفتاب
حیا صبح کی مہر کھونے لگا | دماغِ ہوا گرم ہونے لگا
چلی لڑکھڑاتی نسیمِ سحر | شعاعین بڑھین نشہ مین جھوم کر
سنبھالے ہوے خود کو وہ بے نظیر | چلا سوے دربارِ مہرِ منیر
ملا راہ مین حیلۂ نامور | یہ پہونچائی اُس باوفا نے خبر

مین جانے کو تھا خدمتِ شاہ مین | مگر آپ ہی مل گئے راہ مین
ذرا اتنی تکلیف فرمائیے | جو آہر کو بھی ساتھ لیجائیے
یہ سن کر چلا وہ شہِ دوجہان | وہ جس جا فروکش تھی آیا وہان
جو بھیجا تھا نامہ کسی گل کے ہاتھ | چلی طیبہ بھی جمیلہ کے ساتھ
اُسی روز پہونچی ہین وہ بھی وہین | کہ جس جا جو آہر ہوئی ہر مکین
انھین بھی غرض ساتھ لیکر وہ شاہ | گیا پیشِ سلطانِ گیتی پناہ
بہ آئین شائستہ و دلپذیر | ہوئین وہ قدمبوسِ مہرِ منیر
وہ سلطانِ عالی نسب ذی کمال | بہت خوش ہوا بعدِ تفتیشِ حال
ہوئی رخصتِ دردو غم ناگزیر | ہوا اور صد کرمِ بے نظیر
دیا شاہ نے ہاتھ مین اُسکا ہاتھ | ملے بلبل و گل مسرت کے ساتھ
کیا عقد دونون کا سلطان نے | ملایا پسِ ہجر رحمٰن نے
جو سازِ طرب سے فراغت ہوئی | تو سلطان کی پھر یہ رحمت ہوئی
بٹھا کر ز راہِ عنایت اُسے | دیا سونپ گنجِ محبت اُسے
کہا ہے یہی حاصلِ کائنات | اسے لیکے چل سوئے بابِ نجات
یہ کہکر جو اُٹھا تو وہ سب کے سب | روانہ ہوئے ساتھ باصد ادب

زرا دور جا کر رُکا شاہِ دین | کہا دیکھ اب اپنی لوحِ یقین
پڑی لوح پر جو نظر ایک بار | تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی وقار
یہ لکھا ہوا ہے عاشقِ بے نظیر | اُٹھا جلد دامانِ مہرِ منیر
اسی میں تو چھپ جا اب اے خوش صفات | نظر آئے تا تجھکو بابِ نجات
پڑھا یہ تو فوراً شہِ بے نظیر | چھپا زیرِ دامانِ مہرِ منیر
دکھائی دیا سامنے ایک باب | تجلی میں رشکِ مہ و آفتاب
وہ بابِ سعادت بلند اسقدر | کہ مشکل سے کلسو نپہ ٹھہرے نظر
نگہبان ہزاروں پیادے سوار | فرشتوں کا بھی ہو نہ اُس جا گزار
اُنھوں نے جو دیکھا اُٹھا کر نظر | کہ آتا ہے شاہنشہِ نامور
برابر کھڑے ہو گئے اک طرف | جھکے بہرِ تسلیم وہ صف بہ صف
قریب آگیا جب وہ عالی تبار | قدم آگے سب نے لیے ایکبار
لیے ساتھ اُسکو بصد عز و شان | ہوا داخلِ بابِ شاہِ جہان
ہوئی ختم جسوقت وہ حدِ باب | تو بولا وہ سلطان رحمت مآب
ذرا دیکھ اب لوح اے بے نظیر | کہ لکھتی ہے وہ کیا بحکمِ قدیر
یہ سن کر جو ہیں لوح پر کی نظر | تو اپنی ہی تصویر تھی جلوہ گر

فقط ایک حیرت کا عالم رہا	نہ ادراکِ شادی نہ ماتم رہا

وادیِ حیرت

کہ آئینہ بن جائے لوحِ یقین	پلا اب وہ مے ساقیِ مہ جبین
بنا دے مجھے مستِ علمِ وجود	دیے جا مئےِ خوش پڑھے جا درود
کہ انسان ہی ہے کتابِ مبین	وہ مے دے کہ ہو اسکا عین الیقین
منوّر ہوے وادی و کوہسار	فلک پر اُڑا وہ سنہرا غبار
تجلی مین روپوش ہونے لگے	نجوم اپنی ہستی کو کھونے لگے
ہوئی جلوہ افگن بصد آب و تاب	سحر لے کے آئینۂ آفتاب
دکھاتی ہین اسوقت کیا کیا سمان	مطلّا پہاڑون کی وہ چوٹیان
شعاعون کی وہ کونپلون پر پھبن	ہرے نخل و نیر زرافشان کرن
وہ شفاف چشمے لطافت بھرے	وہ سرسبز پودھے طراوت بھرے
زمرد کی وہ قدرتی کلغیان	وہ شبنم کی دھوئی ہری ٹہنیان
وہ شیشے کی چادر وہ صاف آبشار	وہ پانی کا جھرنا وہ چاندی کے تار
گلے مل کے نہرون کا بہنا کہین	سرِ شاخ پھولون کا گُنا کہین
پھٹا پڑتا ہے جوبن اشجار پر	گدرائے پھل ہر شجر بارور

کہین لالۂ سُرخ ساغر بدوش — کہین نرگسِ مست حیرت فروش
وہ نکھرا ہوا چہرۂ نونہال — وہ بکھرے ہوے سنبلِ تر کے بال
کہین پھول پھولے کہین مرغزار — ریاحینِ خودرو کہین بے شمار
جما سروِ کوہی کا دنگل کہین — چرندون کا جنگل ہین منگل کہین
وہ گنجان شاخین شجر سایہ دار — پہاڑون کے دامن ہین وہ سبزہ زار
کہین طائرانِ سحر نغمہ زن — کہین چوکڑی بھر رہے ہین ہرن
کہین غول کے غول رعنا غزال — پرے کے پرے مرغِ یاقوت بال
پرندون کا جُھرمٹ برنگِ سحاب — کہین جُھنڈ چڑیون کا بالائے آب
وہ دریا کا موجین کہین مارنا — کچھارون ہین شیرون کا ہنکارنا
کہین غار ہین جاگزین تیندوے — کہین کھُو ہین بیٹھے ہوے اژدہے
درندون کا جنگل ہین وہ گھومنا — کہین ہاتھیون کا کھڑے جھومنا
کہین گنڈ پر وہ گھنی جھاڑیان — وہ دو دام جس ہین ہزارون نہان
چٹانون پہ وہ چادرِ آبِ صاف — ہو چاندی کے پتر کا جیسے غلاف
کہین گھاٹیون پر درندونکا زور — کہین ڈالیون پر پرندونکا شور
وہ کیلے کا جنگل وہ آبِ روان — ترائی ہین لاکھون جڑی بوٹیان

وہ گاؤن کا چرنا چرا گاہ مین
سلین سنگِ مرمر کی باآب وتاب
ذرا دور چل کر بیابان مین
تلاطم ہی امواج کا اسقدر
یہ سب ہی مگر کوئی مردِ خدا
جدھر آنکھ اُٹھاتا ہی وہ باخبر
یہ عالم تحیّر کا ہر بات مین
گھرا ہی تردّد کی حالت مین وہ
کھڑا سوچتا ہی وہ نازک مزاج
ہوا محوِ حیرت جو وہ خوش عمل

بچھا سبز قالین ہر راہ مین
دکھانے لگین پرتوِ آفتاب
روان ایک دریا ہی میدان مین
کہ آتا نہین وہ کنارہ نظر
نہین دیکھتا کچھ بھی اپنے سوا
تو اپنی ہی تصویر ہی جلوہ گر
کہ جو شی ہی وہ اپنی ہی ذات مین
پھنسا ہی بہت سخت حیرت مین وہ
کہان لائی ہی مجھکو تقدیر آج
تو گھبرا کے پڑھنے لگا یہ غزل

غزل

یہ کیا ہی ہمین خیر شر بھی ہمین
ہر اک شی کے نفع و ضرر بھی ہمین
ہمین کوہ و وادی ہمین جوئے آب
ہمین نخل و سبزہ حجر بھی ہمین
ہمین ہین مورّخ ہمین داستان
ہمین مخبرِ حق خبر بھی ہمین
ہمین دیر و کعبہ خدا و صنم
ہمین صاحبِ خانہ گھر بھی ہمین

ہمین لامکان ہین ہمین ہر جگہ
ہمین دفترِ کُل ہمین لفظِ کُن
ہمین خود بصر ہمین خود نگاہ
ہمین نیست ہین خود ہمین ہست ہین
ہمین نفسِ جانان ہین ہمین بےنظیر
اسی کشمکش مین سر انجام کار
مگر وہ تو پہلے سے آئینہ تھی
اُسی شکل سے پر وہ رعنا جوان
وہ کہنے لگی ای بشرِ باخبر
تری شکل ہر جا ہی گو جاگیر
تلوّن یہان سے تو کر اختیار
جسے ساتھ تیرے تغیّر نہ ہو
پکڑ لے تو دامن اُسی مرد کا
جو ہو ربط اُس شاہِ دیندار سے
جو اس بحرِ حیرت سے جائے گزر

ادھر بھی ہمین ہین اُدھر بھی ہمین
ہمین طول بھی مختصر بھی ہمین
تماشائے اہلِ نظر بھی ہمین
قضا بھی ہمین ہین قدر بھی ہمین
ہمین ذاتِ باری بشر بھی ہمین
اُسے لوح یاد آ گئی ایک بار
نظر آئی پھر اپنی صورت وہی
لگا پوچھنے کیا کرون اب یہان
یہ وادیِ حیرت کا ہی سب اثر
نہان پر انھین مین ہی مہرِ منیر
کہ تا تجھپہ یہ راز ہو آشکار
سمجھ پھر اُس صورتِ پاک کو
نہ اندیشہ کر گرم کا سرد کا
ابھی پار ہو بحرِ زخّار سے
پہونچ جائے تا دشتِ ہُو بحفظ

یہ سمجھا تو وہ خسروِ نامدار
بدلتا گیا جیسے جیسے وہ رنگ
نظر آئی اک صورتِ بے نظیر
یہ دیکھا تو وہ خسروِ دو جہان
جدھر سے وہ وہی جاہ ہوتے گئے
نظر آئی اک کشتیِ امتحان
چلی جب گھڑی موجِ بادِ مراد
گئے جبکہ دھارے مین وہ نیکخو
جو طوفانِ حسرت ہوا آشکار
بدلنے لگا رنگ ہر باخدا
یہ کہتا ہے گو ہو خفاجی سے تم
یکایک وہ گھبرا گئے اسقدر
مگر لوح کے حسبِ تحریر شاہ
بہت کوششون سے غرض ناخدا
...ے پہونچگئے تھی صلاح

بدلنے لگا حالتین بے شمار
وہ شکلین بدلتی رہین بیدرنگ
کہ ہرگز نہین وہ تغیّر پذیر
ہوا اک طرف ساتھ اُسکے روان
بہت لوگ ہمراہ ہوتے گئے
ہوے سب سوار اسپہ باعزّ و شان
روانہ ہوے سب وہ عالی نژاد
بھنور مین پڑی کشتیِ آرزو
ہوے خوف سے سب کے سب بیقرار
مگر ایک حالت پہ ہے ناخدا
کہین کود پڑا نہ کشتی سے تم
گرے بحرِ ذخار مین بے خبر
رہا ہے وہ خسروِ دین پناہ
کنارے پہ کشتی کو لے ہی گیا
اگر اسوقت ہے بس اسی مین فلاح

کہ جو ڈوبتے ہین سنبھالو اُنھین — پھنسے بے طرح ہین نکالو اُنھین

غرض مل کے دونون وہ عالی خصال — جہانتک ملے اُنکو لائے نکال

کنارے جو پہونچے بہ حکم قدیر — لگا دیکھنے لوح کو بے نظیر

تو اُس آئینے مین یہ آیا نظر — کہ تصویر محبوب ہی جلوہ گر

نہ تنہا فروغ نظر مہر ہی — جدھر آنکھ اُٹھائی اُدھر چہرہ ہی

دشت ہو

کہان ہی تو ساقی یہ کیا طور ہی — کہ ہر سو ھُو اللہ کا دور ہی

بنا جلد بیخود ترے دم کی خیر — کہانتک یہ کثرت مین وحدت کی سیر

وہ مے دے کہ دون جسکو سوغات مین — فنا کردے محبوب کی ذات مین

شب غم کی رخصت وہ پچھلا پہر — وہ تارون کی چھان وہ نسیم سحر

اُٹھو جاگو کی ہر طرف ہی پکار — سحر کھاکے فارغ ہوئے روزہ دار

تجلئ رحمت کا ہر سو ظہور — بسیرون سے اُڑنے لگے ہین طیور

وہ کچھ کچھ جھلکنے لگین کونپلین — کھروا اُڑانے لگین کوئلین

پپیہون نے دل پر لگائی وہ چوٹ — کہ معشوق بھی ہوگئے لوٹ پوٹ

تجلی فشان گنبد آسمان — نمود سحر کا سہانا سمان